ضمیمہ
مجلہ نمبر ۱۳۳

رجسٹرڈ ایل نمبر

۷۶۹۱

وقت کا تقاضا

ناشر: عالمی ادارۂ اشاعتِ علومِ اسلامیہ (رجسٹرڈ) چہلیک۔ ملتان

PANJAB UNIVERSITY
SEP 1978

سماجی بہبود کا مثالی ادارہ

مہنگائی اور بیحیائی کے اس دور میں ہماری اپنی کمزوریاں اور کوتاہیاں جتنا ہمیں نقصان پہنچا رہی ہیں اور جتنی تیزی سے ہمیں تباہی و بربادی کی طرف لیجا رہی ہیں اسکی طرف آج کسی کو بھی توجہ نہیں۔ کراچی کے جناب ــــ محمد منصور الزمان صاحب ــــ کی دس سالہ شبانہ روز مساعی جمیلہ سے

دہلی صدیقی برادری (پاکستان) رجسٹرڈ

نے موجودہ معاشی اور اقتصادی الجھنوں سے نجات پانے کیلئے اپنے گھر سے انقلابی اصلاحی پروگرام شروع کیا ہے، آپ نے ہر خرابی اور اسکے انسداد کے لئے برادری کا باقاعدہ سروے کر کے جائزہ لیا اور پھر ساری برادری کو جمع کر کے تمام کوائف اس کے سامنے رکھے، جس پر سب نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ آئندہ کیلئے وہ ان تمام لغویات اور فرضی رسومات سے احتراز کرینگے جو منگنی، شادی بیاہ ولیمہ کے موقع پر محض نمود و نمائش کے لئے اختیار کی جاتی ہیں، چنانچہ اب یہ برادری نہایت سادگی سے منگنی کرتی ہے، مسجد میں نکاح کر کے برات کا کھانا، بجلی کی روشنی، اور شامیانوں کا شہر لگانے کے تمام اخراجات بچاتی ہے، نمائش و آرائش سے یہاں تک احتراز کرتی ہے کہ شادی کیلئے سادہ دعوت نامے استعمال کرتی ہے اور مختصر و سادہ ولیمہ کر کے اسراف و تبذیر سے بچتی ہے، یہ مساعی جمیلہ ۱۹۶۳ء سے شروع ہیں جن کے ثمرات اب اکر نمایاں ہوئے ہیں، جسکی وجہ سے یہ برادری سکون و اطمینان کا سانس لے رہی ہے اور اپنی کامیاب عملی جدوجہد سے دوسروں کو اس امر کی دعوت دے رہی ہے کہ وہ اپنی اپنی برادریوں میں اس مفید تحریک کو چلا کر اسراف و تبذیر کے عذاب سے بچیں

ادارہ تعلیم الاسلام - گولیمار ۲- کراچی

جمعیت دہلی صدیقی برادری پاکستان ٹھٹانی کمپاونڈ۔ بندر روڈ کراچی

عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ چہلیک ملتان

سے یہ رسالہ مفت حاصل کیا جا سکتا ہے ــــ منشی عبدالرحمٰن خان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۳۷۷
DATA ENTERED

وقت کا تقاضا

از:- محمد منصور الزماں صاحب ، صدر جمعیت دہلی صدیقی برادری
پاکستان

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ـــــــــ

"قرابت دار کو اس کا حق مالی وغیرہ دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی دیتے رہنا اور مال کو بے موقع مت اڑانا (کیونکہ) بیشک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا ناشکرا ہے۔ پارہ ۱۵

بقول حضرت تھانویؒ:- اسراف و تبذیر کا حاصل ایک ہی ہے کہ محلِ معصیت میں خرچ کرنا خواہ معصیت بالذات ہو جیسے شراب و قمار و زنا، خواہ بالغیر ہو جیسے فعلِ مباح میں بہ نیت شہرت و تفاخر خرچ کرنا۔

(تفسیر بیان القرآن)

شادی و منگنی کے مواقع پر زبردست روشنی آرائش، نمائش، بڑی بڑی دعوتیں مسلسل مہمانداری وغیرہ سب ذریعہ شہرت و تفاخر ہوتی ہیں، یہ سب فروعات متذکرہ بالا قرآن کریم کے واضح حکم کے تحت آتی ہیں جو ایسے انسانوں کو اخوان الشیاطین کے زمرہ میں کھڑا کرتی ہیں ——— کوئی بھی مسلمان اور مومن اس زمرہ میں شامل ہونے کو تیار نہیں ہوگا۔ لیکن افسوس کہ بنیادی تعلیم سے واقفیت حاصل کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے اور نہ ہی اسکی عام تعلیم کا انتظام ہے۔

رسومات و فروعات

عافیت اور آرام کے دور کی پیداوار ہیں کہ جب مصروفیات پیدا کرنے کے لئے یہ رسومات اختیار کی جاتی تھیں، مشینی دور میں فرصت عنقا ہے اسوقت قدیمی طرز پر رسومات ادا کرنا خود کو مختلف مشکلات میں پھنسانا ہے ——— ان رسومات میں بہت سی رسمیں غیر مسلم پڑوسیوں سے شامل ہو گئی ہیں، لیکن آج پاکستان میں اکثریت مسلمانوں کی ہے اس لئے اب یہ طرز فکر بھی تبدیل کرنا ہوگا۔

اسراف و تبذیر

رسومات، اسراف اور تبذیر کی تعریف میں آتی ہیں، جس کی سختی کیساتھ ممانعت قرآن مجید میں موجود ہے، ایک مومن اور مسلمان کے لئے تو صرف یہی کافی ہے کہ اللہ تعالے اور اس کے محبوب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اسراف کرنے والوں کو ناپسند فرماتے ہیں، یہاں تک تبذیر کرنے والے کو شیطان کا بھائی فرمایا ہے لیکن ہماری بد قسمتی کہ اکثریت نہ قرآن کی تلاوت کرتی ہے نہ اس کے معنی اور مفہوم پر غور کرتی ہے عمل تو دور کی بات ہے۔ ایسی صورت میں ہماری بربادی لازمی ہے۔

ہم مسلمان جس چیز پر ایمان رکھتے ہیں جس کی تعلیم ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جس میں ایک زیر و زبر کی غلطی بھی قابل برداشت نہیں افسوس کہ اُسی قرآنِ حکیم سے ہم دور ہو گئے اور یہ عمل ہماری بددیانتی اور تباہی کا موجب ہے۔ شرعی لحاظ سے غور کریں یا خالص اقتصادی لحاظ سے فکر کریں، رسومات میں وقت اور سرمایہ کا ضیاع ہوتا ہے۔ رسومات کی ادائیگی میں شہرت و تفاخر کے جذبہ کو بھی بڑا دخل ہے اگرچہ بہانہ یہ ہوتا ہے کہ برادری میں رائج ہے، برادری کا یہی طریقہ ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اسے جھوٹی شہرت اور نام کمانے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ دنیاوی شہرت کا حصول ناپائیدار چیز اور فضول بات ہے۔ یعنی —— "گھر پھونک تماشا دیکھا" کا عملی ثبوت ہے۔

آسانی سے حاصل شدہ دولت بھی رسومات کے فروغ کا سبب ہے "کمینہ کی دولت شریف کے لئے مصیبت بن جاتی ہے"۔ اگر حرام مال ہے تو

"مالِ حرام بود بجائے حرام رفت"

کا معاملہ ہوتا ہے۔ —— لیکن اگر حلال اور پاکیزہ کمائی ہے تو حقیقت میں امانت ہے ملکیت نہیں ہے۔ مسلمان کی ہر چیز، اس کی دولت، اس کی جان، سب کچھ امانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کے مالک ہیں ایسی صورت میں ہر چیز کی حفاظت امین کی حیثیت سے ہم پر فرض ہے اور اس امانت کو اس کے مالک کی اجازت سے ہی خرچ کیا جا سکتا ہے، اسراف وقت کا ہو یا روپیہ کا دونوں ہی موجب عتاب ہیں کیونکہ اس کی اجازت نہیں ہے۔ مالک کی اجازت کے بغیر خرچ کرنا یقیناً عذاب کا باعث ہوگا۔

Marfat.com

غایتِ تخلیق

انسان کی تخلیق کی وجہ عبادت الٰہی کے سوا کچھ نہیں ہے اب جو کچھ بھی عطا کیا گیا ہے، جسم و جان، صحت، دولت ہر چیز عبادت میں خرچ ہونی چاہیئے۔ جس کو جسقدر حاصل ہے اسی قدر اس پر فرض ہے کہ ہر نعمت کو عبادت کے لئے استعمال کرے، اس عقیدہ پر ایمان رکھنے والے افراد کی ساری زندگی بشمول عائلی زندگی یا تجارتی زندگی سب ہی عبادت میں شامل ہوتی ہے، مخلوق کی خدمت بھی بہترین عبادت ہے۔

مختلف رسوم میں برباد کیا جانے والا سرمایہ اور وقت مخلوق کی خدمت میں صرف کیا جائے تو اس سے بہتر کوئی دوسری صورت نہیں ہے نام اور کام دونوں حاصل ہو جاتے ہیں۔

آپ حساب کرلیں نتیجہ ظاہر ہو جائے گا، مثال کے طور پر ایک شادی میں ایک لاکھ روپیہ فضولیات یعنی نمائش، روشنی اور دعوتوں میں برباد ہو جاتا ہے تو یہ رقم کتنے عرصہ کام میں رہتی ہے، چند دن میں یہ رقم خرچ ہو جاتی ہے، شادی کا ہنگامہ ختم ہوا اور — کھیل ختم پیسہ ہضم — والا معاملہ ہو گیا۔

فرض کریں کہ یہ رقم آپ کسی کارِ خیر میں خرچ کریں تو اس کا فائدہ کس قدر مخلوق کو ہوگا۔ اور خود معطی کو کتنا فائدہ ہوگا۔

اس کا بھی اندازہ کریں۔ —

ایک معمولی ڈسپنسری جس میں ماہانہ ایک ہزار سے زیادہ مریض مفت

Marfat.com

علاج حاصل کرتے ہیں۔ تین ہزار روپیہ ماہوار میں بخوبی جاری ہو سکتی ہے۔ اس طرح تین برس تک ڈسپنسری کام کر سکتی ہے۔ جس کے ذریعہ چالیس سے پچاس ہزار تک مریض علاج حاصل کر سکتے ہیں۔

ایک لاکھ کے سرمایہ سے پچاس کوارٹر بے خانماں افراد کی آبادکاری کے لئے تعمیر کئے جا سکتے ہیں جیسا کہ آجکل اورنگی ٹاؤن کراچی میں مہاجرین مشرقی پاکستان کے لئے تعمیر کئے جا رہے ہیں، بے شمار ادارے اور مخیر حضرات یہ مکانات تعمیر کرا کر بلا معاوضہ ضرورت مند افراد کو دے رہے ہیں —— اس کے علاوہ، دینی تعلیم کے مراکز اور مساجد کی تعمیر بھی صدقہ جاریہ بن سکتے ہیں جس کا ہمیشہ فائدہ ہوگا۔ یعنی موت کے بعد بھی ہوگا۔

گویا وہ دولت جو فضول خرچ کر کے موجب گناہ تھی، گناہ اور بے لذت کے مطابق تھی اگر مناسب صورت میں خرچ کی جائے تو باعث ثواب اور موجب رحمت و برکت ہو جاتی ہے:۔

"ہم خرما ہم ثواب"

نام بھی پایا اور کام بھی ہو گیا۔

رسم و رواج

رسم و رواج ہر علاقہ اور ہر برادری میں مختلف ہیں مثلاً ایک شادی میں دیکھا کہ دولہا صاحب حقیقی انداز میں دولہا سے زیادہ دلہن بن کر مجلس میں تشریف لائے۔ سہرا اس قدر طویل کہ روئے زیبا کا دیدار ممکن نہیں۔ بلکہ موصوف اپنی بینائی سے کام نہیں لے سکتے تھے اس پر ستم یہ کہ نوٹوں کے ہار گلے میں اس قدر تھے کہ بیان کرنا ممکن نہیں معلوم

Marfat.com

ہوا کہ دوست احباب نوٹوں کے ہار تیار کراتے ہیں اور یہ اظہار محبت کے طور پر ہے جس قدر تعلق خاطر ہوگا، اتنا ہی طویل اور قیمتی ہار ہوگا۔ اظہار دولت اور محبت کا یہ طریقہ کس قدر سوقیانہ ہے، اہلِ ذوق خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ نمائش کی حد ہو گئی گویا اپنی دولت کا اشتہار دینا ہے۔

ساڑھے بارہ بجے نکاح کا وقت تھا۔ لیکن تین بجے تک بارات نہیں آئی چار بجے نکاح اور پھر دوپہر کا کھانا ہوا۔ وہ بھی اس انداز میں کہ پلیٹ ہاتھ میں لیکر چلتے پھرتے کھالیں، یہ بھی ایک نئی رسم ہے جو تیزی سے جاری ہو رہی ہے یعنی اس قدر جدیدیت ہے کہ معمر اور سفید ریش بزرگ بھی مجبور ہیں کہ کھڑے ہو کر کھانا کھائیں اس کے ساتھ قدامت کا یہ اظہار ہے کہ اچھا خاصا مرد مستورات میں شامل ہو گیا۔ یعنی نوشاہ کا حُلیہ قابل دید تھا۔

علاوہ ازیں کھانے کے بعد سرِ مجلس بھانڈ اپنی حماقتوں اور اہل مجلس کی جہالت کا اقرار کرتے ہیں، اور فحش اشارے کنایہ اور ڈھکے چھپے انداز میں گالیاں سناتے ہیں افسوس کہ ——— "یہ مسلماں ہیں، جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود"

بعض علاقوں میں رسم ہے کہ دلہن کی رخصتی کے وقت اس کے بھائی اپنی بہن کا ڈولہ خود اٹھا کر کچھ فاصلے کے بعد برات والوں کو دیتے ہیں۔ شاید مغلیہ زمانہ کے رسم "ڈولہ دینا"، کی سنوری ہوئی شکل یہ رسم ہے۔ لیکن غور فرمائیں کہ اس کا مذہب اور شرع سے کیا تعلق ہے۔

رسومات علاقہ وار مختلف ہیں، لیکن ایک بنیادی چیز یکساں اور نمایاں ہے وہ ہے نمائش اور آرائش۔ اگر بنیادی اصلاح ہو جائے تو بڑی بات ہے۔

وقت کا تقاضا

موجودہ وقت کا تقاضا ہے کہ جس طرح فی زمانہ طرز رہائش لباس وخوراک میں تبدیلیاں ہو رہی ہیں اسی طرح مروجہ رسوم میں بھی تبدیلی ناگزیر ہے حالات ایسی تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ غیر شرعی فرسودہ رسومات خود بھی ختم ہو جائیں گی۔ جس کی مثال یورپ اور امریکہ کی شادیاں ہیں جہاں نہایت مختصر اور سادہ انداز میں شادی ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ سب معاشی اور اقتصادی بنیاد پر ہوتا ہے۔ ہمارا ملک بلکہ یہ پورا خطہ ترقی پذیر ہے۔ یہ ارتقائی دور ہے اور تبدیلی ناگزیر ہے، معاشی الجھنوں میں قدم قدم پر اضافہ ہو رہا ہے ایسی حالت میں جس قدر جلد ممکن ہو اصلاح ضروری ہے۔ اگر یہ اصلاح اسلامی تعلیم اور احیاء سنت کے تحت ہو تو اس کا عظیم اجر و ثواب حاصل ہوگا۔

قابل تقلید کردار

اصلاح رسوم کا سلسلہ پاکستان میں جاری ہے اور بعض برادریاں ان پر عرصہ سے عمل پیرا ہیں۔

آغا خانی خوجہ برادری عرصہ سے اس پر قائم ہے کہ ان کی شادیاں اجتماعی صورت میں جماعت خانہ میں ہوتی ہیں ایک ہی وقت میں سو دو سو شادیاں ہو جاتی ہیں۔ ان میں نہ کسی گھر میں عام دعوت ہوتی ہے نہ روشنی کا غیر معمولی انتظام، چونکہ شادیاں اجتماعی ہوتی ہیں اس لئے تمام برادری کا اجتماع ہوتا ہے۔

میمن برادری مسجد میں نکاح کرتی ہے اور ان کے ہاں بھی بڑی تعداد میں نکاح ایک ہی خطبہ میں ہو جاتے ہیں، شرکاء مسجد ہی سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ بوہرہ حضرات بھی جماعت خانے میں نکاح کرتے ہیں۔

دہلی کے پنجابی سوداگران بھی گزشتہ بارہ چودہ برس سے اسی انداز میں

Marfat.com

شادیاں کرتے ہیں، ان کے یہاں بھی نکاح مسنونہ مسجد میں ہوتا ہے، بلکہ اکثر شادیاں بعد عصر نیو ٹاؤن کی مسجد میں ہوتی ہیں، خواہ شادی کا گھر کتنے فاصلے پر رہتا ہو اس طرح ہر ہفتے کئی کئی نکاح ہوتے ہیں تمام باراتوں کے مدعوین یک جا ہوتے ہیں۔ اس میں ایک مزید فائدہ یہ ہے کہ ایک شخص بیک وقت متعدد نکاحوں میں شمولیت کر لیتا ہے۔

ان تمام برادریوں میں جو بات مشترک ہے وہ ہے سادگی اور وقت کی پابندی۔ غیر ضروری اخراجات یعنی روشنی، آرائش، بارات کے لیے نشستوں کے انتظام اور دیگر فضول رسومات سے نجات مل جاتی ہے، سواریوں کا بندوبست بھی نہیں کرنا پڑتا۔

عقد مسنونہ کی حقیقت یہ ہے کہ مرد و زن ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے عہد کرتے ہیں اس عہد کے دو گواہ ہونے لازم ہیں اور شوہر کی طرف سے ایک مناسب رقم بطور مہر ہونا چاہیئے جس کی کوئی تعداد مقرر نہیں یہ نقد بھی ہو سکتا ہے اور زیور اور زمین کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ اسی کا نام عقد یا نکاح ہے۔ بس یہ حقیقت ہے اتنا ہی شرعی حکم ہے۔ گواہ اس لیے ضروری ہیں کہ انسان کی موت و زندگی کا بھروسہ نہیں۔ اگر بغیر گواہوں اور اعلان کے نکاح خاموشی سے کر لیا جائے بعد میں فریقین سے ایک منکر ہو جائے یا کسی ایک کا انتقال ہو جائے تو فریقین کو بطور وارث تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ گواہان کی موجودگی سے ثبوت فراہم ہو سکتا ہے۔ اس تمام معاملہ میں نہ قاضی کا ذکر ہے نہ خطبہ مسنونہ اور قرآن کریم کی تلاوت ضروری ہے۔ یہ صرف مرد و زن کا ایک معاہدہ ہے جسے عربی میں عقد کہتے ہیں۔

Marfat.com

البتہ خطبہ مسنونہ اور تلاوت کلام پاک بطور برکت اور نزولِ رحمت کے ضروری ہے اور یہ ضرور ہونا چاہیئے اس قدر سادہ و فطری انداز میں انجام دیا جانے والا کام ہم نے ایسی دشواری اور الجھنوں کا مسئلہ بنا دیا ہے کہ وہ کسی طرح قابو میں نہیں آتا نہ مہندی کا ذکر ہے اور نہ سلامی کا نہ مہمان داری اور نمائش کا۔ اصل بات معاہدہ اور اس کے گواہان تک محدود ہے۔

مشہور عالم کہاوت ——— "میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی" ——— قطعی درست ہے۔ البتہ نکاح کا اعلان سنت ہے۔ یہ اس لئے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس معاہدہ سے واقف ہو جائیں اور یہ صورت باآسانی مسجد میں نکاح کرنے سے بھی ہو جاتی ہے۔ کہ کسی بھی نماز کے بعد نکاح ہو جائے ظاہر ہے کہ تمام نمازی واقف ہو جائیں گے۔

مسنون دعوت

ولیمہ کی دعوت مسنون ہے لیکن یہ مسنونہ دعوت بھی غیر مسنونہ طریقہ پر انجام دی جاتی ہے، جس طرح شادی و نکاح کا معاملہ انجام دیا جاتا ہے۔ سنتِ نبویؐ کی پیروی کرنا جزوِ ایمان ہے۔ لیکن عمل سے قبل درجِ سنت سے واقف ہونا بھی ضروری ہے۔ سُنّت آسانی اور سادگی کا نام ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہے۔ ولیمہ کی دعوت خود حضورِ اکرم محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمائی کہ ایک بار صرف ایک پیالہ میں دودھ لایا گیا۔ حاضرینِ مجلس نے ایک ایک گھونٹ لیا ولیمہ ہو گیا۔

ایک بار کچھ کھجوریں تھیں، سب کو تقسیم کر دی گئیں ولیمہ ہو گیا۔

اس کے علاوہ یہ بھی طریقہ ہے کہ حاضرین یا دوست احباب اپنے اپنے گھروں سے کھانا لے آئیں اور سب مل کر ایک دسترخوان پر کھانا کھالیں۔ یہ بھی ولیمہ ہو گیا۔

ان سب صورتوں میں جو بات مشترک ہے وہ یہ کہ کسی صورت میں بھی دعوت نامہ جاری نہیں ہوا۔ بلکہ صرف حاضرین جن کی تعداد جو بھی ہو شریک ہوئے اور حصّہ بقدر جو بھی تھا تقسیم ہو گیا۔

ایمان داری سے فیصلہ کیجئے کہ کیا آج کی ولیمہ کی دعوتیں دعوت مسنونہ کہلانے کی مستحق ہیں۔ یہ نمائش، روشنی اور آرائش، پھر اس میں فیشن پریڈ اور دولت مندی کی نمائش، بعض جگہ مخلوط اجتماع، اکثر و بیشتر بازاری انداز میں کھڑے ہو کر بلکہ ٹہل ٹہل کر کھانا کیا یہ ولیمہ مسنونہ ہے۔؟

افسوس ہے کہ ہم یہ بھی نہیں سمجھ سکتے کہ ایسی دعوتوں کا دعوت مسنونہ کہنا بھی موجب گرفت ہو سکتا ہے۔ ہمیں احتیاط لازم ہے۔

لمحہ فکریہ

دراصل یہ تمام ذہنی عیاشیاں، فضول خرچیاں روایات کی پیروی اور برادری کے رواج پر عملدرآمد کا نمونہ ہیں اور کچھ ہماری اپنی ایجادات ہیں ان سب کو شرعی پردہ پہنانا مزید جہالت ہے۔ دولت مند تو یہ سب کر لیتا ہے لیکن نادار اور غریب خاندان کس طرح عمل کرے گا۔ —— کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کا تمام خاندان مالدار ہے۔ ہر خاندان میں ایسے افراد موجود ہیں جو اکثر و بیشتر اپنی ضروریات بھی پوری نہیں کر سکتے آپ غور کریں گے تو آپ کے عزیزوں، قریبی رشتہ داروں میں ایسے

Marfat.com

مستحق ہوں گے جو اپنی روزانہ کی ضروریات میں خود کفیل نہیں ہوں گے، ایک دادا یا ایک باپ کی اولاد، ایک مالدار دوسرا مفلس کیا ہمارا یہ فرض نہیں ہے کہ ہم اپنے ضرورت مند بھائی کی بالکل اسی طرح خدمت کریں کہ جس طرح اس کا حق ہے قرآن کریم میں اس کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ اس مضمون کی ابتدا میں درج ہے کہ قرابت دار کو اس کا حق مالی اور غیر مالی دیتے رہنا۔

ہمارا دین ہمیں پڑوسی اور ہمسایہ کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے یہ تو پھر خون کے رشتہ کا بھائی ہے۔ اس کا حق تو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

دل آزاری

شادی بیاہ اور دیگر فضول رسومات سے بچے اگر ہم یہ رقم اپنے اس غریب بھائی کو دیدیں تو عین ممکن ہے کہ وہ خود کفیل ہو جائے اور معاشرہ میں اپنا مقام حاصل کر لے۔ ایک جرم یہ بھی ہے کہ یہ غریب بھائی یا بہن آپ کو اس طرح دولت لٹاتے دیکھے گا تو اس کے دل کی کیا حالت ہو گی، کیا وہ یہ غور نہیں کرے گا کہ میرے بیوی بچے گھر میں فاقہ سے پڑے ہیں اور میرے بھائی کے ہاں گھر پھونک تماشہ ہو رہا ہے۔ میرا خاندان دعوت کے باوجود صرف اس لئے نہیں آیا کہ مناسب لباس نہیں تھا، شرم کی وجہ سے شریک نہیں ہوئے۔ لیکن یہاں میرے بھائی کی اولاد نمائش کی تصویر بنی ہوئی ہے۔

مستحسن فیصلہ

کراچی کی صدیقی برادری نے اصلاحِ رسوم کی درج ذیل تجاویز حال ہی میں منظور کی ہیں

جن پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔

۱۔۔۔۔۔ نکاح مسجد میں ہوگا۔

۲۔۔۔۔۔ نمائش جہیز اور پینڈیوں کی رسم متروک قرار دیدی گئی۔

۳۔۔۔۔۔ برات کی دعوت نہیں ہوگی۔

جس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے اور دوسرے لوگ بھی اپنی اصلاح و فلاح کے لیئے اب اس کی تقلید کرنے لگے ہیں

مفید تجاویز

یہ بنیادی تجاویز ہیں ان پر عمل پیرا ہو کر اندرون خانہ رسومات بھی ختم کی جا سکتی ہیں۔

۱۔۔۔۔۔ نکاح مسجد میں کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ گھر میں اجتماع کا انتظام کرنا اور نوشہ سازی اور چندہ بازی میں یعنی سلامی کی نامناسب رسم میں وقت ضائع ہونا ختم ہو جائے گا۔ اجتماع فریقین کا براہِ راست مسجد میں ہونا چاہیئے نکاح بعد نماز عصر فوری طور پر ہونا بہتر ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ وقت کی پابندی ہوگی، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ دولہا اور براتی باوضو ہوں گے اور جماعت سے نماز ادا کر کے نکاح منعقد کریں گے، برات نماز سے قبل آنے اور نماز کے فوری بعد نکاح ہو جائے ورنہ مزید انتظار میں وقت ضائع ہوگا۔

۲۔۔۔۔۔ نکاح کے بعد سادہ چھوہارے تقسیم ہو جائیں۔ اس میں میوہ یا مٹھائی جو اب اضافہ ہوتی جارہی ہے۔ نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ چھوہارے ہی سُنّت ہیں۔ باراتی مسجد سے رخصت ہو جائیں۔ اور دولہا قریبی عزیز دلہن کو رخصت کرانے اس کی رہائش گاہ چلے جائیں۔

23774

Marfat.com

۳ ـــــــ رخصتی بعد نماز مغرب اور قبل عشاء ہونا ضروری ہے کیونکہ برات کا کھانا نہیں ہے۔ لیکن ہر دو فریق اپنے مقیم مہمانوں کو اور خود گھر والوں کو کھانا کھلائیں گے۔ ظاہر ہے کہ رخصتی سے قبل نہ لڑکی والے کھانا کھائیں گے اور نہ لڑکے والے اپنے گھر کھانا کھاتے جائیں گے اس لئے جلد رخصتی ضروری ہے۔ یوں بھی نصف شب اور اس کے بعد رخصتی ہونا تمام براتیوں کے لئے تکلیف دہ ہوتا ہے۔

دولہا اور اس کے احباب کی یا دلہن کو رخصت کرانے والی مستورات کی مشروبات جیسے تواضع کی جا سکتی ہے۔ کھانا نہیں ہونا چاہیئے۔

دلہن کے ہمراہ کھانا قطعی نہیں جانا چاہیئے۔ بعض لوگ دولہا یا سمدھیانہ کا حصہ کہکر دو چار دیگیں دیتے ہیں یہ سب چور راستے بند ہو جانے چاہئیں، اگر اصلاح مقصود ہے تو مکمل طور پر ہونی چاہیئے۔ جو عمل ہو مکمل ہو اور اس کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہو، نہ کہ برادری یا قانون کا خوف۔ کیوں کہ برادری یا قانون صرف ظاہر کو دیکھے گا۔ نیت اور باطن کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہے تو پھر ظاہر و باطن یک ساں رکھنا ضروری ہے۔

۴ ـــــــ شادی یا ولیمہ کے دن غیر معمولی روشنی اور آرائش قطعی ناجائز اور اسراف ہے، ضرورت کے مطابق روشنی ہونی چاہیئے، نمائش کی ضرورت نہیں

اصل چیز نمائش ہی ہے جس سے ایک طرف لڑکی والے فخر و افتخار محسوس کر کے جھوٹی طمانیت حاصل کرتے ہیں اور دوسری

جانب خاندان بھر کی مستورات اپنے یہاں ہونے والی شادیوں کی فہرست میں نئے
نئے اضافے کرتی ہیں۔

غلط دستور

بعض علاقوں میں لڑکی والوں کی طرف سے سمدھیانے کے ہر فرد کے لیے جوڑے اور زیور وغیرہ دینے کا رواج ہے۔ یہ بھی محض رسم ہے۔ اسی طرح ہر طبقہ میں غیر ضروری لین دین ہوتا ہے۔ جس کا بنیادی طور پر شادی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن رواج پر عمل کرنا ضروری خیال کیا جاتا ہے ——— بیاہ شادی میں ناچ گانے کی محفلیں گو کم ہو گئی ہیں لیکن فلم شو، ورائٹی پروگرام، فلمی گانوں کی ریکارڈنگ نے اس کی جگہ لے لی ہے۔ یہ سب خلاف شرع اور اسلامی شعائر کے خلاف ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کو قیامت کبریٰ اور منگنی کو قیامت صغریٰ فرمایا ہے۔ منگنی بھی ایسی ضروری رسم قرار دے دی گئی ہے حالانکہ نہ اس کی کوئی شرعی ضرورت ہے اور نہ اس کی اہمیت۔ تاہم جہاں کسی وجہ سے ایسی ضرورت ہو تو مضائقہ نہیں۔ لیکن فضول اور مسرفانہ رسومات سے دور رہنا ضروری ہے۔

منگنی بھی اچھی خاصی شادی ہو جاتی ہے، لین دین، دعوت، مہمانداری غرضیکہ شادی کے لوازمات سب پورے ہو جاتے ہیں۔ منگنی کا مقصد صرف یہ ہے کہ برادری اور رشتہ داروں میں سب کو علم ہو جائے کہ اس لڑکے یا لڑکی کا رشتہ طے ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی افادیت نہیں، صرف اس اعلان کے لیے اس قدر اہتمام اور اسراف بے معنی ہے۔

Marfat.com

اعلان اور شگون کے لیے چند سیر مٹھائی اور معمولی تحائف فریقین کے استعمال کے لیے تیار کر لیے جائیں تب بھی اعلان ہو جاتا ہے، جب اس سادگی سے مطلب براری ہو سکتی ہے تو پھر فضول اور لغو رسومات پر عمل کر کے وقت اور سرمایہ ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

حرفِ آخر

درحقیقت اصلاح تو زندگی کے ہر شعبہ اور معاشرہ کے ہر جز کی ہونی چاہیئے۔ ہماری بداعمالی ہمیں اس حال میں لے آئی ہے کہ نام کے مسلمان رہ گئے ورنہ واقعہ یہ ہے کہ ہم تو مسلمان کے معنی و مفہوم بھی نہیں جانتے۔

ہم نے اپنا لباس، اپنی تہذیب، اپنی معاشرت سب کچھ تبدیل کر لیا ہے اور زیادہ افسوس یہ ہے کہ ہمیں اس کا احساس تک نہیں —— اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اچھے مسلمان اور اچھے انسان بن کر زندگی گزاریں

یہ مسئلہ کسی ایک فرد یا برادری کا مسئلہ نہیں، کسی ایک ملک کا بھی نہیں پورے عالمِ اسلام کا ہے، البتہ اصلاح کی کوشش ہر فرد کو ذاتی طور پر شروع کرنی چاہیئے۔ کہ سب سے پہلے اپنی ذات کی اصلاح ہو اس کے بعد اپنی اولاد اور اپنے گھر کی اصلاح ممکن ہے۔ پوری ملت کی اصلاح کی کوشش اپنی اصلاح کے بعد ہی ممکن ہے جو ہم سب پر لازم ہے کیونکہ ؎

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے\
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

Marfat.com

عہد

آئیے! ہم عہد کریں کہ آج سے بلکہ ابھی سے زندگی کے ہر شعبہ میں اسراف و نمائش سے بچیں گے اور اپنے گھر والوں اور متعلقین کو تلقین کریں گے، خاص طور پر شادی بیاہ، غمی و سوگ کے موقعوں پر خلاف شرع رسومات سے سختی کیساتھ اجتناب کریں گے اور تمام کام اللہ تعالےٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے حصول کے لئے عمل میں لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے اور اس تحریک کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور کارکنان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین!

احقر الزمان

محمد منصور الزماں

بار اول ——— یکم مئی ۱۹۷۶ء (۲ ہزار)

بار دوم ——— یکم جولائی ۱۹۷۶ء (۵ ہزار)

نوٹ جو ادارہ یا جو صاحب اس پمفلٹ کی اشاعت میں دلچسپی رکھتے ہوں اس کی اشاعت کر سکتے ہیں یہ صدقہ جاریہ ہے آپ کی سہولت کے لئے مطلوبہ تعداد آپ کے خرچ پر اسی صورت میں تیار کرائی جا سکتی ہے۔ فوٹو کاپیاں محفوظ ہیں اس طرح اخراجات میں کفایت ہو جائیگی۔

سعید الیکٹرک پریس ملتان میں چھپا

خرابیوں کی جڑ

یہ ہماری سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مست سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام خرابیوں کی جڑ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزمودہ فن ہے، جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دُنیا میں بھی سربلندی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے ——— اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضاجوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی۔ عدل و انصاف امانت، عفو و درگزر، احسان، مساوات، اخوت و تقوٰی، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آز، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اوصاف مذمومہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے ——— لیکن اسلام قومی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدّباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امتِ شاہد اور امتِ وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جارہے ہیں ——— حالانکہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغربی مفکرین کی ایک بہت بڑی جماعت نوحہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگان تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر تو غور کریں۔ کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیرملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کردینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اسے خود پڑھنے کے بعد دوسروں کو بھی پڑھائیں (شکریہ)

Marfat.com

آئینہ ملتان کے بعد منشی عبدالرحمٰن خان کا دوسرا تاریخی شاہکار

بہارِ رفتہ

تقریبات ہماری سماجی زندگی کی عکاس ہوتی ہیں مگر انکے نقوش محفوظ نہ ہونے کی وجہ سے وہ رات گئی بات گئی کا مصداق بن جاتی ہیں۔ اس مرقع میں پہلی بار گذشتہ ربع صدی کی اہم صدارتی۔ ثقافتی۔ اشاعتی۔ صحافتی۔ وکالتی۔ تجارتی۔ بلدیاتی۔ صنعتی۔ علاقائی۔ تعاون۔ ملی۔ علمی۔ تعلیمی۔ ادبی۔ نشری۔ سرائیکی۔ رفاہی۔ طبی۔ تفریحی۔ سماجی۔ عروسی۔ استقبالیہ اور الوداعی تقریبات اور جشنِ موسیقی۔ جشنِ ملتان۔ جشنِ نسرید۔ جشنِ ترقیات اور جشنِ ایران کی جھلکیاں طلسمِ تحریر و تصویر کے ذریعہ پیش کی گئی ہیں۔

چار سو تصاویر پر مشتمل اس مرقع میں مارشلائی اثرات۔ انتظامیہ کی پریشانی۔ راہنماؤں کی خونرزدگی۔ پولیس کے تشدد۔ طلبا کی غنڈہ گردی۔ قانون کی بے بسی۔ انصاف کی کس مپرسی۔ جنس کی کشش۔ آمریت کا آغاز۔ موسیقی کی سرپرستی۔ فلمی ستاروں کی سرفرازی۔ اسلامی نظام سے فرار۔ یہودی اور روسی منصوبوں کی پذیرائی۔ آغاخانی پیشواؤں کے قابلِ تقلید کارنامے۔ مشاہیر کے سوانحی خاکے۔ سیاسی زاویے۔ معاشرتی جائزے۔ تاریخی تبصرے۔ اہم انکشافات و معلومات اس خوبی سے پیش کئے گئے ہیں کہ یہ یادگار مرقع ہماری ربع صدی کی تہذیب و ثقافت کی ایک نادر اور دلچسپ تاریخ بن گیا ہے۔

یہ مرقع حاملِ نقش و نگارِ رفتہ ہے ، اس گلستاں میں مقید ہر بہارِ رفتہ ہے

عمدہ کتابت، ولایتی دبیز کاغذ، آفسٹ کی دیدہ زیب طباعت، سنہری ڈائیدار سیاہ پارچہ کی مضبوط جلد، اس درق سے دگنا یعنی ۲۰×۳۰ کا بڑا سائز، حجم ساڑھے چار سو صفحات، قیمت چالیس روپے محصول ڈاک علاوہ

جاوید اکیڈیمی ◎ چہلیک ملتان

Marfat.com

نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو

گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ القرآن

زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن

از جناب محمد منصور الزمان صاحب صدیقی

ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی

تعداد ۲۰۰۰

تاریخ اشاعت ۱-۳-۷۸

ایڈیشن دوسرا

Marfat.com

صدقہ جاریہ

جب سے ہم نے کتاب و سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، خرافات و فواحشات کو ترجیح دینی شروع کی ہے۔ دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعار و اقدار کی بجائے خدا بیزار تہذیب کو اپنانا شروع کیا ہے۔ تب سے ہم گوناگوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کمی کی وجہ سے ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے ان کا جاننا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منظور الزمان صاحب صدر جمعیۃ دہلی صدیقی برادری (پاکستان) کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تبلیغاً نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں۔ یا ہماری معرفت یہ طبع کرا کر تقسیم کرا سکتے ہیں اور اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں۔ جس کے لئے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی ہے کہ :-

"اللہ اس آدمی کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یاد کی پھر انہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا۔ جنہوں نے نہ سنی تھی"۔

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت کا پورا انتظام ہے۔ اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد، بآسانی اور بارعایت چھپ سکتے ہیں۔

منشی عبدالرحمن خان ناظم اعلیٰ عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ۔ چہلیک۔ ملتان شہر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زکوٰۃ "اسلام کا بنیادی رکن"

از جناب محمد منصور الزمان صاحب صدیقی ۔ کراچی

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں ایک اہم جزو ہے۔ اس کی ادائیگی اور اس کو بنیادی رکن تسلیم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ البتہ ادائیگی کے لئے صاحب نصاب ہونا ضروری ہے۔

زکوٰۃ کا انکاری دین سے خارج ہے اس کی اہمیت اسی سے ظاہر و ثابت ہے جو صاحب نصاب زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ کی صحیح ادائیگی اور اپنے فرض سے عہدہ برآ ہونے کے لئے زکوٰۃ کے نصاب اور آداب ادائیگی سے بھی واقف ہوں۔ الحمد اللہ ہم میں بیشتر حضرات زکوٰۃ ادا کرتے ہیں لیکن مسئلہ سے واقفیت کم لوگوں کو ہے۔ اس کے ساتھ ہی نیت کا بھی مسئلہ ہے۔ کسی فرض کو جبر سے ادا کرنا یا اس کی ادائیگی میں گرانی محسوس کرنا عمل کو غارت کر دینے کے مترادف ہے۔ عموماً ہم اس قسم کی باتیں کرتے اور سنتے ہیں۔ کہ رقم فالتو رکھی ہے زکوٰۃ دینی پڑتی ہے یا "زیورات کی زکوٰۃ دینی پڑتی ہے" وغیرہ وغیرہ۔ یہ فقرے کچھ ایسے انداز سے کہے جاتے ہیں کہ جیسے زکوٰۃ کی ادائیگی گراں گزرتی ہو۔ ایک صاحب صرف اس لئے جائیداد خریدتے ہیں کہ زکوٰۃ سے نجات ملتی ہے۔ نقد کی صورت میں سرمایہ پر زکوٰۃ دینی پڑے گی اس لئے جائیداد خرید لی

Marfat.com

ایسے اصحاب جو زکوٰۃ ادا کرتے بھی ہیں تو مجبوراً ہی کرتے ہیں۔ دل سے نہیں کرتے یعنی زکوٰۃ ادا کر کے شاید طبیعت کو رنج ہی ہوتا ہوگا۔ حالانکہ مسرت ہونا چاہئے اور شکر ادا کرنا چاہیئے۔ یہ شکر بجالانے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں زکواۃ ادا کرنے کے قابل بنایا۔ اگر وہ زکواۃ لینے والوں میں شامل کر دیتا تو ہم کیا کرتے

مقامِ شکر! کیا یہ مسرت کا باعث نہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس قابل کیا کہ ہم زکواۃ ادا کریں۔ کیا یہ معاملہ گرانی اور جبر کا ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سو روپے عطا فرمائیں اور ہم ان کی خوشنودی اور رضا کے لئے تعمیل حکم میں صرف ۲½ روپے اپنے ہی کسی مستحق اور ضرورت مند کسی قریبی عزیز کو دے دیں۔ ڈھائی روپیہ دے کر بھی ۹۷½ روپے باقی رہتے ہیں گویا ۹۷½ روپے کا شکر نہیں ڈھائی روپے کا غم ہے۔

زکواۃ مسرت اور شکر کے ساتھ ادا کرنی چاہیئے اس کی ادائیگی کے بعد اگر رُوح کو بالیدگی اور قلب کو سکون حاصل ہو تو یہ اُس کی قبولیت کی نشانی ہے اور اگر قلب کو گرانی یا ملال ہو تو پھر اس فعل کے غارت ہونے میں دیر نہیں لگے گی۔ جس طرح تمام اعمال کی بنیاد نیت پر ہے۔ زکواۃ کی بھی یہی صورت ہے زکواۃ دے کر احسان جتانا یا دنیاوی نام و نمود کے لئے کسی کو زکواۃ دینا یا اس کا بلاوجہ پروپیگنڈہ کرنا اور اپنی ذاتی شہرت کے حصول کا ذریعہ بنانا ہر لحاظ سے غلط اور آخرت کے اجر کو ختم کر دینے کے مترادف ہے۔

زکواۃ بعد تحقیق ضرورت مند اور مستحقین کو

دینی چاہیئے۔ زکواۃ ادا کرنے والا کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ اپنے فرض ادا

Marfat.com

اپنے فرض کو ادا کرتا ہے۔ اس کے باوجود یہ خیال پیش نظر رہنا بہتر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی قبول فرمانے والے ہیں، نہ معلوم کیا غلطی ہو گئی ہو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں اور اپنی رحمت سے اس کو قبول فرمائیں۔

عام طور پر زکوٰۃ کے مسائل دینی کتابوں میں مجمل اور عالمانہ انداز میں ہوتے ہیں جن کی تشریح ضروری ہوتی ہے اور عموماً تجارت پیشہ حضرات اپنی مصروفیت یا عدم دلچسپی کے باعث کسی عالم کے پاس مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور کتاب سے وضاحت اور صحیح علم حاصل نہیں کر سکتے اس لئے غلطی کا امکان رہتا ہے۔ اسی سلسلے میں راقم الحروف نے کچھ تحریری سوالات حضرت مولانا مولوی محمد یوسف صاحب دہلوی مدظلہٗ سے کئے جس کے جوابات مولانا محترم نے تحریری عنایت فرمائے جملہ سوالات اور ان کے جوابات سلسلہ وار درج ذیل ہیں۔

سوالات

۱:۔ زکوٰۃ کتنی رقم پر فرض ہے؟

۲:۔ زکوٰۃ کس سرمایہ پر فرض ہے؟

۳:۔ فیکٹریوں کی مشینوں یا بلڈنگ اور جائیداد پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

۴:۔ صاحب نصاب کے گھر میں ریڈیو، قالین، فرنیچر، آرائشی سامان ڈنرسیٹ اور دیگر گھریلو سامان ہے جو روزانہ استعمال میں آتا ہے۔ مثلاً قالین فرش پر بچھا ہوا ہے اور سامان کمرے میں سجا ہوا ہے وغیرہ وغیرہ کیا اس کی قیمت پر زکوٰۃ ادا کرنی ہے؟

Marfat.com

۵:۔ مندرجہ بالا کے علاوہ کافی سامان برتن کپڑے وغیرہ ایسے ہیں جو روزانہ استعمال میں نہیں آتے کیا ان پر بھی زکوٰۃ ادا کرنی ضروری ہے ؟

٦:۔ زکوٰۃ کا مستحق کون ہے ؟

۷:۔ کیا نابالغ کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے ؟

۸:۔ کفن، دفن، تعمیر مسجد، مدرسہ وغیرہ یا تبلیغی و دینی کتب کی اشاعت میں زکوٰۃ خرچ کی جا سکتی ہے یا نہیں ؟

۹:۔ طلباء کی فیس اور خریداری کتب کے لئے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اور کیا دنیاوی تعلیم کے لئے زکوٰۃ سے امداد کی جا سکتی ہے ؟

۱۰:۔ ایک شخص اپنی لڑکی کی شادی کے لئے اخراجات کا طالب ہے کیا اس کو زکوٰۃ کی رقم دینا جائز ہے جبکہ اس کے پاس لڑکی کا جہیز موجود ہے اور اب صرف اوپر کے اخراجات کے لئے رقم درکار ہے اور کیا جہیز کے سامان کی کمی پوری کرنے کے لئے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے ؟

۱۱:۔ ادائیگی زکوٰۃ کے لئے مستحقین میں کس کو فوقیت دی جائے ؟

۱۲:۔ ایک سائل خود کو زکوٰۃ کا مستحق کہتا ہے اور بظاہر معلوم بھی ہوتا ہے لیکن کسی وجہ سے تصدیق اس کے مکان پر جاکر نہیں کی جا سکتی ایسی صورت میں اس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے یا نہیں ؟

ایک شخص جو حلفیہ تحریر کرتا ہے یا بیان کرتا ہے کہ وہ مستحق ہے کیا اس کے حلف پر اعتماد کیا جا سکتا ہے ؟

۱۳:۔ زکوٰۃ انفرادی طور پر ادا کرنی بہتر ہے یا اجتماعی طور پر ؟

Marfat.com

کیا جماعت کی تشکیل ہو جانے کے بعد انفرادی طور پر زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے؟

۱۴:۔ صاحبِ نصاب اپنے وکیل یا اپنی جماعت کو زکوٰۃ کی رقم ادا کر دیتا ہے کہ وہ اس کو خرچ کریں۔ ایسی صورت میں اس شخص کی زکوٰۃ ادا ہو گئی یا اس کی رقم جب اس کا وکیل کسی شخص کو دے گا جب ادا ہو گی؟

۱۵:۔ تملیک کا کیا طریقہ ہے؟ تملیک کس صورت میں جائز ہے۔ اور اس کا شرعی جواز کب پیدا ہوتا ہے؟

۱۶:۔ کیا زکوٰۃ کی ادائیگی میں رقم کا تعین کم از کم یا زیادہ سے زیادہ مقرر ہے

۱۷:۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کا بہترین اور اعلیٰ طریقہ شریعت کے لحاظ سے کیا ہے؟

الجواب

۱:۔ مقدارِ نصاب

½ ۵۲ تولے چاندی یا ½ ۷ تولے سونا یا ½ ۵۲ تولے چاندی کی قیمت کے برابر کے تجارت کا مال ایسا نصاب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اگر کسی شخص کے پاس پندرہ بیس تولے چاندی اور دو اڑھائی تولے سونا اور پندرہ بیس روپے کا تجارت کا مال ہو اور ان سب کی قیمت ½ ۵۲ تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے تب بھی اس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر کسی کے پاس فقط تیس چالیس تولے چاندی ہے اور کچھ نہیں یا فقط تیس چالیس روپے کا تجارتی مال ہے تو ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔ یہ فرضیت اس وقت ہے جب اس شخص کو اس مقدار پر پوری قدرت حاصل ہو۔ ورنہ اس مقدار اور اس سے زیادہ مقدار سے بھی

Marfat.com

فرضیت متعلق نہیں ہوتی۔ مثلاً کسی شخص کے پاس ۹ ہزار تولے چاندی ہے یا ہزار تولے سونا ہے یا دس ہزار روپے کا تجارت کا مال ہے اور وہ شخص بالترتیب نو سو ستر تولے چاندی یا ۹۹۴ تولے سونے یا ۹۹۵۰ روپے کے تجارت کے مال کا قرض دار ہے تو اس شخص پر اس مال کے متعلق زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔ کیونکہ اس شخص کو اس مال پر قدرت اور ملکیت حاصل نہیں۔ مثلاً ادائے قرض کے بعد اس کے پاس پہلی صورت میں ۳۰ تولہ چاندی بچے گی۔ اور دوسری صورت میں ۶ تولے سونا اور تیسری صورت میں ۵۰ روپے کا تجارت کا مال بچے گا۔ اور اس مقدار پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس مقدار پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے زکوٰۃ کی ادائیگی فرض نہیں ہوتی ادائیگی اس وقت فرض ہوتی ہے جب اس مال پر پورا ایک ہجری سال گزر جائے اگرچہ سال پورا ہونے سے پہلے بھی زکوٰۃ ادا کر دینی جائز ہے۔ لیکن فرض نہیں۔

۲۔۳۔۴۔۵ مال زکوٰۃ

سونا چاندی (ان میں رائج الوقت سکہ بھی داخل ہے) تجارت کا مال۔ مویشی اور زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اور کسی چیز پر فرض نہیں ہوتی (شہری آبادی کا عام طور پر مویشیوں اور زراعت سے واسطہ نہیں پڑتا اس لئے ان سے بحث نہیں کی گئی۔ مثلاً فیکٹریوں کی مشینیں جن سے سامان تیار کیا جاتا ہے۔ یا جائیداد بلڈنگ جن کے کرایہ کی آمدنی استعمال میں آتی ہے یا گھر کا دوسرا سامان۔ قالین، فرنیچر۔ ریڈیو۔ برتن۔ کپڑا۔ ہیرے جواہر وغیرہ وغیرہ خواہ استعمال میں آتے ہیں یا نہ آئیں اور ان چیزوں کی قیمت لاکھوں کروڑوں کی برابر ہی کیوں نہ ہو جائے تب

بھی ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی کیونکہ یہ چیزیں نہ سونا ہیں نہ چاندی اور نہ تجارت کا مال۔ البتہ ان میں سے کسی چیز پر سونے چاندی کا کام ہو، گوٹے سلمے ستارے کپڑوں پر ٹکے ہوئے ہوں یا کوئی برتن سونے چاندی کا ہو تو یہ تمام مقدار زکوٰۃ والے مال میں داخل کی جائے گی۔

۶۔ ۷ مستحقین زکوٰۃ

مزکّی یعنی زکوٰۃ دینے والے کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حسب ذیل لوگوں میں سے کسی کو زکوٰۃ دے۔ اگر دے گا تو ادا نہ ہوگی۔

۱:۔ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوا ہے جیسے اُس کے ماں باپ، نانا، نانی، دادا، دادی، نانا، نانی کے ماں باپ، دادا، دادی کے ماں باپ اس سلسلے میں اوپر تک (۲) جو لوگ اس سے پیدا ہوئے ہیں جیسے اس کے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نواسا، نواسی۔ پوتا پوتی کے بیٹا بیٹی، نواسا نواسی کے بیٹا بیٹی اس سلسلے میں اوپر تک (۳) اس کی بیوی (۴) اس کا خاوند (۵) سید (۶) غیر مسلم (۷) مالدار (۸) مالدار مرد کی نابالغ اولاد (۹) غلام یا لونڈی۔ ان سب کے علاوہ ہر ایک کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔

نوٹ:۔ مالدار اس شخص کو بھی کہتے ہیں۔ جس پر مال کی زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اور اس کو کسی سے زکوٰۃ لینی حرام ہے اور اس شخص کو بھی کہتے ہیں جس پر مال کی زکوٰۃ تو فرض نہیں لیکن اس کو کسی سے زکوٰۃ لینی بھی جائز نہیں یہ وہ شخص ہے جس کے پاس روزمرہ کی ضرورت سے زائد اتنا مال موجود ہے جس کی قیمت ۵۲½ تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہے مگر وہ مال سونا چاندی یا تجارت کا مال نہیں ہے

Marfat.com

مثلاً ایک شخص کے پاس ریڈیو ہے فرنیچر ہے۔ دو چار سو روپے کے کپڑے اور برتن ہیں اس پر زکوٰۃ تو فرض نہیں لیکن روزمرہ کی ضرورت سے زائد ۵۲½ تولے چاندی کی قیمت کے برابر مال موجود ہے یہ بھی مالدار ہے اگر اس کو زکوٰۃ دی جائے گی تو ادا نہ ہوگی۔

نمبر ۷ میں مالدار مرد کی نابالغ اولاد میں مالدار کے ساتھ مرد کا لفظ اس لئے بڑھایا گیا ہے کہ اگر کسی نابالغ کی ماں مالدار اور رئیس ہو اور اس نابالغ کو زکوٰۃ دے دی جائے تو جائز ہے۔ زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

۸۔ مصارف زکوٰۃ زکوٰۃ کی ادائیگی اُس وقت صحیح ہوتی ہے۔ جب کسی مستحق کو اس کا مالک بنا دیا جائے چنانچہ کسی میت کو کفن دے دینا یا اس کے دفن کا خرچ اٹھا لینا یا مسجد و مدرسہ تعمیر کر دینا یا ان چیزوں میں زکوٰۃ کا پیسہ خرچ کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ تبلیغی اور مذہبی کتب کی خرید اور مذہبی کتب کی خرید اور طباعت زکوٰۃ کے پیسے سے جائز تو ہے۔ لیکن یہ کتابیں صرف ان لوگوں کو دینی جائز ہیں جو مستحق زکوٰۃ ہیں۔ جو کتابیں غیر مستحقین کو دی جائیں گی ان کی قیمت زکوٰۃ میں محسوب نہ ہوگی۔

۹ ۔ دینی اور دنیوی تعلیمات کے مستحقین زکوٰۃ طلبہ کو زکوٰۃ کے پیسے سے تعلیمات کی فیس درسی کتب اور دیگر ضروری سامان دلوانا جائز ہے۔

۱۰ ۔ زکوٰۃ باری سبحانہٗ و تعالیٰ کی امانت ہے اس کا مصرف شرعی اور طبعی ضرورتیں ہیں۔ یہ امانتِ خداوندی۔ فیشن۔ رسم و رواج اور شہرت و نمود کے لئے وضع نہیں کی گئی۔ مستحق زکوٰۃ عورت کے واسطے بدن ڈھانپنے کے قابل جوڑا ضرورت کے دو چار برتن اور بستر کافی ہے۔ چنانچہ مروجہ جہیز کا سامان مہیا کرنے

Marfat.com

کے لئے زکوٰۃ کا پیسہ خرچ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی خصوصاً جبکہ کسی مستحق زکوٰۃ کو بلا ضرورت شدیدہ زکوٰۃ کی اتنی رقم دے دینا جس سے وہ مالک نصاب ہو جائے شرعاً مکروہ بھی ہے البتہ اگر کسی کے قلب میں شفقت اور دلسوزی کا ولولہ ہی موجزن ہو تو وہ اپنے سرمایہ میں سے جتنا چاہے کسی کی شادی اور جہیز میں صرف کر دے یہ کہاں کی دیانت ہے کہ دل تو پھڑکے ہمارا اور ہم ہاتھ صاف کریں اللہ تعالیٰ کی امانت پر بہر صورت اگر کوئی شخص زکوٰۃ کو مروجہ رسم و رواج کے مطابق صرف کرتا ہے تو وہ عنداللہ گنہ گار اور خائن اور شدید مواخذہ کا مستحق ہے

۱۱۔ تقدم تاخر مستحقین

قال اللہ عزوجل وَاٰتَی المال علی حبہ ذوی القربیٰ والیتمٰی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب ؕ الآیہ۔

آیت مبارکہ میں جو ترتیب ملحوظ ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے قرابت دار مستحق ہیں پھر یتامیٰ پھر مساکین پھر مسافر پھر ضرورت مند سوالی پھر غلاموں اور قرضداروں کی آزادی۔ چنانچہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کے لئے اس ترتیب کا لحاظ مستحب ہے پھر ان مختلف جماعتوں میں سے بھی ہر ہر جماعت میں مقدم و موخر کی رعایت مستحب ہے مثلاً قرابت داروں میں بھائی بہنیں چچا تایا سے اور بھتیجے بھتیجی، بھانجے بھانجیوں سے اور خالہ پھوپھی، چچی، ممانی سے مقدم ہیں۔ پھر قرابت داروں کے ہر ہر فریق میں بھی تقدم و تاخر کا لحاظ مستحب ہے مثلاً بھائی بہنوں کے فریق میں حقیقی بھائی بہن علاتی اور اخیافی بھائی بہنوں سے مقدم ہیں۔ حقیقی تایا چچا خالہ پھوپھی علاتیوں اور اخیافیوں سے مقدم ہیں

Marfat.com

اسی طرح یتامیٰ کی جماعت میں یتیمًا ذا مَقْرَبَۃٍ یعنی یتیم رشتہ دار یتیم غیر قرابت دار یتیم سے مقدم ہے اور مسکینوں کی جماعت میں مسکینًا ذا متربۃٍ یعنی وہ مسکین جو مسجدوں کی سیڑھیوں اور پٹڑیوں کے فرش پر رات گذرتا ہو اس مسکین سے مقدم ہے جس کے پاس رات گذارنے کا سہارا موجود ہو یہ تو اصل قانون ہوا پھر بھی اگر کوئی بعد کے درجے والا اپنے سے زیادہ ضرورت مند ہو اور زکوٰۃ دینے والا اس مؤخر کو مقدم پر ترجیح دیدے۔ تو انشاء اللہ اس جذبہ پر بھی اجر و ثواب ملے گا اور شرعًا اس کو کوتاہی شمار نہیں کیا جائے گا۔

۱۲۔ تحقیق و معرفت مستحق

اس معاملہ میں مزکی کی تحقیق اور اس کی قلبی شہادت کافی ہے۔ خواہ مخواہ بدظنی اور کسی کے اندرونی حالات کا تجسس مناسب نہیں۔ لیکن اتنی بے پروائی بھی صحیح نہیں کہ جس شخص نے بھی اپنا مستحق زکوٰۃ ہونا ظاہر کر دیا یا قسم کھالی کہ میں مستحق زکوٰۃ ہوں اس کو زکوٰۃ دیدی جائے خصوصًا اس دور میں جس میں صبح سے شام تک ہزاروں جھوٹی قسمیں کھانا تفریح اور مشغلہ بن گیا ہے زکوٰۃ فریضہ خداوندی ہے اس لیے کسی نہ کسی درجہ میں مستحق کی تحقیق ضروری ہے اگر استحقاق کا کوئی قوی قرینہ موجود ہو اور دل بھی گواہی دے تو زکوٰۃ دے دینے میں مضائقہ نہیں۔

۱۳۔ ادائے زکوٰۃ خود یا بذریعہ جماعت

زکوٰۃ مالدار پر فرض ہوتی ہے اور مالدار شخص تجارت و کاروبار اور جائیداد و مقدمات میں اس قدر منہمک و مشغول ہوتا ہے کہ اس کو ضرورت مندوں کے حالات کی تحقیق کا موقع نہیں ملتا۔ نیز مال زکوٰۃ

Marfat.com

کو اپنے پاس رکھنا بھی اس کو دشوار محسوس ہوتا ہے منصف قلوب پر مخفی نہیں کہ اس دشواری کی بنا پر مالدار شخص اس امانت کو اپنے پاس سے جدا کرنے اور فارغ ہو جانے کی کوشش کرتا ہے اور اس عجلت میں اکثر و بیشتر غیر مستحقین مال زکوٰۃ سمیٹ لیتے ہیں لہٰذا جہاں بھی اس امانتِ خداوندی کا نظام قائم رکھنے اور صحیح مستحقین پر صرف کرنے کے لئے کوئی جماعت بنا دی جائے اور اس کے ارکان بھی قابلِ اعتماد ہوں وہاں انفرادی حیثیت کے مقابلے میں اس جماعت ہی کے ذریعہ زکوٰۃ کی ادائیگی محبوب و مستحسن ہوگی شریعت مطہرہ میں بیت المال کے قیام کا اہتمام اس کی واضح سند ہے

ملحوظ رہے کہ ایسی جماعت کی تشکیل کے بعد بھی اگر کوئی شخص اپنی زکوٰۃ خود ادا کرنی پسند کرے تو اس کو پورا اختیار حاصل ہے۔ چنانچہ اس کی خود ادا کی ہوئی زکوٰۃ میں کسی نقصان کا حکم نہیں کیا جا سکے گا۔

۴۔ زکوٰۃ وکیل کے حوالے کرتے ہی ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟

ادائیگی زکوٰۃ میں ایتاء یعنی کسی کو عطا کر دینا مالک بنا دینا ملحوظ ہے لہٰذا حقیقتاً تو زکوٰۃ کے ادا ہو جانے کا حکم اسی وقت کیا جائے گا۔ جب وہ مستحق کے قبضہ میں پہنچ جائے یعنی وکیل کسی مستحق کو مالک بنا دے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ مؤکل پر زکوٰۃ کی جو ادائیگی فرض تھی۔ وہ ذمہ داری زکوٰۃ کا پیسہ وکیل کے حوالے کر دینے کے بعد باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ اگر وکیل غلطی سے اس کو غلط جگہ صرف کر دے گا۔ تو مؤکل پر اعادہ لازم نہ ہوگا۔

Marfat.com

۱۵۔ تملیکِ زکوٰۃ

عشہ میں گزر چکا ہے کہ کفن دفن، تعمیر مسجد و مدرسہ زکوٰۃ سے جائز نہیں"۔ اسی طرح کسی عمل کے بدلہ میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ مثلاً کسی ملازم سے کوئی زائد کام لے کر اس کو زکوٰۃ دینا یا کسی مدرس علومِ دینیہ یا کسی معلم کو قرآن حکیم کی تنخواہ زکوٰۃ سے دینی جائز نہیں۔ ظاہر ہے کہ علومِ دینیہ کے لئے مدارس اسلامیہ اور مدرسین کا اور اسی طرح قرآن حکیم کی تعلیم کے لیے حفاظ و قراء کا اہتمام فرائض اسلام میں سے ہے پھر عام طور سے مسلمان زکوٰۃ کے علاوہ اپنے بقیہ مال میں سے اُمورِ دینیہ میں خرچ کرنا بہت کم گوارا کرتے ہیں اور کچھ دیندار لوگ بھی کرلیں تو ان کا اس قسم کا دیا ہوا سرمایہ اتنا قلیل ہوتا ہے کہ ضرورتِ مذکورہ پوری نہیں ہوتی چنانچہ بدرجہ مجبوری مالِ زکوٰۃ ہی پر نظر پڑتی ہے۔ زکوٰۃ ضرورتِ مذکورہ میں خرچ نہیں ہوسکتی اس کے جواز کے لئے شرعی اجازت سے ایک حیلہ کیا جاتا ہے جو تملیک کے نام سے مشہور ہے اس کا منشا یہ ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم اس ضرورت پر خرچ بھی ہو جائے اور یہ بھی کہا جاسکے کہ اس ضرورت پر زکوٰۃ خرچ نہیں کی گئی اس حیلے کی صورت مثلاً یہ ہوتی ہے کہ کسی دیندار مستحق زکوٰۃ کے سامنے یہ ظاہر کیا جائے کہ ہم زکوٰۃ کی رقم کسی مستحق کو دینا چاہتے ہیں اور ہماری خواہش یہ ہے کہ وہ شخص بذاتِ خود یا ہمارے ذریعہ اس رقم کو مذکورہ ضرورت میں صرف کر دے وہ شخص راضی ہو کر کہے کہ میں مستحق زکوٰۃ ہوں یہ رقم مجھ کو دے دیجئے میں مالک بن جاؤں گا۔ زکوٰۃ ادا ہو چکے گی۔ پھر میں اپنا یہ مال اس ضرورت پر خرچ کر دوں گا چنانچہ آج کل عام طور پر مدارس اسلامیہ میں یہی طریقہ جاری ہے۔

Marfat.com

۱۶ار زکوٰۃ کی کتنی مقدار دیجائے

مستحق زکوٰۃ کو کم از کم اتنا تو دینا چاہیئے جو ایک دن کے لئے کافی ہو جائے اور اس کی مقدار ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گیہوں ہیں۔ اگرچہ اس سے کم دینے میں بھی مضائقہ نہیں۔ چاہے ایک ہی پیسہ ہو۔ اور زیادہ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر ضرورت شدیدہ ہو تو زیادتی کی کوئی حد و انتہا نہیں حتیٰ کہ ایک شخص پر پچاس ہزار روپیہ قرض ہو تو اس کو پچاس ہزار روپیہ زکوٰۃ میں سے دے دینا جائز ہے۔

۱۷ار آدابِ ادائیگی زکوٰۃ

ادائیگی زکوٰۃ میں امورِ ذیل پسندیدہ ہیں۔ فریضہ خداوندی ادا ہونے کی بنا پر قلب میں خوشی اور بشاشت کا پیدا ہونا مستحقین کے تقدم و تاخر کو ملحوظ رکھنا پوشیدہ طریقے پر اور بوقت ضرورت ظاہر کر کے علانیہ طور پر دینا۔ دیندار اور عیال دار شخص کو اور طلبہ علوم دینیہ اور مصیبت زدہ شرفاء کو دوسروں پر ترجیح دینا جس کو زکوٰۃ دی جائے اس پر احسان نہ جتلانا۔ اس کو کسی طرح بھی ایذا نہ پہنچانا، شرمندہ نہ کرنا وغیرہ آداب کا لحاظ مستحسن ہے۔

وضاحت

سوال ۱:۔ سیدوں میں حسنی اور حسینی دونوں کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی یا کسی ایک کو؟

جواب:۔ سید حسنی حسینی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دیگر اولاد جو علوی کہلاتی ہے۔ نیز حضرت عقیلؓ و حضرت جعفر طیارؓ کی اولاد جو جعفری کہلاتی ہے اور حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب کی اولاد جو عباسی کہلاتی ہے کو زکوٰۃ دینا اور انکو لینا منع ہے۔ اسکے علاوہ حضرت حارث ابن المطلب کی اولاد کو بھی منع ہے۔

Marfat.com

سوال ۲:۔ موٹر کار یا تانگہ وغیرہ جو سواری کے لئے ہو اس پر زکوٰۃ دی جائے گی یا نہیں؟

جواب:۔ اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ زکوٰۃ صرف سونے، چاندی یا اس کے نصاب کے مطابق سرمایہ پر ہے۔

سوال ۳:۔ زکوٰۃ اصل سرمایہ پر ادا کرنی چاہیئے یا منافع کی رقم پر بھی زکوٰۃ دی جائے گی؟

جواب:۔ زکوٰۃ ہر اس مال پر ہوگی کہ جو ایک برس سے ملکیت میں ہے اس میں نفع بھی شامل ہے اور اصل بھی۔ (اس کی تفصیل گذشتہ صفحات پر آچکی ہے)

سوال ۴:۔ سونا یا زیور وغیرہ سستے وقت میں خریدا تھا زکوٰۃ اس اصل قیمت خرید پر ہوگی یا آج کی قیمت سے ادا کی جائے گی؟

جواب:۔ ایک سال گذرنے کے بعد جو بازار بھاؤ ہوگا وہی قیمت جوڑ کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی اس لئے کہ اگر یہ شخص اس سونے یا زیور کو فروخت کرے گا تو بازار کے بھاؤ سے ہی کرے گا۔

سوال ۵:۔ زکوٰۃ سنہ ہجری سے ادا کی جائے گی یا انگریزی مروجہ سال جو عام طور پر تجارتی اداروں میں رائج ہے؟

جواب:۔ زکوٰۃ ہجری سنہ کے حساب سے ادا کرنی ہوگی واضح رہے کہ ہجری اور انگریزی سنہ میں ہر سال دس یوم کا فرق ہوجاتا ہے یعنی انگریزی سال ہجری سے دس یوم زیادہ ہے۔ اس طرح ۳۶ برس میں ایک سال کا فرق

Marfat.com

ہو جاتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص انگریزی حساب سے زکوٰۃ ادا کر رہا ہے تو اس مدت میں اس پر ایک برس کی زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ اس کو مزید ایک برس کی زکوٰۃ ادا کرنی ہو گی۔

سوال ۶: "صدقہ" کا لفظ قرآن کریم میں زکوٰۃ کے معنوں میں سمجھا جائے یا خیرات کے؟

جواب :- "صدقہ" زکوٰۃ اور خیرات ہر صورت میں کہا جا سکتا ہے۔ زکوٰۃ، عشر، صدقہ فطر، یہ تین صدقہ واجبہ ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر کار خیر میں خرچ کرنا جس کو عرف عام میں خیرات کہا جاتا ہے صدقہ نافلہ ہے۔

سوال ۷: سگے بہن بھائی کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟

جواب :- سگے، سوتیلے بہن بھائی چچا، تایا، پھوپھی، ماموں، خالہ اگر مستحق ہیں تو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ بلکہ انکا دینا بہتر اور افضل ہے۔ زکوٰۃ سوتیلے ماں باپ، دادا، دادی کو بھی دی جا سکتی ہے۔

سوال ۸: زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت لینے والے کو مطلع کرنا ضروری کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے؟

جواب :- صرف نیت کر لینا کافی ہے۔ اطلاع ضروری نہیں بلکہ عزیز و اقربا کو اس طرح دینی چاہیئے کہ ان کو گمان بھی نہ ہو۔ تاکہ انکی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔

سوال ۹: کوئی جماعت جو زکوٰۃ کی رقم جمع کر کے مستحقین کو پہنچاتی ہے وہ اس زکوٰۃ کی رقم کو کسی شخص کو قرض دے سکتی ہے یا نہیں؟

جواب :- قرض کے طور پر زکوٰۃ کی رقم دی جا سکتی ہے لیکن زکوٰۃ کی ادائیگی اس وقت ہو گی کہ جب یہ کسی مستحق کو ادا کر دی جائے گی۔

Marfat.com

سوال ۱۰: زندگی کا بیمہ کرانے والے نے جو رقم بیمہ کمپنی کو ادا کی ہوئی ہے اس پر زکوٰۃ ادا کرنی ہے یا نہیں۔ یہ رقم وقت مقررہ پر واپس ملتی ہے بعض خاص حالات میں یہ رقم صرف اس صورت میں مل سکتی ہے کہ بیمہ پالیسی کو ختم کر دیا جائے اس صورت میں پوری ادا شدہ رقم نہیں ملتی بلکہ کم ملتی ہے۔

جواب: بیمہ کمپنی میں جمع شدہ کل رقم پر زکوٰۃ آئے گی۔

سوال ۱۱: سواری کے لئے موٹر کار یا تانگہ گھوڑا وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ لیکن کوئی شخص کرایہ پر چلانے کے لئے بسیں۔ کاریں۔ تانگہ وغیرہ رکھتا ہے اور ان کو کرایہ پر چلاتا ہے ان چیزوں کی مالیت پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

کرایہ پر چلانے والی اشیاء کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں، آمدنی پر زکوٰۃ آتی ہے۔

سوال ۱۲: ہیرے جواہرات۔ موتی وغیرہ کا کاروبار کرنے والے کیلئے کیا حکم ہے۔ اسکا یہ مال جو فروخت کیلئے ہے۔ اس پر زکوٰۃ ادا کی جائیگی یا نہیں؟

جواب: یہ مال تجارت میں داخل ہے اور اسکی قیمت پر زکوٰۃ ہے۔

سوال ۱۳: جائیداد پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن کوئی شخص مکان تعمیر کرا کے فروخت کرتا ہے۔ یعنی جائیداد کا ہی کاروبار کرتا ہے تو اس صورت میں یہ جائیداد جو فروخت کرنے کیلئے تعمیر کی جاتی ہے، مال تجارت میں شامل ہوگی اور اس پر زکوٰۃ ادا کی جائیگی یا نہیں؟

جواب: یہ بھی مال تجارت میں داخل ہے اور اسکی قیمت پر زکوٰۃ ہے۔

سعید الیکٹرک پریس ملتان

Marfat.com

خرابیوں کی جڑ

یہ ہماری سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مت سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی اندازِ فکر ہماری تمام خرابیوں کی جڑ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزمودہ فن ہے جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دُنیا میں بھی سربلندی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عملِ صالح کا تقاضا کرتا ہے ——— اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضاجوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی، راستبازی، عدل و انصاف، امانت، عفو و درگزر، احسان، مساوات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آز، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اوصافِ مذمومہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے ——— لیکن اسلام قومی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدّباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امتِ شاہد اور امتِ وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جارہے ہیں ——— حالانکہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغربی مفکرین کی ایک بہت بڑی جماعت نوحہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگانِ تہذیبِ مغرب کم از کم اس بات پر تو غور کریں۔ کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیر ملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اس پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں۔ نیز ہر پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں۔

شکریہ

ہمارا اصلاحی تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کر چکا ہے جو پتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ جو ارباب خیر اپنی طرف سے تبلیغاً یہ لٹریچر خود یا ہماری معرفت چھپوا کر عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ آخرت ہو سکتا ہے اور صدقہ جاریہ بھی۔

۱۔ وقت کا تقاضا۔ (شادی بیاہ پر مسرفانہ اور مشرکانہ رسومات کی حقیقت)

۲۔ زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن۔

۳۔ وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام۔

۴۔ مال و دولت کا بہترین مصرف۔

۵۔ نماز کے فضائل اور احکام و مسائل۔

۶۔ ولیمہ مسنونہ کا طریقہ۔

۷۔ عظمت قرآن اور آداب تلاوت۔

۸۔ ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اس کی اہمیت)

۹۔ روزہ ایک اہم روحانی عبادت۔

۱۰ حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

ان رسائل کا گجراتی، سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں، انگریزی اور ہندی ترجمہ کا اہتمام ہو رہا ہے۔

یہ رسائل حسب ضرورت بلا قیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

- —— ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی
- —— جمعیت دہلی صدیقی برادری پاکستان ٹھٹائی کمپاؤنڈ ایم اے جناح روڈ کراچی
- —— عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ) چہلیک ملتان شہر فون نمبر ۲۶۷۵

نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو ۔ گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو ۔ القرآن

مسائل و احکام

وصیت ۔ وراثت اور
تقسیم میراث

20 SEP 1978

ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی

تعداد ۲۰۰۰

دوسرا ایڈیشن

Marfat.com

صدقہ جاریہ

جب ہم نے کتاب و سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، خرافات و فواحشات کو ترجیح دینی شروع کی ہے۔ دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعائر و اقدار کی بجائے غیر ایزاد تہذیب کو اپنانا شروع کیا ہے۔ تب سے ہم گوناگوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کمی کی وجہ سے ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے ان کا جاننا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمعیۃ دہلی صدیقی برادری رپاکستان، کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تبلیغاً نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں۔ یا ہماری معرفت یہ طبع کرا کر تقسیم کرا سکتے ہیں اور اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں۔ جس کے لئے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی ہے کہ :-

"اللہ اس آدمی کو ترو تازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یاد کی
پھر انہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا۔ جنہوں نے نہ سنی تھی"۔

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت کا پورا انتظام ہے۔ اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد، بآسانی اور بارعایت چھپ سکتے ہیں۔

منشی عبدالرحمن خان ناظم اعلیٰ عالمی ادارۂ اشاعتِ علوم اسلامیہ، چھینگ ملتان شہر

Marfat.com

وصیت وراثت اور تقسیم میراث

از جناب محمد منصور الزمان صاحب صدیقی ۔ کراچی

ایک اہم مسئلہ

وصیت اور وراثت ایک ایسا اہم مسئلہ ہے کہ جس میں غلطی کے بعد اصلاح کی کوشش ممکن نہیں ہوتی کیونکہ وصیت عموماً آخری وقت میں ہوتی ہے اور یہ دم واپسیں پھر واپس نہیں ہوتی۔ آخر وقت وصیت میں غلطی بعض اوقات خاتمہ بالخیر اور حسن خاتمہ کی تمام تمناؤں کو ختم کر دیتی ہے۔ عموماً ہر مسلمان خواہ اس نے زندگی کسی بھی طرز پر گذاری ہو حسن خاتمہ کا طالب ہوتا ہے اور موت سے قبل ایک اچھا مسلمان بن کر دنیا سے رخصت ہونے کا خواہش مند ہوتا ہے۔

لیکن سب سے آخر میں جب معاملہ دنیا کے مال و زر کی تقسیم کا آتا ہے تو اکثر غلطی ہو جاتی ہے اور نفس کے تقاضہ اور جہالت کے تحت وہ غلطی سرزد ہو جاتی ہے کہ پھر اصلاح اور توبہ بھی ممکن نہیں رہتی۔

وصیت کی نوعیت

آخری لمحات میں غلط فیصلہ اور خلافِ شرع وصیت کرنا گویا رخصتی کے وقت غلط کاریوں کی تصدیق کرنا ہوگا جب خود رخصت ہو گیا تو پھر غلطی کی اصلاح کون کرے گا۔

شرع کے مطابق وصیت کا نہ صرف اختیار بلکہ حکم ہے کہ وصیت کرو لیکن یہ وصیت انتظامی امور یا لواحقین کو اتباع شریعت کے لئے ہونی چاہیئے مال اور تقسیم جائیداد کی نہیں ہونی چاہیئے؛ سرمایہ اور مال کی تقسیم اللہ تعالیٰ نے خود فرمادی ہے اس

ع وصیت کرنے والا اپنی زندگی میں وصیت سے رجوع کر سکتا ہے۔

Marfat.com

کے مطابق عمل ہوگا، حصہ ثلث کی وصیت ہوسکتی ہے نیز یہ وصیت ادائیگی زکوٰۃ، نماز، روزہ کی قضا یا حج بدل وغیرہ کے لئے بھی ہوسکتی ہے اس کا مقصد کسی وارث کے حصہ کی رقم کم و بیش کرنا نہیں ہونا چاہیئے۔

قرآن کا فیصلہ تقسیم ورثہ کی اس قدر تفصیل قرآن کریم میں ہے کہ کوئی پہلو اور کوئی گوشہ باقی نہیں رہا سب کے لئے طریق کار موجود ہے چونکہ یہ قرآن کریم کا فیصلہ ہے اس لئے یہ بمنزلہ فرض اور حکم کے ہے جس کی تعمیل لازم ہے خلاف عمل کرنا خلاف ورزی ہوگا۔ کیا کوئی یہ پسند کریگا کہ زندگی کے آخری لمحوں میں بھی غلط کام کرے وہ بھی ایسا کام کہ جس کا نتیجہ دنیا میں خود دیکھ بھی نہ سکے اور قبر و حشر میں خمیازہ بھگتے۔ ظاہر ہے کہ کوئی شخص غلط وصیت کی رو سے کسی کو زیادہ حصہ دے گیا یا کسی کو کم کر دیا یا محروم کر دیا ہر صورت میں اس مرنے والے کو کوئی فرق نہیں پڑے گا نہ زیادہ لینے والا اس مرحوم کے ساتھ قبر میں جائے گا نہ کم لینے والا اس کو کوئی تکلیف دے گا۔ دنیا کا معاملہ دنیا میں رہ جائے گا۔ البتہ اس متوفی کا اعمالنامہ اس کے ساتھ رہے گا اور اس کے مطابق جزا و سزا کا مستحق ہوگا۔

وصیت کرنے کے بعد یہ وصیت کرنے والا خود بھی واپس آکر یہ نہیں دیکھے گا کہ جس کو اس نے زیادہ دیا وہ کس حال میں ہے اور جس کو کم دیا وہ کس طرح گذر کر رہا ہے غرضیکہ دنیا کو چھوڑنے کے بعد دنیا کے معاملات بھی یکسر ختم ہو جائیں گے البتہ اس کے نتائج اور جزا و سزا باقی رہے گی۔ یعنی

ے ہیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے ⁂ تہہ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

وصیت کی اہمیت :۔ وصیت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تم پر وصیت

Marfat.com

کرنا فرض ہے۔ وصیت کس امر میں کرنی ہے یہ سمجھنا ضروری ہے۔

مرنے والے کے پاس کسی کی امانت ہے یا اس پر کسی کا قرض ہے یا زکوٰۃ ادا کرنی ہے یا اس سے حج کا فرض ادا ہونا رہ گیا ہے یا فرض نمازیں اور فرض روزوں کی قضا باقی ہے یا کسی کی حق تلفی ہوئی ہے اب احساس ہو رہا ہے کسی سے کوئی ناجائز بات کہی ہے اس سے معافی طلب کرنی ہے یا کسی معاملہ میں کوئی انتظامی امر اس کے ذمہ ہے جس کو اب منتقل کرنا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام امور میں وصیت لازم ہے اس لئے کہ جب تک یہ وصیت کرنے والا خود وصیت نہیں کرے گا اس کے مال میں سے نہ تو اس کا حج بدل ہوگا اور نہ کسی کا قرض ادا ہوگا۔ اور نہ نماز روزہ کا فدیہ ادا کیا جائے گا۔ اور نہ زکوٰۃ ادا ہوگی۔ زکوٰۃ کے لئے تو یہ بھی ہے کہ اگر ورثا اپنی خوشی سے اسکی زکوٰۃ ادا کر دیں تب بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اس کے لئے وصیت کرنا ضروری ہے۔ شرعی طریقہ یہ بھی ہے کہ اگر وصیت ہے۔ تو حج بدل وغیرہ اس شخص کے مال میں سے کرانا وارثوں پر لازم ہوگا۔ اگر قرض ہے۔ تو وہ ادا کرنے کے بعد ورثہ تقسیم ہوگا۔ بیوی کا مہر ادا کرنا ہے تو وہ مہر ادا کرنا ہوگا۔ اس کے بعد ورثہ تقسیم ہوگا۔ وصیت نہ ہونے کی صورت میں عمل نہیں ہوگا۔ مزید فرض کر لیں کہ مرنے والا کسی کا مقروض تھا جس کی تحریر یا گواہی نہیں تھی۔ وصیت نہ ہونے کی صورت میں ورثا کس طرح یقین کریں گے۔ اور کون ادائیگی کرے گا۔ جبکہ ثبوت ہی نہیں ہے اس کی ذمہ داری اور دین داری مرنے والے پر رہ گئی اور اس کا مال وارث تقسیم کر کے مالک بن گئے اس صورت سے بچنے کے لئے ہی وصیت ضروری اور خود وصیت کرنے والے کے لئے مفید ہے اسی لئے ارشاد ربانی ہے کہ

Marfat.com

ترجمہ:۔ تم پر وصیت کرنا فرض کر دیا گیا۔ جب کسی کو موت نزدیک معلوم ہونے لگے بشرطیکہ (وہ) کچھ مال چھوڑ رہا ہو۔ (سورۃ بقرہ ۲۲ ۲)

یہ وصیت مندرجہ بالا امور میں ہو گی۔ جن کی وضاحت گذر چکی ہے مقصد یہ ہے کہ یہ بات صاف اور واضح ہونی چاہیئے کہ مرنے والا جو مال چھوڑ کر جا رہا ہے اس میں خالص اس کا مال کتنا ہے اور کس قدر قرض یا ادائیگی اس کے ذمہ ہے اس قرض کی ادائیگی کے بعد ہی خالص مال ظاہر ہو گا۔ یہ وصیت انتظامی امور یا امانتوں وغیرہ کے لئے ہو گی۔ تیسرے حصہ مال کی وصیت کی جا سکتی ہے لیکن یہ امورِ بالا کے مطابق ہو گی۔ کسی وارث کو کم و زیادہ نہیں دیا جا سکتا۔

وصیّت کا ردّ و بدل

وصیت کرنے والا اپنا فرض ادا کر کے رخصت ہو گیا۔ لیکن جس شخص نے یا جن اشخاص نے یہ وصیت اور ہدایت سُنی ہے ان پر کیا فرض ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:۔

ترجمہ:۔ پھر جو شخص وصیت سن لینے کے بعد تبدیل کرے گا تو اس کا گناہ انہیں پر ہے۔ جنہوں نے اس کو بدلا، بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ (سورۃ بقرہ ۲۲ ۲)

یعنی وصیت جن کو کی گئی ہے وہ ٹھیک ٹھیک اس کے مطابق ظاہر کر دیں تاکہ مرنے والے کے قرض اور امانتوں اور دیگر امور کے بارے میں صحیح علم ہو جائے ایسا نہ ہو کہ سننے والے وارث ہوں اور ان کو یہ خوف لاحق ہو جائے کہ ہم صحیح بات ظاہر کریں گے تو ہمیں ملنے والی رقم کم ہو جائے گی اس لئے وضاحت ہے کہ وصیت تبدیل نہ ہو اور جو وصیت کی گئی ہے وہ صحیح صورت میں ظاہر ہو

البتہ خاص حالت میں تبدیلی کی بھی اجازت ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ

ترجمہ: "ہاں جس شخص کو وصیت کرنے والے کی جانب سے کسی بے عنوانی یا کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی ہو یہ شخص ان میں باہم مصالحت کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

یعنی اگر خلافِ شرع تقسیم کی گئی ہو تو ایسی صورت میں جس شخص کے حق میں وصیت ہو اوّل تو اس کو خود یہ چاہیئے کہ وہ اس کو قبول نہ کرے اور خلافِ شرع حصّہ نہ لے۔ لیکن اگر یہ ہمت نہ ہو تو پھر وصیت سننے والے اور اس پر عمل کرانے والوں کو چاہیئے کہ وہ اس وارث کو پیار و محبت سے شرعی طریق کار سمجھائیں اور آپس میں معاملہ طے کرا دیں جس سے تمام ورثاء بخوشی تقسیم کو قبول کر لیں۔ بشرطیکہ کوئی وارث نابالغ نہ ہو تو ایسی صورت میں مرنے والے کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر ورثاء میں نابالغ بھی ہیں تو ان کا حق اور حصّہ پورا پورا ہونا چاہیئے۔

ورثاء کا فرض

مرنے والے کی ملکیت اس کے انتقال کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اب جو بھی مال ہے وہ ورثہ کا ہے اس لئے قرض وغیرہ کی وصیت ضروری ہے تاکہ بقایا اصل رقم ورثاء کی ملکیت تصوّر کی جائے اور وہی تقسیم ہو۔ مزید وضاحت کے لئے یوں سمجھ لیجئے کہ اگر مرنے والا وصیت نہ کرے تو خود اس کی رقم یعنی وہ مال و زر جو اس کا تھا اور اب ورثاء کا ہے اس میں سے ایصالِ ثواب یا فاتحہ خوانی میں بھی خرچ نہیں ہو سکتا

Marfat.com

کیونکہ اب وارث اس کے مالک ہیں البتہ ورثا سب یک رائے ہو کر بخوشی قبول کرلیں تو اس مال میں سے خیرات یا رسومات سوگ" (جو خود قابلِ اصلاح ہیں اور اکثر و بیشتر صرف دنیا داری اور رواج کی پابندی میں کی جاتی ہیں) عمل میں لائی جا سکتی ہیں۔ لیکن اس میں بھی نابالغ کے حصہ میں سے خرچ نہیں کیا جا سکتا۔ خواہ وہ اجازت ہی دے دے یعنی اس کی اجازت بھی لایعنی ہے۔

وصیت کے لئے یہ بھی حکم ہے کہ گواہاں کے سامنے وصیت کی جائے اور یہ گواہ مسلمان صاحب ایمان ہوں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے مثلاً سفر وغیرہ میں ایسا ہو کہ مسلمان گواہ نہ ہوں تو پھر غیر مسلم بھی گواہ ہو سکتا ہے۔

مال کی حقیقت

مختصر یہ کہ وارث کے لئے مال کی وصیت نہیں ہو سکتی اور مال وزر جس کو فی زمانہ دنیا کی سب سے بڑی قوت سمجھا جاتا ہے اس قدر حقیر ہے کہ انسان خود اس کا مالک نہیں ہے اگرچہ وہ مالک سمجھا جاتا ہے اور یہ ہی بنیادی غلطی ہے۔

ایک حدیث شریف کا مفہوم اس طرح ہے کہ:۔

"ہر شخص اپنے وارثوں کے مال کی حفاظت کر رہا ہے۔ آدمی کا تو صرف وہ ہے کہ جو کھا لیا۔ پہن لیا اور خیرات کر دیا۔ کھانا پینا دنیا میں ہی ختم ہو گیا۔ خیرات آگے بھی کام آئے گی"۔

اس مال پہ ہماری اتنی ہی ملکیت ہے کہ سانس نکلتے ہی مال ورثا کا ہو جاتا ہے اور اب اس پہ یہ حق بھی نہیں رہا کہ جس شخص نے تمام عمر جدوجہد کر کے مال جمع کیا ہے خود اس کی مغفرت و نجات کے لئے اس میں سے کچھ خرچ

کر دیا جائے یہ بھی ورثار کی اجازت سے ہی ممکن ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ ؛ آنکھوں والوں کیلئے عبرت ہے۔

دنیا کا مال وزر اس قدر بے حقیقت چیز ہے کہ اس پر یہ اختیار بھی نہیں کہ اپنی مرضی سے تقسیم کر جائے ۔ایسی صورت میں اس کے حصول اور اس کے خرچ کے ذرائع پر غور و فکر کی ضرورت ہے اور یہ ضروری ہے کہ ہر حال میں حلال کمائی ہو اور صحیح صورت میں خرچ کیا جائے۔

وصیت کی صورت وصیت کرنے والا اپنے مال میں تیسرے حصّہ کے (ثلث) وصیت کر سکتا ہے۔ لیکن یہ وصیت کسی وارث کے حق میں نہیں ہو سکتی۔ یعنی کسی ایک وارث کو یا چند وارثوں کو خصوصیت کے ساتھ نہیں دی جا سکتی۔ یہ وصیت کار خیر میں خرچ کرنے کے لئے ہو سکتی ہے تیسرے حصہ سے زیادہ کی وصیت بھی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ بقایا مال وارثوں کا حق ہے۔ جو ہر حال میں ان کو ملنا چاہیئے ۔ وصیت بہ قائمی ہوش و حواس اور مرض الموت میں مبتلا ہونے سے قبل ہونی چاہیئے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر شخص اپنا وصیت نامہ ہر وقت تیار رکھے یہ ہی شرع شریف کا حکم ہے ایسی نوٹ بک یا یادداشت کی کتاب ہو جس میں قرض کی رقمیں امانتیں نوٹ ہوں اسی میں اپنی قضا نماز و روزہ کی تعداد نوٹ کر لی جائے اگر حج نہیں کیا ہے تو اس کے لئے بھی ہدایت درج ہو۔ پھر اس نوٹ بک کو ہر ہفتہ دو ہفتہ بعد تبدیل کرتا جائے کہ امانت رقم یا قرض میں جو کمی و بیشی ہو وہ اس میں درج ہوتی جائے تاکہ جس وقت بھی اس دنیا سے کوچ عمل میں آجائے یہ یادداشت بطور وصیت ظاہر ہو کر صحیح حساب ظاہر کر دے

Marfat.com

ترکہ کی تقسیم

انتقال کے بعد ترکہ کی رقم میں سے سادہ اور طریق سنت کے مطابق کفن دفن ہو سکتا ہے اس میں کسی ترک و احتشام یا غیر معمولی خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح ورثاء کی حق تلفی ہو گی۔ سنت طریقہ سے تجہیز و تکفین ہو سکتی ہے دوسری بات اس ورثہ کے تقسیم سے قبل قرض کی ادائیگی ہے۔ یعنی کسی سے نقد یا تجارتی مال و اسباب قرض لیا جو مرحوم کے ذمہ تھا ادا کرنا ہے تو وہ قرض ادا کیا جائے۔ تیسری چیز تعمیل وصیت ثلث حصہ کی ہے اس وصیت کی رُو سے واجب الادا زکوٰۃ۔ نماز و روزوں کی قضا کا فدیہ، حج بدل۔ یا ایسا قرض جس کا علم عام نہ ہو اور صرف مرحوم نے وصیت میں ظاہر کیا ہو ادا کیا جائے گا۔ اس میں بھی اولیت قرض کی ادائیگی کو حاصل رہے گی اس کے بعد زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اب اس کے بعد جو ترکہ بقایا رہے گا، وہ ورثاء میں تقسیم ہو گا۔ اگر زکوٰۃ یا قرض کی رقم حصہ ثلث سے زیادہ ہو جاتی ہے تو پھر یہ حصہ ثلث کے مطابق ہی ادا کر دی جائے۔ بقایا ادائیگی اگر ورثاء بخوشی مل کر یا کوئی ایک وارث اپنے طور پر ادا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ ورنہ مرنے والے پر اس کی دینداری رہے گی، ان ورثاء میں جو اپنی خوشی سے ادائیگی کرنا چاہتے ہیں نابالغ وارث نہ ہو نابالغ کو اس کا حصہ ہر حال میں پورا ملنا چاہیئے۔

ایصالِ ثواب

بعض گھرانوں میں مرحوم کے استعمالی پہنے کپڑے وغیرہ ایصال ثواب کے لئے تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔ اس میں بھی تمام ورثاء کی رضا و اجازت لازمی ہے۔ اور نابالغ کی اجازت اس میں بھی اہمیت نہیں رکھتی اس کو حصہ پورا ملنا چاہیئے۔ یہ ہی صورت ایصال ثواب کے لئے

Marfat.com

کھانا پکوانا یا دیگر امور کے لئے ہے یہ بھی تمام ورثاء کی اجازت سے ہی ممکن ہے البتہ اگر مرنے والا حصہ ثلث میں وصیت کر گیا ہے تو پھر اس رقم میں سے یہ اخراجات کئے جائیں گے۔

وراثت کے اصول و قاعدہ اور تقسیم میراث کے ضابطے اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیئے ہیں۔ لیکن آج اس ترقی یافتہ دور میں بھی جہالت اور رواج کے مطابق عمل ہوتا ہے۔ شرعی قانون سے عدم واقفیت کی وجہ سے ہو یا کسی مصلحت کی بنا پر۔ لیکن ذمہ داری ہر حال میں ان سب پر باقی رہتی ہے کہ جو اس کے ذمہ دار ہیں۔

لڑکیوں کا حصہ

بہت سے خاندان ایسے ہیں کہ جہاں لڑکیوں کو قطعی ورثہ ہی نہیں ملتا۔ جس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ شادی پر جہیز اور سامان کی صورت میں جو دے دیا وہی کافی ہے اور اس کے بعد ورثہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس طریق کار پر عمل پیرا حضرات میں نمازی پرہیزگار اور دیندار افراد بھی ہوتے ہیں۔ دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ ناواقفیت کی بنا پر ایسا ہوا تو یہ کسی ایک فرد کے لئے ممکن ہے۔ لیکن پوری برادری اور تمام علاقہ میں یہ رواج ہو تو اس کو ناواقفیت نہیں کہا جا سکتا۔ یہ یقیناً شرع سے روگردانی ہے۔ قرآن کریم کے احکام کے بعد کوئی رواج اور کوئی قانون مسلمان کے لئے اہم نہیں لڑکیوں کو ورثہ تقسیم نہ کرنا محض خودغرضی اور نفس پرستی ہے شاید یہ خیال ہو کہ ہماری آبائی جائیداد اس طرح ہمارے خاندان سے نکل کر دوسرے خاندانوں میں منتقل ہو جائے گی یا ممکن ہے کوئی دوسری بات اس فیصلہ کی پشت پر ہو تاہم یہ یقینی ہے کہ وراثت کی تقسیم میں لڑکیوں کا حصہ نہ دینا تہذیب کا

Marfat.com

پرتو ہے۔ اسلام اور مسلمانوں سے اس کا کوئی واسطہ نہیں مسلمان کی زندگی شعائر اسلامی کے تحت بسر ہونی چاہیئے۔ مسلمان دنیا میں جلب زر یا مال و متاع کے حصول اور جمع کرنے نہیں آیا یہ دین جس نے بھی قبول کیا اس نے اپنا مال اور اپنی جان سب کچھ اللہ تعالیٰ کو فروخت کر دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے۔

"ترجمہ:۔ اللہ نے ایمان والوں سے ان کی جان اور مال جنت کے عوض خرید لیا ہے۔"

جب ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے تو پھر ہمیں کوئی اختیار باقی نہیں رہا۔ کہ ہم من مانی زندگی گذاریں۔ مسلمان کی ساری زندگی اطاعت کا مظہر ہونی چاہیئے مسلمان تبلیغ دین اور عبادت الٰہی کے لئے آیا ہے۔ لیکن ہم اپنی بنیادی تعلیم بھول کر دنیا میں مبتلا ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہی ہے کہ اب ہر فیصلہ غلط اور ہر قدم شیطانی راستوں پر اٹھتا ہے اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے اور ہمیں صحیح مسلمان بنائے۔

مقام غور و فکر

بنیادی صورت میں جب مال و زر ہمارا نہیں ہے۔ ہم صرف امانت دار ہیں تو پھر اس کے شرعی اور اصل وارث کو دینے میں ہمیں کیا پریشانی ہے۔ جائیداد دوسرے خاندان میں چلی جائے ہمیں اس سے کیا فرق ہو گا۔ بالخصوص وہ آدمی جو موت کی دستک سن رہا ہو اور راہی عدم ہو رہا ہو۔ کیا اس عالم میں بھی اس کو یہ توقع ہے کہ یہ دنیا جو اس نے جمع کی تھی اس کے کام آئے گی۔ مرنے والا لوٹ کر نہیں آئے گا۔ جائیداد و مال و زر اگر صحیح وارثوں کو پہنچ جائے گا تو یہ ایک زبردست نیکی نامۂ اعمال میں درج ہو گی اور یہ نیکی شاید زندگی کی آخری نیکی ہو گی لیکن اگر یہ بھی غلط فیصلہ ہوا تو اس کے معنی

Marfat.com

یہ ہوتے کہ آخری سانس میں بھی غلط کاری سے باز نہیں آیا اور دمِ آخر بھی حقوق کی ادائیگی نہیں کی بلکہ حقوق غصب کر کے دین داری لے کر گیا۔ یہ نہایت غور و فکر کا مقام ہے اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو عقل و فہم عطا فرمائے ان کو چاہیئے کہ اپنے خاندان اور برادری میں کوشش کریں اور اس غیر اسلامی طریق کار کو تبدیل کرائیں۔ یہ نہایت اجر و ثواب کا موجب ہوگا۔

مشترکہ خاندان :- لڑکیوں کے علاوہ تجارتی طبقہ میں ایک اور غیر اسلامی رواج ہے کہ مشترکہ خاندان میں سے جو لڑکا حصّہ لے کر الگ ہو گیا وہ وراثت کا حقدار نہیں رہے گا۔ بلکہ علیٰحدگی کے وقت جو اس لے لیا وہی اس کا ہے باقی سرمایہ باپ کے ساتھ مقیم یا شریک اولاد کا ہے۔ یہ بھی غلط طریقہ ہے والدین میں ہر ایک کا سرمایہ الگ واضح ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے ورثاء میں لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ باپ کا سرمایہ جو بھی ہے وہ باپ کی میراث ہے لڑکے جو باپ کے ساتھ شریک کار ہیں ان کی کارکردگی بصورت تنخواہ یا بحیثیت شریک ان کا حصہ ان کو ملنا چاہیئے اس طرح کام کرنے والے لڑکے جن کی تعداد خواہ کچھ ہو اپنی محنت کا ثمر بطور تنخواہ یا حصہ پائیں گے۔ اور ان کا حق ادا ہو جائے گا۔ لیکن بنیادی سرمایہ جو مورثِ اعلیٰ یعنی باپ کا ہے وہ الگ رہے گا۔ اس میں وقت کے ساتھ کمی و بیشی ہوتی رہے گی وقت انتقال یہ سرمایہ سب اولاد اور ورثاء میں تقسیم ہوگا۔ باپ کے ساتھ شریک کار اولاد بھی اور گھر بیٹھنے والی بیٹیاں بھی سب شریعتِ مطہرہ کے قوانین کے مطابق وارث ہیں اور سب حقدار ہیں

عاق شدہ اولاد :- ایک اور غلط فہمی نالائق اولاد کو ورثہ سے محروم کرتے

Marfat.com

کے بارہ میں ہے کوئی شخص اپنی کسی اولاد کو اس کی نالائقی کی بنا پر عاق کر دیتا ہے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ عاق شدہ اولاد محروم الارث ہو گئی یہ درست نہیں ہے۔ وارث کا حق اپنی جگہ باقی رہے گا خواہ وہ نالائق ہو یا لائق اور خدمت گذار ہو، لائق اور خدمت گذار اولاد کو زیادہ حصہ نہیں دیا جا سکتا اور نالائق کو کم نہیں کیا جا سکتا وارث ہونے کی حیثیت میں دونوں برابر ہیں۔

لائق مندی اور نالائق و گستاخ ہونے کی سزا و جزا یوم حساب میں دی جائے گی۔ عاق کرنا دراصل اظہار ناراضگی ہے اس کا شرعاً ورثہ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

بیوہ عورت نکاح ثانی کرنے والی عورتوں کو ان کے مرحوم شوہر کا ورثہ بھی ملنا چاہیئے۔ شرعاً یہ حق ہے۔ بعض علاقوں اور گھرانوں میں یہ رواج ہے کہ بیوہ کو نکاح ثانی کرنے پر شوہر مرحوم کے ورثہ سے محروم کر دیا جاتا ہے اس کا مقصد بیوہ کو نکاح ثانی سے روکنا ہوتا ہے یہ سراسر ظلم ہے جس طرح پہلا نکاح سنت اور موجب رحمت ہے اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ بیوہ کا نکاح ثانی افضل اور موجب ثواب ہے۔ بیوہ کو نہ صرف والدین کا ورثہ بلکہ شرعاً مرحوم شوہر کا ورثہ بھی ملنا چاہیئے۔ خواہ وہ نکاح کرے یا نہ کرے یہ شرعی حق ہے۔

احکام تقسیم میراث وراثت اور تقسیم میراث کے مسائل پر علماء کرام سے دریافت کر کے عمل کرنا چاہیئے یہ نازک مسئلہ ہے اور اس میں ہر مختلف صورت میں ورثہ کی تبدیلی ہے۔ سورۃ النساء میں اس کی وضاحت ہے ذیل میں چند مثالیں درج ہیں اس کے ساتھ ہی طریق کار اور وجوہات بھی واضح فرمائے ہیں ان تمام ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے سب سے پہلے تقسیم ورثہ کا طریق کار

Marfat.com

سمجھ لیں اس کے بعد ورثاء کا حصہ کیا ہوگا یہ سمجھ لیں۔ ارشادِ ربانی ہے

ترجمہ :۔ "تمہارے باپ (دادا) اور بیٹے (پوتے) تم کیا جانو کہ تم کو کون زیادہ نفع پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ہر ایک کے لئے حصہ مقرر شدہ ہے بے شک اللہ تعالیٰ باخبر اور حکمت والا ہے"۔ (سورۃ نساء پ۴)

مفہوم واضح ہے کہ وصیت کرنے والے کو معلوم نہیں کون اس کو نفع پہنچائے گا۔ کون نقصان پہنچائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے اس لئے تقسیم میراث کا جو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے خلاف نہیں ہونا چاہیئے۔ ورنہ قابل مواخذہ ہوگا۔

ترجمہ :۔ بعد تکمیل وصیت یا بعد ادائے قرض ترکہ تقسیم کیا جائے (نساء پ۴)

یعنی سب سے اول قرض کی ادائیگی ہوگی۔ پھر جو میت تیسرے حصے کی کرنے والے نے کی ہو مثلاً حج بدل یا نماز روزہ کی قضا وغیرہ اس پر عمل کیا جائے اس کے بعد ترکہ تقسیم ہو۔ ارشادِ باری ہے۔

ترجمہ :۔ "مردوں کا بھی اس میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قرابت والے چھوڑ مریں اور عورتوں کا بھی اس میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قرابت والے چھوڑ مریں خواہ وہ ترکہ قلیل ہو یا کثیر ہر ایک کا حصہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے"۔ (سورۃ نساء پ۴)

یعنی عورت مرد لڑکا لڑکی سب کا حصہ ترکہ میں ہے اور سب کا حصہ طے شدہ اور مقرر ہے۔ ایسے غریب رشتہ دار جن کا ترکہ میں حصہ نہیں ہے اور وہ اس تقسیم کے وقت حاضر ہوں تو ان کو بھی ورثاء اپنی خوشی سے کچھ دے دیں یا کچھ کھلا دیں۔

ترجمہ :۔ اور جب تقسیم کے وقت رشتہ دار یتیم اور مسکین حاضر ہوں تو

اُن کو اس (مال ترکہ) میں سے کچھ کھلا دو۔" (نساء پ۴)

یہ کھلانا یا کچھ دینا تمام ورثاء کی اجازت سے ہونا چاہیئے وہ بھی اس طرح کہ نابالغ ں کے حصّہ پر اثر نہ ہو۔

قابل توجّہ امور: اب تک جو امور واضح ہوئے ان کی رُو سے پہلے تو یہ اصول معلوم ہوا کہ تقسیم ترکہ کے جو قواعد اور حصے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ ان پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ کہ تمام قوانین انسان کی اپنی بہبود اور فائدہ کے لیے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ترکہ میں عورت، مرد، لڑکا لڑکی ہر ایک کا حصہ اور حق ہے اور اس میں کسی کو بھی ورثہ سے محروم کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی۔ تیسرے یہ کہ تقسیم ترکہ ادائیگی قرض کے بعد اور مرنے والے کی وصیت (تیسرے حصّہ کی) کی تکمیل کے بعد ہوگی سب سے اوّل قرض کی ادائیگی ہے اور اس قرض میں زکوٰۃ واجب الادا اور حج بدل بھی ہے جس کی ادائیگی لازم ہے قضا نماز اور روزوں کا فدیہ بھی بشرطِ وصیت ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد ورثہ اولاد یا اقرباء میں اس طرح تقسیم ہوگا۔ ارشادِ باری ہے

اولاد کیلئے شرح تقسیم: ترجمہ:۔ "اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے متعلق حکم دیتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ برابر ہے۔ دو عورتوں کے حصّہ کے۔" (نساء پ۴)

۱۔ اگر صرف لڑکیاں ہوں۔ لڑکا نہ ہو تو — ارشاد باری ہے کہ

ترجمہ: "اگر دو سے زیادہ عورتیں ہی ہوں تو ان کیلئے اس ترکہ میں سے دو تہائی حصّہ ہے۔ (یعنی لڑکا نہ ہونے کی صورت میں) نساء پ۴

Marfat.com

۲۔ اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے نصف حصہ ہے۔

اگر ایک لڑکا ہو یا کئی ہوں؟

صرف ایک بیٹا ہوگا تو وہ سب ترکہ کا وارث ہوگا اور کئی بیٹے ہونگے تو مساوی تقسیم ہوگا۔

شوہر یا بیوی یعنی زوجین اور ان کے علاوہ متعلقہ ورثاء جن کا شرعی حق ہوتا ہو ہر معاملہ میں ان کے حقوق اور ترکہ میں ان کے حصہ کی وضاحت موجود ہے۔ ہر معاملہ کا فیصلہ تعداد ورثاء پر منحصر ہے۔ تقسیم میراث کا مضمون طویل ہے۔ اور احکامات ہر خاندان کے ورثاء کی حیثیت اور تعداد کے مطابق ہیں۔ جس کے لئے ضروری ہے۔ کہ علماء کرام سے رجوع کیا جائے تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے۔ سورۃ النسا کا ترجمہ یا تفسیر تلاوۃ و مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ یہ احکامات اسی سورۃ میں ہیں۔
جن مزید صورتوں میں تقسیم ممکن ہے۔ ان کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے مثلاً۔

والدین

۱۔ صاحب اولاد مرحوم ماں باپ کا حصّہ چھٹا ہوگا۔
۲۔ بلا اولاد کی ماں کا تہائی حصّہ ہوگا۔ (بشرطیکہ اولاد نہ ہو)
۳۔ مرحوم کے بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصّہ ہوگا۔ (بشرطیکہ اولاد نہ ہو)

زوجین

۱۔ عورت کے مال میں مرد کو نصف حصہ ملے گا۔ (بشرطیکہ اولاد نہ ہو)
۲۔ صاحب اولاد عورت کے مال میں مرد کو چوتھائی حصہ ملے گا۔
۳۔ مرد کے مال میں عورت کو چوتھائی حصہ ملے گا۔ (بشرطیکہ اولاد نہ ہو)
۴۔ صاحب اولاد مرد کے مال میں عورت کا آٹھواں حصہ ہوگا۔

ان کے علاوہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں بہن بھائی کا حصّہ ہے اور اگر اخیافی بہن بھائی ہوں تو ان کا حصہ متبادل شرح سے ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

غرض کہ وصیت میں اور وراثت یعنی تقسیم ترکہ میں جو غلطیاں اور خلافِ شرع اصول رائج ہیں۔ ان کو ترک کر کے توبہ کی جائے۔ اور آئندہ کے لئے احکام خداوندی بجالانے کی کوشش کی جائے۔ جن لوگوں کے لئے ورثہ جائز نہیں ان کی تفصیل علماء سے دریافت کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احکام شریعت بجالانے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

یکم ستمبر ۱۹۷۶ء ——— بار اوّل ۵۰۰۰
۵ اکتوبر ۱۹۷۶ء ——— بار دوم ۲۰۰۰

ارشادات

(از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رح)

- احکامِ الٰہی کے سامنے کوئی چیز حجت نہیں۔
- اپنی رائے کا کوئی اعتبار نہیں۔ بلکہ اہل علم کو بھی چاہیئے کہ جو کام کریں۔ اپنے سے زیادہ عالم سے پوچھ کر کریں۔
- ادائیگی حقوق میں مشغول ہونا عبادت ہے۔
- ادائیگی حق یہ ہے کہ صاحبِ حق کو حق کی اطلاع بھی نہ ہو۔ تب بھی دوسرے کا حق ادا کرے۔
- اہتمام اس بات کا کرنا چاہیئے کہ اللہ و رسولؐ ناراض نہ ہوں۔ خواہ ساری دنیا ہی جاتی رہے۔
- تم اپنی حالت ایسی بناؤ کہ تم کو دیکھ کر دنیا یوں کہنے لگے کہ بھائی یہ لوگ تو مسلمان ہیں۔

(سید پریس ملتان میں چھپا)

Marfat.com

خرابیوں کی جڑ

یہ ہماری سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مت سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام خرابیوں کی جڑ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزمودہ فن ہے' جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دُنیا میں بھی سربلندی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے ——— اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضاجوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی، عدل و انصاف، امانت، عفو و درگزر، احسان، مساوات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آز، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اوصاف مذمومہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے ——— لیکن اسلام قومی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدِّباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امتِ شاہد اور امتِ وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں ——— حالانکہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغربی مفکرّین کی ایک بہت بڑی جماعت نوحہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگانِ تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر تو غور کریں۔ کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیرملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اس پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ سے تحریر فرمائیں۔ نیز ہر پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں۔

شکریہ

Marfat.com

ہمارا اصلاحی تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کر چکا ہے۔ …پتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ جو ارباب خیر اپنی طرف سے تبلیغاً یہ لٹریچر خود یا ہماری معرفت چھپوا… عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ آخرت بن سکتا ہے اور صدقہ جاریہ بھی۔

- وقت کا تقاضا۔ (شادی بیاہ پر مسرفانہ اور مشرکانہ رسومات کی حقیقت)
- زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن۔
- وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام۔
- مال و دولت کا بہترین مصرف۔
- نماز کے فضائل اور احکام و مسائل۔
- دعاء مسنونہ کا طریقہ۔
- عظمت قرآن اور آداب تلاوت۔
- ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اس کی اہمیت)
- روزہ ایک اہم روحانی عبادت۔
- حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

…رسائل کا گجراتی، سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ انگریزی اور ہندی ترجمہ کا اہتمام ہو رہا ہے۔
یہ رسائل حسب ضرورت بلاقیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

- ——— ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی
- ——— جمعیت فیملی صدیقی برادری پاکستان ٹھٹائی کمپاؤنڈ ایم اے جناح روڈ کراچی
- ——— عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ) چہلیک ملتان شہر فون نمبر ۳۷۶۵

…پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں۔
…نوٹ ہر پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں ——— شکریہ

آرٹسٹک پرنٹنگ پریس
شہراہ رشی ملتان

Marfat.com

نیکی ... [illegible] ... القرآن

مال و دولت کا بہترین مصرف

ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی

[illegible] ا

تعداد [illegible]

صدقہ جاریہ

جب سے ہم نے کتاب و سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، خرافات و فحاشات کو ترجیح دینی شروع کی ہے، دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات، معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعائر و اقدار کی بجائے غیر اسلامی تہذیب کو اپنانا شروع کیا ہے، تب سے ہم گوناگوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کمی کی وجہ سے ہماری اکثریت معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے ان کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے ان کا جاننا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمیعۃ و مسلی صدیقی برادری (پاکستان) کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تبلیغا نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں یا ہماری معرفت یہ طبع کرا کر تقسیم کرا سکتے ہیں اور اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں جس کیلئے سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی ہے کہ:-

"اللہ اس آدمی کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یاد کی
پھر انہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا جنہوں نے نہ سنی تھی"۔

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت کا پورا انتظام ہے۔ اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد، خوشنمائی اور بارعایت چھپ سکتے ہیں۔

منشی عبدالرحمن خان، ناظم اعلیٰ عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ، جھنگ، ملتان شہر

Marfat.com

مال و دولت کا بہترین مصرف

(از جناب محمد منصور الزمان صاحب۔ کراچی)

اللہ جل شانہٗ کائنات کے مالک خالق اور ہر چھوٹی بڑی چیز کے پیدا کرنے والے اور پالنے والے ہیں۔ انسانی علم کی حد تک اور اس کے باہر جو کچھ بھی پیدا کیا گیا ہے۔ ان سب کے خالق اللہ جل شانہٗ ہیں۔

سائنس کی جدید معلومات کے مطابق کرۂ ارض کے علاوہ دیگر سیارے جو اب تک علم میں آئے۔ ان میں آبادی ممکن ہے۔ چند برس قبل کون سمجھ سکتا تھا کہ انسان چاند پر پہنچ جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ذہنِ انسانی کو وسعت اور علم عطا فرمایا اور انسان چاند پر جا اترا۔

چاند کے علاوہ ان گنت سیارے آسمان پر ستاروں کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ نہ معلوم ان میں کتنے آباد ہیں اور کیا کیا عجائبات وہاں موجود ہیں۔

سمندر کے اندر کتنی اقسام کی مخلوق آباد ہے۔ اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اس تمام کا پیدا کرنے والا اور اس تمام نظام کو قائم رکھنے والا اس سب کو اصول اور مقررہ قواعد کے مطابق چلانے والا کون ہے؟

یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کرم ہے اور وہی نظامِ کائنات کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ہماری دنیا کی ہر چیز اور ہمیں عطا شدہ ہر نعمت اس کی ہی پیدا کردہ اور عطا کردہ ہے۔

نعمتیں صحت ۔ عمر ۔ عقلِ سلیم ۔ قوتِ ارادی ۔ قوتِ فیصلہ ۔ قوتِ عمل ۔ آسائشِ دنیا ۔ دنیا کا مال واسباب ۔ اولاد ۔ خاندان وغیرہ ۔ غرض کہ سب کچھ ہر چھوٹی بڑی چیز اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اور ان کی ہی عطا کردہ ہے ۔ وہی مالک وخالق ہے۔

ملکیت یعنی ہم ہر ضرورت کے لئے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں ۔ جیسا کہ قرآنِ کریم کا فرمان ہے کہ:-

وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ؕ

اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو ۔

(محمدؐ ۴۷)

اور ہماری ملکیت کسی شئے پر نہیں ۔ حتیٰ کہ ہم اپنی جان کے بھی مالک ومختار نہیں ۔ زندگی کے سانس بھی مقرر شدہ ہیں ۔ اس میں کمی وبیشی ممکن نہیں ۔ اسی طرح رزق بھی مقرر اور طے شدہ ہے ۔ پھر یہ کہ زندگی بھی طے شدہ معمول پر گذارنی ہوگی اور رزق بھی حلال اور پاکیزہ حاصل کرنا ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ نے جو نعمت بھی ہمیں عطا فرمائی ہے ۔ اس کے حصول کا طریقہ اور اس کے خرچ کا طریقہ ہمیں تعلیم فرما دیا ہے ۔

دنیاوی دولت جو انسان کے پاس ہے اور جس کو وہ اپنی ملکیت تصوّر کرتا ہے ۔ حقیقت میں یہ بھی ملکیت نہیں ہے ۔ ایسا سمجھنا خود کو دھوکہ دینا ہے ۔

فرض کرلیں یہ ملکیت بھی ہے تو کتنے دن کی ہے ۔ موت کے ساتھ ملکیت ختم ہو جاتی ہے ۔ اگر مالک ہے تو لازم ہے کہ مال اپنے ہمراہ قبر میں لے جائے ۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ملکیت کا تصوّر ہی غلط ہے ۔

Marfat.com

ورثاء | ہر شخص اپنے وارثوں کے لئے مال چھوڑ کر اپنے اعمال ساتھ لیکر رخصت ہو جاتا ہے۔ مال دنیا میں رہ جاتا ہے۔ وبال اور حساب کتاب ساتھ چلا جاتا ہے۔

میرے حضرت شیخ مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تھے کہ:۔

"حلال ہے تو حساب ہے۔ حرام ہے تو وبال ہے"

گویا ہر صورت میں مالِ دنیا جو دنیا میں ہی رہ جاتا ہے۔ آخرت میں بہر حال تکلیف دہ ہے۔ حرام کا وبال تو جو بھی ہو۔ حلال کا حساب دینا بھی آزمائش ہے۔

حدیث | ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ایک بار حضور محسن انسانیت، فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم ایسے شخص سے واقف ہو جو اپنے وارثوں کے مال کی حفاظت کر رہا ہے۔ تین بار ارشاد فرمایا۔ صحابۂ کرامؓ نے نفی میں جواب دیا۔ جس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ہر شخص اپنے وارثوں کے مال کی حفاظت کر رہا ہے۔ یعنی تمہارا تو صرف وہ ہے جو کھالیا۔ پہن لیا یا خیرات کر دیا۔ کھانا اور لباس تو دنیا ہی میں ختم ہو گیا۔ البتہ خیرات ایسی چیز ہے کہ جس کا اجر آخرت میں ملے گا۔

ان تین صورتوں کے علاوہ جو کچھ بھی مال اسباب جائیداد وغیرہ ہے وہ سب وارثوں کے لئے ہے اور ہر انسان اپنے وارثوں کے مال کی حفاظت کر رہا ہے۔ نہ صرف حفاظت بلکہ جائز ناجائز۔ حرام حلال کا فرق مٹا کر اس میں اضافہ کا خواہشمند اور کوشاں ہے۔

دوڑ انجام پر نگاہ نہیں بس ایک دوڑ ہے۔ یہی فکر ہے کہ مالدار ہو جاؤں خواہ کسی صورت سے ہو اور کوئی نتیجہ نکلے۔

حد یہ ہے کہ انتہا درجہ غلط اور تعلیمات اسلامی کے منافی ایسے آدمی کو بڑا آدمی کہا جاتا ہے۔ یعنی جتنا دولتمند ہے اتنا ہی وہ بڑا ہے۔ عام طور پر تحریر و تقریر میں لوگ روزمرہ کہتے ہیں کہ فلاں بڑا آدمی ہے۔ یعنی بڑا دولتمند ہے۔ حالانکہ بڑا وہ ہے جو ایمان اور تقویٰ میں بڑا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اہلِ تقویٰ بڑے آدمی ہیں۔ یعنی ان کا اکرام و عزت ہے:۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ (الحجرات ۲۶)

بالتحقیق اللہ کے ہاں اس کی بڑی عزت ہے۔ جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

مال و دولت تو محض انسان کو امتحان اور آزمائش کے لیے دی گئی ہے۔ کہ وہ اسے اللہ کی امانت سمجھ کر اس کی منشار کے مطابق خرچ کرتا ہے یا اس کو اپنی مرضی کے مطابق خرچ کرکے خیانت کرتا ہے۔

غرض کہ ہم اپنی کسی شئے پر اپنی مرضی و منشا کے مطابق خرچ کرنے کا اختیار نہیں رکھتے بلکہ ہماری حیثیت امین کی ہے اور ہمیں مالک کی ہدایت کے مطابق خرچ کرنا ہے۔

انعام دولت، روپیہ پیسہ بھی ہے۔ صحت اور قوت بھی۔ وقت بھی اور قوتِ عمل بھی۔ تمام نعمتیں جو ہمیں عطا فرمائی گئی ہیں۔ ہم ان سب کے

Marfat.com

ہم امین ہیں انکو خرچ کرنے کیلئے ہمیں مالک کی ہدایت کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔ چونکہ اللہ جل شانہٗ نے تمام انسانوں اور جنات کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ (الذٰریٰت ۲۷) — اور میں نے جن اور انسان کو اسلئے پیدا کئے ہیں کہ وہ میری عبادت کریں۔

اسلئے تمام قوتیں اور نعمتیں اسی مقصد کی تکمیل میں خرچ ہونی چاہئیں۔

مصرف دنیاوی دولت کا سب سے بہترین مصرف خدمتِ خلق اور تبلیغ دین ہے اس میں جسمانی، زبانی۔ علمی اور مالی ہر قسم کی دولت خرچ کی جا سکتی ہے۔ دامے، درمے، قلمے، سخنے، قدمے۔ غرضکہ ہر صورت میں خدمتِ خلق اور تبلیغِ دین ہونی چاہیئے۔

خدمتِ خلق خدمتِ خلق افضل عبادتوں میں سے ہے۔ جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اسکی مخلوق کی خدمت کرتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ محبوب رکھتا ہے۔ اسی لیے انبیاء و اولیاء اس معاملہ میں پیش پیش ہیں۔ اکابرین سلف میں ہر شخص خدمتِ خلق کا بذاتِ خود ایک ادارہ ہوتا تھا۔ اور قرونِ اولیٰ میں ہر مسلمان اس سلسلہ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لیے کوشاں رہتا تھا۔ کیونکہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ تو فرائض ہیں۔ اس سے فارغ وقت میں جتنا ہوسکے خدمتِ خلق کا بڑا ثواب ہے۔ جسطرح ہم اس ملازم کو اچھا سمجھتے جو ہماری اولاد کو زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ اور اسکی خوب نگہداشت و پرداخت کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ جل شانہٗ بھی اسے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ جو اس کے بندوں کے

Marfat.com

زیادہ کام آتا ہے۔

تبلیغِ دین تبلیغِ دین بھی ایک فرضِ کفایہ ہے اور جب لادینی عام ہو جائے تو اس وقت یہ فرض عین ہو جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

"جب لادینی عام ہو جائے تو دین کو رواج دینے کیلئے ایک کوڑی خرچ کرنا اللہ کی راہ میں لاکھوں خرچ کرنے کے برابر ہے۔"

آزمائش قرآن کریم میں خدمتِ خلق و تبلیغ دین کے متعلق واضح احکامات موجود ہیں کہ یہ دولت کا بہترین مصرف ہیں۔ اس کو جمع رکھنا، اس کی محبت میں مبتلا ہونے کے مترادف ہے۔ کیونکہ بموجب احکام ربانی:۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ۔ تمہارے اموال و اولاد بس تمہاری آزمائش کے لئے ہیں۔ (تغابن ۸ ۲/۱)

اس ارشاد ربانی کے ذریعہ ان لوگوں کی غلط فہمی دور کی گئی ہے۔ جو بزعم خود یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مال و دولت ان کو عیش و عشرت کیلئے دیئے گئے ہیں کہ وہ جسطرح چاہیں۔ خرچ کریں۔ حالانکہ ان نعمتوں کے ذریعہ حق تعالیٰ ان کو آزماتا ہے کہ وہ انہیں اپنی مرضی ومنشاء کے مطابق خرچ کرتا ہے یا اسکے لئے اس نے جو شرائط یا حدود مقرر کی ہیں۔ ان کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ مال و اولاد کا اگر صحیح استعمال کیا جائے تو یہ بھی عبادت میں داخل ہے اور ایسے لوگوں کے لئے وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔

(تغابن)

Marfat.com

لیکن اگر ان سے غلط اور بے جا قسم کا کام لیا گیا تو یہی تمہارے حق میں مصیبت بن جائیں گے۔

خیرات دولت کے صحیح مصرف کا اندازہ اس تاکید سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے کہ خدا کی راہ میں وہ چیز دو جو تمہیں سب سے زیادہ عزیز ہو۔

عام طور پر انسان کے نزدیک مال و دولت ہی سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں:-

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط جب تک اپنی محبوب چیزوں کو خرچ نہ کرو گے۔ نیکی میں ہرگز کمال حاصل نہ کر سکو گے۔ (الشار)

محبوب چیز کے تحت ہر وہ چیز آجاتی ہے۔ جسے انسان عزیز رکھتا ہے۔ جیسے مال و دولت، عزت و حکومت۔ وقت اور قوت وغیرہ۔ اس کے ساتھ مقدارِ خیرات و صدقات کا بھی تعین فرما دیا کہ:۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط قُلِ الْعَفْوَ ط لوگ آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ خیرات میں کتنا خرچ کریں۔ آپ فرما دیجیے کہ جتنا (ضرورت سے) زائد ہو۔ (بقرہ ۲۷)

یعنی اس سے کسی حقدار کا حق ضائع نہ ہو اور اپنے ضروری اخراجات میں تنگی نہ ہو۔ اسکے بعد جو کچھ بچے۔ وہ دینے والے کی امانت ہے۔ وہ اسکے مستحقین میں تقسیم کر دی جائے اور پھر اس خرچ کا نہ اللہ پر احسان جتاؤ۔ اور نہ ان پر احسان جتاؤ۔ جن پر خرچ کرو۔ کیونکہ یہ تو سراسر تمہاری بہتری کے لئے ہے۔

Marfat.com

وَاَنۡفِقُوۡا خَيۡرًا لِّاَنۡفُسِكُمۡ ۔ اور اپنی بہتری کے لیے خرچ کرتے رہو۔

(تغابن ۲۸)

یعنی آخرت والی بہتری کے لیے خرچ کرتے رہو۔ جتنا خدا کی راہ میں خرچ کرو گے۔ اتنی بہتری ہو گی۔

مزید تسلی انسان طبعاً بڑا حریص واقع ہوا ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت تنگی محسوس کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ ضائع جا رہا ہے اور اسکا کچھ حاصل نہیں ہے۔ اس شیطانی وسوسے کو دور کرنے کے لیے مولا کریم فرماتے ہیں کہ:۔

وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ۔ (انفال ۸)

اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیدے گا اور تمہارے لیے ذرا بھی کمی نہ ہو گی۔

یعنی تمہاری حق تلفی نہ ہو گی۔ تمہیں اسکا پورا پورا معاوضہ ملے گا۔

اسلیے خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے روپیہ ضائع نہیں ہوتا۔ بلکہ آخرت میں اس کے اپنے ہی کام آتا ہے۔ یہ روپیہ وہاں جمع ہوتا رہتا ہے۔ اس پر مولا کریم دس سے سات سو تک منافع عطا فرماتے ہیں اور وہ دن بدن بڑھتا رہتا ہے۔ بخلاف اسکے جو دولت انسان محنت و مشقت سے جمع رکھتا ہے اور اسے عزیز از جان سمجھتا ہے۔ وہ بالآخر اسکے کام نہیں آتی۔ کیونکہ وہ بعد وفات ان ورثاء میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ جن کو مرنے والا اپنی زندگی میں ایک پیسہ تک دینے کا روادار نہ تھا۔ اسلیے بہتر ہے کہ انسان اپنی کمائی ہوئی دولت خدمتِ خلق و

Marfat.com

دین پر خرچ کرے تاکہ وہ اسکے اپنے کام آئے۔ وبال جان نہ بن جائے۔ کیونکہ اگر اس نے اللہ کی اس امانت کو اسکی منشاء کے مطابق خرچ نہ کیا۔ تو وہ دوطرح سے وبال جان بن سکتی ہے۔ اولاً اسطرح کہ اگر اس کے ترکہ کا ورثا نے غلط اور ناجائز استعمال کیا تو اسکا خمیازہ بھی مرنے والے کو بھگتنا پڑے گا۔ کیونکہ اسکی جمع کردہ دولت ان کی برائی کا سبب بنی۔ ثانیاً آخرت میں وہ اپنے کئے کی سزا بھگتے گا۔ جس کا قرآن کریم میں متعدد بار مختلف انداز میں ذکر آیا ہے۔ مثلاً:۔

ارشاد باری تعالیٰ

"اور اس کا مال اسکے (ہرگز) کام نہ آئیگا۔ جب عذاب کے گڑھے میں گریگا۔" (الیل ۱۱)

(۲) "جس نے مال سمیٹا اور گن گن کر رکھا (وہ کیا) خیال کرتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے ساتھ رہیگا۔ ہرگز نہیں۔ وہ پھینکا جائے گا۔ اس روندنے والی میں اور تو کیا سمجھا۔ کون ہے روندنے والی؟ وہ ایک آگ ہے۔ اللہ کی سلگائی ہوئی۔ جو جھانک لیتی ہے دل کو۔" (ہمزہ ۱-۷)

(۳) "جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے خزانہ کے طور پر جمع رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ آپ ان کو بڑے دردناک عذاب کی خبر سنا دیں۔ وہ اس دن ہوگا۔ جس دن ان (سونے چاندی) کو اول جہنم کی آگ میں تپایا جائیگا۔ پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پسلیوں اور پشتوں کو داغ دیا جائیگا۔ پھر ان سے کہا جائیگا کہ یہ وہ ہے۔ جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کے رکھا تھا۔ اب اس کا مزہ چکھو۔ جس کو جمع کر کے رکھا تھا[۱]" (توبہ رکوع ۵)

۱؎ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد ضرورت کیلئے جمع کرنے کی اجازت ہے اور زکوٰۃ کے علاوہ مال میں اور حقوق بھی ہیں جنکا ادا کرنا ضروری ہے۔

قرضِ حسنہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے بندوں سے کس قدر محبت فرماتے ہیں
کس اخلاقِ کریمانہ کا مظاہرہ ہے۔ اپنی چیز اپنی عطا اور اپنے
ہی غلام سے خطاب اور کتنی عزت اور اخلاق کے ساتھ فرماتے ہیں:۔

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۙ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ (التغابن ع - ۲)

اگر اللہ کی راہ میں اخلاص و نیک نیتی سے مال خرچ کر کے تم اللہ کو اچھا قرض دو گے تو وہ اس کو تمہارے لئے بڑھاتا رہے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ بڑا قدر دان، بُردبار ظاہر و باطن کو جاننے والا اور زبردست حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی عطا کردہ دولتِ دنیا اپنے غلام و مخلوق سے خود ہی قرض طلب فرماتے ہیں۔ وہ بھی صرف اسی لئے کہ اس میں اضافہ فرما کر لوٹا دیں اور اس کے انعام میں گناہوں کو معاف فرما دے۔

عطاءِ کرم گویا عطاء انعام کا ایک ذریعہ ہے۔ اب یہ تقدیر والوں کا حصّہ ہے جو فائدہ اٹھالے۔ کاش یہ مفت کا انعام حاصل کرنے کی توفیق ہم سب کو ہو۔

خیرات کرنا۔ مالی اور جسمانی دونوں نفل سنت اور واجب و فرض بھی ہے سنت تو ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی سنت ہے۔ فداہ آنحضرت اُمّی و اُبیؐ قرض لے کر بھی ضرورتمند کی حاجت روائی فرمایا کرتے تھے۔ فرض اس لئے کہ اس کا حکم قرآن کریم[۱] میں ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا آیاتِ کریم سے ظاہر ہے۔

[۱] سورۂ حدید کے پہلے رکوع میں اور دوسرے پارہ سیقول کے آخری سے پہلے رکوع میں بھی یہ مضمون ہے اور زیادہ زور سے ارشاد فرمایا گیا ہے۔

Marfat.com

قرآن کریم کا ہر حکم جو مسلمانوں اور مومنوں کیلئے ہے اس کی تعمیل فرض ہے۔ زندگی میں ایک بار درود شریف پڑھنا۔ والدین کی اطاعت و خدمت کرنا نظریں نیچی رکھنا۔ یعنی نامحرم کو نہ دیکھنا۔ عورتوں کو پردہ کرنا۔ لوگوں سے اخلاق سے پیش آنا۔ تجارت میں دیانتداری رکھنا۔ گواہی و شہادت کے لئے تیار رہنا۔ وعدہ کا ایفا کرنا۔ حلال کسب کرنا۔ حرام کمائی سے بچنا وغیرہ۔ یہ سب احکام تعمیل کے لئے فرض کا درجہ رکھتے ہیں۔ خیرات بھی اسی طرح فرض ہے۔

غیر مالی خدمت جسمانی طور پر کسی کی غیر مالی خدمت کرنا مثلاً کسی کو راستہ بتانا کسی کی تیمار داری کرنا کسی کار خیر کے انتظام میں حصہ لینا۔ یا کسی کو مشورہ دینا اور مخلوق کی خدمت کرنا مالی حقوق ادا کرنا ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:۔

ترجمہ:۔ "یعنی قرابت دار کو اس کا حق مالی و غیر مالی دیتے رہنا" (القرآن)

گویا نہ صرف روپیہ پیسہ ہی دینا خیرات کرنا ہے بلکہ غیر مالی حق کے طور پر اخلاق حسنہ اور خدمت بھی لازم ہے اور یہ بھی قرابت داروں کا حق ہے۔ غیر مالی حق یہی خدمت ہے جو بہتر اور اعلیٰ صورت میں اس طرح ہو گی کہ آپ اپنے عزیزوں، دوستوں اور برادری والوں کو دنیاوی خدمت کے ساتھ ساتھ نیکی کی طرف مائل کریں۔ بُرے کاموں کو چھوڑنے کی تلقین کریں۔ اسراف و تبذیر سے بچنے کی رائے دیں اور رسومات اور غیر شرعی حرکات کو ختم کرنے کا مشورہ دیں۔ کوشش اور جدوجہد کریں۔

حق ادا کرنا خواہ بظاہر اس میں کامیابی نہ ہو لیکن کوشش جاری رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ کوشش کرنے والا اپنی ذات میں کامیاب و

کامران ہے۔ کوشش کرتے رہنا ہی حق ادا کرنا ہے۔ نیت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہوتا ہے۔ وہی اجر عطا کرنے والے ہیں۔ جس نے خلوصِ نیت کے ساتھ عمل و کوشش جاری رکھی وہی مراد کو پہنچے گا۔

جس کو دنیاوی دولت یعنی روپیہ کی گنجائش حاصل نہ ہو۔ وہ صرف جسمانی خیرات یعنی خدمت کر کے حق ادا کرے گا۔ لیکن جس شخص کو مال و زر حاصل ہے۔ اس کو دونوں صورتوں میں عمل کرنا ہوگا اور نقد خیرات بھی کرنی ہوگی کہ یہ ہی مفہوم قرآن حکیم کا ہے۔

قبل موت نیک کاموں میں خرچ کرنا یعنی خیرات کرنا اور جلد از جلد کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ:۔

ترجمہ:۔ ہم نے جو کچھ تم کو دیا ہے۔ اس میں سے
اس سے پہلے پہلے (راہِ خدا) میں خرچ کر دو
کہ تم میں سے کسی کی موت آ کھڑی ہو۔

(المنٰفقون ۲۸)

اچھی چیز خیرات کیا چیز کی جائے اور کس کو دی جائے یہ بھی واضح فرما دیا ہے کہ:۔

اپنی کمائی سے ستھری چیزیں خرچ کرو اور تمہارے واسطے زمین سے جو کچھ ہم نے عطا کیا ہے:۔

اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ (بقرہ ۳۴)

اس میں سے بھی ستھری یعنی عمدہ اعلیٰ (حلال) بہترین چیز خیرات کرو۔

Marfat.com

کس کو دو

مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۔ (البقرہ ۲۶)

جو کچھ مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کیلئے قرابت والوں یتیموں محتاجوں اور مسافروں کے لیے خرچ کرو۔

کس طرح دو

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۔ (البقرہ ۳۷)

اگر ظاہر کرکے دو تو اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو پہنچاؤ تو وہ تمہارے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے۔

احسان و ایذا سے بچو

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۔ (البقرہ ۳۶)

احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر خیرات ضائع نہ کرو۔

ریاکاری نہ کرو

كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔ (البقرہ ۳۶)

اور نہ اس شخص کی طرح خیرات ضائع کرو جو لوگوں کو دکھانے کے لیے اپنا مال خرچ کرتا اور اللہ تعالیٰ و روزِ قیامت پر یقین نہیں رکھتا۔

اہمیت

خیرات کی اہمیت واضح ہے۔ خیرات صدقات کے فوائد بے شمار ہیں افسوس ہے کہ ہم اپنے مفاد اور اپنی آخرت کے معاملہ کو چھوڑ کر دنیاوی نام و نمود میں لگ گئے ہیں۔ افسوس "بے شک انسان نقصان میں ہے۔" سورۃ والعصر کا ترجمہ تلاوت کرلیں۔ انسان کا نقصان اور اس نقصان

سے محفوظ رہنے کا طریقہ معلوم ہو جائے گا۔ ہم میں ہزاروں افراد ایسے ہیں جو شادی و بیاہ میں چند روزہ دھوم دھام اور نام و نمود کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ اگر ان خرچ کرنے والوں سے یہ درخواست کی جائے کہ کچھ رقم خیرات کر دیں تو بڑی مشکل سے تیار ہونگے۔ حالانکہ خوشی کے موقعوں پر احسانِ خداوندی کے اظہار اور شکرانے کے طور پر یوں بھی خیرات کرنی لازم ہے۔ پھر صدقہ بھی ضروری ہوتا ہے لیکن اس طرح کی کوئی مد اس خرچ میں نہیں نکلتی۔

اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ ورنہ بظاہر تو بڑی چھوٹی سی بات ہے کہ لاکھوں خرچ کر رہے ہیں۔ اگر چند ہزار یا صرف ایک ہزار راہِ خدا میں خیرات کر دیا جائے تو کیا فرق پڑے گا۔

آداب بہتر ہے کہ خیرات چھپا کر دے۔ اپنے داہنے ہاتھ سے اس طرح دے کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔ صبر و قناعت ہو تو دینے والے کی راہ میں سب کچھ لٹا دے۔ جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا کہ گھر میں جو کچھ بھی تھا، ایک دفعہ سب کچھ لا کر سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لا کر پیش کر دیا۔ جب پوچھا گیا کہ اپنے لئے کیا رکھا ہے تو انتہائی مسرت کے ساتھ فرمایا:۔

اللہ اور اللہ کا رسولؐ

ایسا نہ کر سکے تو اپنی جائز ضروریات سے جو بچے، وہ خیرات کر دے۔ اس کی بھی ہمت نہ ہو تو جس قدر مناسب حال ہو۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ اگر بوجہ مفلسی و تنگدستی کچھ بھی نہ دے سکے تو جس چیز پر قدرت حاصل ہو۔ وہ اللہ کی

Marfat.com

راہ میں خرچ کرے۔ احادیث میں ایسے کام بتلائے گئے ہیں۔ امام غزالیؒ انہیں ایک جگہ نقل فرماتے ہیں،۔

"بیمار کی عیادت کرنا۔ جنازہ کے ساتھ جانا۔ حاجت کے وقت محتاج کی مدد کرنا یعنی کسی مزدور کا بوجھ بٹالینا۔ سہارا دے دینا۔ سعی و سفارش سے کسی کا جائز کام نکلوا دینا۔ نیک بات کہہ دینا۔ ہمت بندھانا۔ ڈھارس دلانا وغیرہ"

بہر حال سائل کو خالی واپس نہ کرے۔ اگر اور کچھ نہ ہو تو روٹی کا ایک ٹکڑہ ہی دیدے۔ یہ بھی نہ ہو تو اسکے حق میں کلمۂ خیر ہی کہہ دے۔ اسے سخت و سست نہ کہے نہ اسے جھڑکے۔ یہ سب باتیں احادیث اور قرآن پاک میں ہیں۔ جو چیز بھی دینا چاہے، سائل کے ہاتھ میں آرام واطمینان سے دے۔ اسکی طرف اسطرح نہ پھینکے۔ جیسے کتے کو لقمہ پھینکا جاتا ہے۔

محلِ خیرات بہتر تلاش کرے۔ والدین۔ اقربا۔ یتیم و مسکین مسافر و فقیر کے علاوہ طالبِ دین۔ پرہیزگار عالم۔ نیک بخت۔ عیالدار اور ایسے لوگ جو حاجت مند ہونے کے باوجود دستِ سوال دراز کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔

مساجد۔ مدارس دینیہ اور امورِ رفاہیہ پر خرچ کرنا افضل ہے۔ ان کے لئے جو کچھ چندہ وغیرہ دینا ہو تو وہ خود پہنچا دیں۔ اور اگر ان کی طرف سے کوئی لینے کے لئے آئے تو اسے جلدی سے دیکر فارغ کر دیں۔ ٹال مٹول نہ کریں۔ اسے چکر نہ کٹوائیں۔ کیونکہ اسے بار بار آنے کی تکلیف کا وبال خیرات کی قدر و قیمت گھٹا دیتا ہے اور مولا کریم کی ناراضی کا موجب بنتا ہے۔ کیونکہ جب اس نے آپ کو سب کچھ از خود دے رکھا ہے تو آپ اس میں سے، اس کے نام پر دیتے وقت کیوں سوچ میں پڑ جاتے ہیں۔

Marfat.com

جسطرح ایک سرمایہ دار روزانہ کچھ نہ کچھ بنک میں جمع کرتے اور زیادہ سے زیادہ سود حاصل کرنے کیلئے حریص رہتاہے۔ اسی طرح آپ کو بھی آخرت کے بنک میں بمد خیر وصداقت ضرور کچھ نہ کچھ جمع کراتے رہنا چاہیئے۔ سرمایہ دار سود خوار تو اپنا سب کچھ یہاں چھوڑ جائیگا اور آخرت میں مفلس وقلاش ہوگا۔ مگر آپ کا تمام اندوختہ ایک سے سات سو گنا تک یا اس سے بھی زیادہ، وہاں پہنچتے ہی ٹریولنگ چیک کی طرح وصول ہو جائیگا۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:-

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ط وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

(المزمل ع ۲)

اور تم لوگ نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ جل شانہٗ کو قرضِ حسنہ دیتے رہو اور جو نیکی تم اپنے لیے ذخیرہ بنا کر آگے بھیج دو گے۔ اس کو اللہ جلشانہٗ کے پاس جا کر، اس سے بہتر اور ثواب میں بڑھا ہوا پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ سے گناہ معاف کراتے رہو۔ بیشک اللہ جل شانہٗ مغفرت کرنیوالا رحم کرنیوالا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عقلِ سلیم عطا فرمائے اور نیک و بد کی تمیز عطا فرمائے اور ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

طبع اوّل ... جنوری ۱۹۷۷ء ... دو ہزار
طبع دوئم ... ستمبر ۱۹۷۷ء ... دو ہزار
گجراتی ترجمہ ... اگست ۱۹۷۷ء ... دو ہزار
بنگالی ترجمہ ... جون ۱۹۷۷ء ... دو ہزار
سندھی ترجمہ زیر طبع ہے۔

(سید پریس ملتان میں چھپا)

Marfat.com

خرابیوں کی جڑ

یہ ہماری سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مسلک سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام خرابیوں کی جڑ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزمودہ فن ہے، جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دنیا میں بھی سربلندی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے ــــــ اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضاجوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی، راستبازی، عدل، انصاف امانت، عفو و درگزر، احسان، مساوات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آز، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اوصاف مذمومہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے ــــــ لیکن اسلام قومی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امتِ شاہد اور امتِ وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں ــــــ حالانکہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغربی مفکرین کی ایک بہت بڑی جماعت نوحہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگانِ تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر تو غور کریں۔ کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیر ملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اس پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں۔

یہ پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں۔

شکریہ

ہمارا اصلاحی تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کر چکا ہے، جو پتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ جو ارباب خیر اپنی طرف سے تبلیغاً یہ لٹریچر خود یا ہماری معرفت چھپوا کر عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ آخرت بن سکتا ہے اور صدقہ جاریہ بھی۔

1. وقت کا تقاضا۔ (شادی بیاہ پر مسرفانہ اور مشرکانہ رسومات کی حقیقت)
2. زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن۔
3. وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام۔
4. مال و دولت کا بہترین مصرف۔
5. نماز کے فضائل اور احکام و مسائل۔
6. ولیمہ مسنونہ کا طریقہ۔
7. عظمت قرآن اور آداب تلاوت۔
8. ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اس کی اہمیت)
9. روزہ ایک اہم روحانی عبادت۔
10. حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

ان رسائل کا گجراتی، سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں، انگریزی اور ہندی ترجمہ کا اہتمام ہو رہا ہے۔
یہ رسائل حسب ضرورت بلا قیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

- ——— ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی
- ——— جمعیت قبلی صدیقی برادری پاکستان ٹھٹائی کمپاؤنڈ ایم اے جناح روڈ کراچی
- ——— عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ) چہلیک ملتان شہر فون نمبر ۲۶۷۵

پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں۔
ہر پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لیے پیش کریں ——— شکریہ

آرٹسٹک پرنٹنگ پریس
شاہراہ رشید، ملتان

Marfat.com

ستر عورت

PUNJAB UNIVERSITY LIBRARY

ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار نمبر ۲ کراچی

صدقہ جاریہ

جب سے ہم نے کتاب و سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، خرافات و فواحشات کو ترجیح دینی شروع کی ہے۔ دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعار و اقدار کی بجائے غیر اسلامی تہذیب کو اپنانا شروع کیا ہے۔ تب سے ہم گوناگوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کمی کی وجہ سے ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے ان کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے ان کا جاننا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمعیۃ دہلی صدیقی برادری (پاکستان) کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تبلیغاً نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں یا ہماری معرفت یہ طبع کرا کر تقسیم کرا سکتے ہیں اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں جس کے لئے سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی ہے کہ :

"اللہ اس آدمی کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یاد کی پھر انہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا جنہوں نے نہ سنی تھی"۔

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت کا پورا انتظام ہے۔ اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد، با آسانی اور بارعایت چھپ سکتے ہیں۔

الملتمس عبدالرحمٰن خان ناظم اعلیٰ عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ۔ چھینکٹ ملتان شہر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ستر عورت

(از محمد منصور الزمان صاحب ۔ کراچی)

سترِ عورت عربی کے الفاظ ہیں ۔ ان کے معنی ہیں پردہ اور چھپانے والی چیز کو ڈھکنا چھپانا ۔ عورت عربی میں پردہ والی چیز کو کہتے ہیں اور یہ لفظ کسی بھی چیز کے پردہ کے لیئے استعمال ہوتا ہے ۔ شرعی اصطلاح میں یہ جسم کے چھپانے والے حصّہ کو کہتے ہیں ۔

حدیث شریف کی دُعا ہے :۔

اَللّٰھُمَّ اُسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا ۔

اے اللہ ! ہماری چھپانے والی چیزوں کو یعنی ہمارے عیوب اور کمزوریوں پر پردہ ڈالدے اور ہماری گھبراہٹ کو دور فرما ۔

عورات النسآء

اردو زبان میں بھی اس لفظ کی ابتدا انہی معنوں میں ہوئی تھی اور عورت پردہ کرنے والی چیز کی حیثیت سے خواتین کے لیئے کہا جاتا تھا ۔ لیکن کثرت استعمال سے یہ لفظ بطور علامت استعمال کیا جانے لگا ۔ جو مخصوص طور پر خواتین کیلیئے استعمال ہونے لگا ۔

خواتین کے لیے عربی میں نساء بولا جاتا ہے ۔ جیساکہ قرآن کریم میں ارشاد ہے :۔

عَلٰی عَوْرَاتِ النِّسَآءِ (نور) عورتوں کے پردہ کی باتیں ۔

اردو میں عورت کا ترجمہ مستورات یا مستورہ بھی ہے ۔ جو مفہوم کے زیادہ قریب ہے ۔ خواتین اس کا ترجمہ نہیں ہے ۔ تاہم مروجہ قاعدہ کے مطابق اردو میں لفظ عورت صرف صنفِ نازک

Marfat.com

کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ خواتین یا خاتون نساء کا ترجمہ ہے۔ اب غور و فکر کی ضرورت ہے کہ جس چیز کو یا جس ہستی کو آپ خود رات دن تقریر و تحریر میں پردہ کرنے والی۔ پردہ میں رہنے والی۔ چھپانے والی چیز کہہ کر پکارتے ہیں۔ اس میں مغرب زدہ عورت پردہ نہیں کرتی۔ گویا،۔

برعکس نام نہند نام زنگی کافور

لطف یہ ہے کہ یہ پردہ میں رہنے کے قابل ہستی تو خود بھی معترف ہے اور خود کو عورت کہتی ہے۔ یعنی تسلیم کرتی ہے کہ وہ پردہ والی چیز ہے۔

ستر کے معنی ستر ڈھکنے اور چھپانے کو کہتے ہیں۔ سترِ عورت کے معنی عام طور پر اردو داں طبقہ عورت کا ستر یعنی عورتوں کا پردہ سمجھتا ہے۔ جبکہ اسکے معنی اور مفہوم مرد و زن دونوں پر حاوی ہیں۔ اس کے معنی ہوئے چھپانے والی چیز کو ڈھکنا اور پردہ کرنا۔

قرآنِ کریم میں پردہ کے احکام مستورات کیلئے نہایت واضح صورت میں ہیں اور اس سلسلہ میں مرد اور خواتین دونوں کیلئے جو ہدایات ہیں۔ وہ یقیناً انسان کے اپنے مفاد کیلئے ہیں۔ اصل میں قرآن کریم کے تمام احکامات غیب پر یقین رکھنے والے مومنوں کے لئے ہیں۔ جو متقی ہوں نماز پڑھتے ہوں۔ صدقات ادا کرتے ہوں۔

اللہ کا ارشاد جیساکہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے۔ جس میں کوئی شبہ نہیں۔ راہ بتلانے والی ہے۔ خدا سے ڈرنے والوں کو۔ وہ خدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں کہ چھپی ہوئی چیزوں پر یقین لاتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں (نیک کاموں میں) اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے۔ اور ان کتابوں

Marfat.com

پر جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ (سورۃ البقرآیات ا تا ۴)
یہاں واضح ہے کہ قرآن کریم یعنی اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے استفادہ وہی حاصل کر سکتا ہے جو غیب پر ایمان رکھتا ہو۔ ایمان والا ہو۔ متقی پرہیز گار ہو۔ متقی کی تعریف مختصر یہ ہے کہ حلال کی روزی کماتا ہو اور فرائض اور سنن کی پابندی کرتا ہو۔

بنیادی چیز

بنیادی چیز ایمان بالغیب ہے۔ اگر یہی چیز حاصل نہیں تو پھر قرآن کریم کی برکات سے محروم رہیگا۔ واضح رہے کہ قرآن کریم کے واضح احکام کے بعد کیوں، کیسے اور کس لئے، کی گنجائش نہیں رہتی۔ یہ احکامات عالیہ قطعی اور پورے طور پر عمل کرنے کیلئے ہیں۔ مخلوق خالق سے۔ غلام مالک سے کسی وضاحت کا طالب ہو تو یہ اسکی اپنی کم عقلی ہے۔ اِلّا اسکے کہ کسی حکم پر زیادہ بہتر طور پر عمل کرنے کے لئے سوال کیا جائے۔ ورنہ اپنی رائے اور مرضی کا کوئی دخل نہیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے تو سوال کرنیکا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اللہ کی لعنت

ابلیس لعین نے سجدہ نہ کرنے کا بہانہ یہی کیا تھا کہ میں آگ سے پیدا کیا گیا اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا ہے، میں اسکو سجدہ کیوں کروں۔ اسکا نتیجہ ظاہر ہے کہ ابد تک کے لئے ملعون قرار پایا۔ وہ بھی ایسا کہ اس پر لعنت بھیجنا کار ثواب ہے۔
یہ تحریر بھی غیب پر ایمان رکھنے والوں کے لئے ہی ہے۔ جو اس نعمت سے محروم ہے۔ اس کیلئے مذہبی تعلیم کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔
قرآن کریم کی ہر آیت ہر حکم ایمان ہے۔ عمل نہ کرنا گناہ ہے۔ لیکن انکار کرنا کفر ہے۔
اس سلسلہ میں ایک مثال پیش ہے۔

Marfat.com

جہالت بعض اجہل صاف کہتے ہیں ہم جنوں کے قائل نہیں۔ جس شخص نے قصد
ایسا کہا، اس نے احکام قرآنی کی نفی کی اور یہ کفر ہے۔ قرآن کریم میں
واضح ارشاد ہے کہ جن بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ ان کے نام سے سورہ جن قرآن کریم
میں موجود ہے۔ اسکے علاوہ متعدد بار انسان کے ساتھ جنوں کا ذکر آیا ہے۔ جب قرآن
کریم نے واضح کردیا کہ یہ مخلوق ہے تو ایمان والوں کو تسلیم کرنا فرض ہے۔

یہ ایک مثال ہے۔ اسی طرح زندگی کے ہر شعبہ پر محیط قوانین اور احکامات
وضاحت کے ساتھ آئے ہیں اور کسی بھی حکم کو تسلیم نہ کرنا بغاوت ہے۔

قانونِ قرآن انسانی زندگی کا کوئی شعبہ اور گوشہ باقی نہیں کہ جسکا ذکر قرآن
شریف میں نہ ہو۔ انسانی پیدائش کسطرح ہوتی ہے۔ کس چیز سے
نطفہ قرار پاتا ہے۔ پیدا ہونے کے بعد رضاعت کا عرصہ کیا ہے۔ بلوغت کے مسائل
کیا ہیں۔ لباس۔ خوراک۔ حلال کی روزی۔ حرام کی کمائی۔ نکاح۔ طلاق۔ عدّت
وراثت اور تقسیم میراث۔ تجارت۔ عبادت۔ غرض کہ پوری زندگی کے قوانین اور
پوری تہذیب قرآن کریم میں موجود ہے۔

اس کے ساتھ ہی آخرت والی زندگی قبر وحشر کے مسائل بھی واضح ہیں۔ جنّت
اور جہنم کی تفصیل بھی ظاہر کی گئی ہے۔ مزید وضاحت کے لئے سنت ہے کہ جس پر عمل
پیرا ہو کر فلاح دارین حاصل ہو سکتی ہے۔

مقصد مقصد ایک مکمل انسان اور ایک ایماندار معاشرہ کا وجود عمل میں لانا ہے
ایمان بالغیب حاصل ہو تو فائدہ یقینی ہوگا۔ یہ قرآن کا وعدہ ہے۔ اسی
طبقہ سے یعنی غیب پر ایمان رکھنے والوں سے یہ التماس ہے کہ قرآن کریم میں پردہ
اور ستر عورت کے احکامات اسی لئے ہیں کہ ان پر عمل کیا جائے۔

Marfat.com

مرد کا ستر قرآنِ کریم کے احکامات سے قبل سترِ عورت کی وضاحت ضروری ہے اور اس میں معاشرتی طور پر جو غلطیاں ہوتی ہیں۔ انکی نشاندہی لازمی ہے۔ مرد کیلئے ناف کے نشان سے گھٹنے کے نیچے والی ہڈی تک جسم چھپانا فرض ہے۔ ناف کا نشان بھی پردہ میں رہنا ضروری ہے۔

جسم کا یہ حصّہ مردوں اور عورتوں دونوں سے پوشیدہ رکھنا لازم ہے۔ کوئی ایسا لباس مثلاً نیکر۔ جانگیہ۔ نہانے کا لباس جس میں جسم کا یہ حصّہ کھلا ہو مرد کو پہنکر لوگوں کے سامنے آنا حرام ہے۔ ایسی حالت میں جو کام بھی کریگا وہ غلط ہوگا۔ بعض لوگ عادتاً تہمد کو گھٹنوں سے اوپر تک ہٹا کر کام کرتے ہیں۔ یہ فعل صرف ناواقفیت کی بنا پر سرزد ہوتا ہے۔ لیکن اسکا گناہ اپنی جگہ ہے۔ اکثر لوگ تہمد یا شلوار ناف کے نیچے باندھتے ہیں۔ کُرتہ پہنے ہوئے تو یہ درست ہے۔ لیکن اپنے گھر میں آرام کے وقت اگر کُرتہ اتار دیا تو ستر کھل جائے گا۔ اس حالت میں کسی کے بھی سامنے آنا حرام ہے۔ خواہ بیٹا بیٹی یا کوئی دوست ہو۔ جسم کا یہ حصہ سب سے پوشیدہ اور پردہ میں رہنا ضروری ہے۔ (بیوی کے علاوہ)

حاجی صاحبان اسی غلط عادت کا نتیجہ یہ ہے کہ احرام پوش حاجی بھی احرام کی چادر ناف سے نیچے باندھ لیتے ہیں۔ چونکہ اوپر بھی احرام کی چادر ہوتی ہے۔ جو اکثر و بیشتر پورے جسم پر حاوی نہیں رہتی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ستر کھل جاتا ہے اور اسطرح حرام کام کرتے ہوئے مسلسل گناہ ہوتا ہے۔

ناف کے نیچے کا حصہ کھلا ہو تو نماز اور طواف سب کچھ غلط ہوگا بلکہ اس حالت میں مسجد یا حرم شریف میں داخل ہونا ہی حرام ہے۔ ذرا غور فرمایئے۔ کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ مسئلہ سے ناواقفیت کس درجہ گناہ کا موجب اور عتاب کا سزاوار بنا رہی ہے۔ بیت اللہ شریف کا طواف اور ستر کھلا ہو۔ اللہ رب العزت کے گھر کا طواف اور

Marfat.com

برہنہ ہوکر۔ جاہلیت کا زمانہ واپس آگیا۔ معاذ اللہ۔

دنیا بھر میں یہ صورت کچھ پاکستان کے حجاج پر ہی ختم نہیں بلکہ عرب اور افریقہ کے لوگ بھی اس عادت بد میں مبتلا ہیں۔ احرام کی حالت میں تو یا چادر اسقدر اوپر اٹھا لیتے ہیں کہ گھٹنا اور ران تک کھل جاتی ہے۔

بعض عربی ممالک کے مرد وزن لمبے کرتے پہنے ہوئے حرم شریف میں لیٹے ہوتے بے خیالی میں پیر اٹھا لیتے ہیں تو انکا ستر کھل جاتا ہے۔ کیونکہ تہذیب جدید نے دنیا بھر کے لوگوں کو برہنہ کر دیا ہے۔ اس لمبے کرتے کے نیچے پاجامہ نہیں ہوتا صرف انڈر ڈیر ہوتا ہے۔

بعض عرب خواتین کے کرتے ان کی پنڈلیوں تک ہوتے ہیں جو ستر عورت کے خلاف ہے۔ یہ بھی حرام ہے۔

بہرحال یہ تحریر اپنے ہم وطن بھائیوں کیلئے ہے۔ اسلئے ہم اپنا ہی ذکر کریں گے شریعت مطہرہ نے ناف سے گھٹنے تک مرد کے لئے ستر عورت قرار دیا ہے۔ اس کو ہر حال میں پوشیدہ رکھنا ضروری ہے۔

بیماری اور علاج یا کسی بھی ضرورت شدیدہ کے تحت کسی معالج اور تیماردار کو جسم کا یہ حصہ دکھایا جا سکتا ہے۔ لیکن عادتاً ایسا کرنا حرام ہے۔

صرف میاں بیوی ایک دوسرے کے ستر کو دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ خود ایک دوسرے کا لباس ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی شرمگاہ پر نظر نہ کریں۔ اگرچہ جائز ہے۔

خواتین کا ستر خواتین کا ستر انکا تمام جسم ہے۔ چہرہ دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کھل سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام جسم اور سر ستر میں شامل

Marfat.com

ہے۔ ٹھوڑی کے نیچے حلقوم سے لیکر ٹخنوں تک جسم کا پوشیدہ رکھنا ضروری ہے۔
قرآن کی رو سے سترِ عورت فرض ہے۔ غیر ساتر لباس پہن کر نماز بھی نہیں ہوتی اور یہی اصل میں اس تحریر کا مقصد ہے۔
ایسا لباس جو سترِ عورت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ عبادت کے مقصد کو ختم کر دیتا ہے۔
بے پردہ خواتین کا ذکر یا نیم برہنہ لباس پہن کر بازاروں میں گھومنے والی تتلیوں کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ نماز اور روزہ رکھنے والی، تلاوت اور ذکر کرنے والی خواتین کا مسئلہ ہے۔ کیا وہ جانتی ہیں کہ انکا لباس سترِ عورت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے یا نہیں؟
یاد رکھئے کہ گریبان کھلا ہو یا فیشن والا لباس جس میں گردن یعنی پشت پر کھلا ہو یا نصف کلائی والی قمیص پہن کر نماز نہیں ہوتی۔
دوپٹہ اگر باریک ہے اور سر کے بال نظر آتے ہیں تو اس سے بھی نماز نہیں ہوگی۔
لباس اسقدر چسپت ہے کہ جسم کے خطوط واضح ہوتے ہوں یا باریک لباس ہو اور جسم جھلکتا ہو تو نماز اور تلاوت سب ممنوع و حرام ہے۔ کیونکہ یہ لباس ستر کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا اور یہ مثل برہنہ ہونے کے ہے۔ ایسی حالت میں قریبی عزیز مرد کے سامنے بھی نہیں آنا چاہیئے۔ دیور[1] اور جیٹھ یعنی شوہر کے بھائی اور اپنے رشتہ کنبہ کے بھائی چچا۔

---

[1] دیور ہندی کا لفظ ہے۔ جس کے معنی دوسرا شوہر ہے۔ یہ لفظ متروک ہونا چاہیئے۔ اس کا استعمال ہندی تہذیب کی علامت ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں میں ایک عورت کے کئی خاوند ہوتے ہیں۔ جو سگے بھائی ہوتے ہیں۔ یہ انتہائی ذلیل اور فحش رواج دیہاتوں اور پہاڑی علاقوں میں مروج ہے۔ ہندی تہذیب بیاہ شادی کی رسومات میں در آئی ہے۔ اسی کا نتیجہ لفظ دیور کا استعمال ہے۔

Marfat.com

تایا ۔ ماموں اور خالہ کے بیٹے ۔ سب اس میں شامل ہیں ۔ ان سب سے پردہ لازم ہے
چست لباس یا باریک کپڑے کی قمیض کرتے شلوار وغیرہ ۔ سب برہنگی کے حکم میں ہیں ۔

ناف سے گھٹنوں تک کا جسم عورت دوسری عورت کو بھی نہیں دکھا سکتی ۔ یعنی یہ بھی پردہ ہے ۔ مستورات باہمی پردہ کریں ۔ سوائے اس صورت کے جو زچگی ۔ بیماری اور علالت میں ضروری ہو ۔

فیشن ایبل برقعے یا ایسے کام دار برقعے کہ جو پردہ کی بجائے خود اشتہار معلوم ہوتے ہیں ، استعمال نہیں کرنے چاہئیں ۔ کیونکہ ان پر نگاہ خاص طور پر اٹھتی ہے ۔ اور اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے ۔

جنگل کا قانون

آج جو تہذیب نام نہاد متمدن ممالک سے آ رہی ہے اور جس کے حصول میں مشرقی ممالک کوشاں ہیں ، یہ تہذیب ایام جاہلیت سے بھی زیادہ بلکہ ابتدائے آفرینش کی جنگلی تہذیب کے مصداق ہے ۔ ایام جاہلیت میں پردہ اور ستر کا مفہوم ہی نہیں تھا ۔ مرد ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہو جاتے تھے ۔ بلکہ مستورات طوافِ کعبہ کے وقت برہنہ ہو کر طواف کرتی تھیں ۔

جنگلی تہذیب اس سے بھی بڑھ کر ہے ۔ برہنگی تو عیب ہی نہیں ، قانونِ ازدواج کا بھی رواج نہیں تھا ۔ بلکہ جنگلی جانوروں کی طرح زندگی گذرتی تھی ۔

یہی تہذیب اب ماڈرن بنکر آئی ہے ۔ برہنگی حسن سمجھی جاتی ہے ۔ ایام جاہلیت میں دس بیس پچاس عورت مرد برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے ۔ یہ الگ بات ہے کہ جہالت کے سبب غلط کام کرتے اور غلط طریقہ سے ثواب کے امیدوار تھے ۔ لیکن آجکل تہذیب جدید کے پیرو ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ساحل سمندر پر نیم برہنہ ہو کر غسل کرتے ہیں ۔ جنکے فوٹو اور فلمیں دنیا میں دکھائی جاتی ہیں ۔

Marfat.com

ہر ملک میں یہی حالت ہے۔ پاکستان، ہندوستان اور عرب ممالک سب ہی اس میں شامل ہیں۔ اگرچہ پاکستان میں یورپین یا غیر مسلموں کی ٹولیاں ہی ساحل پر نہانے کے لباس میں نظر آتی ہیں۔ تاہم کوئی مسلمان بھی شامل ہو اسکا احتمال ہے۔ یورپ میں برہنہ کلب قائم ہیں۔ جس میں مرد و زن، بیٹی باپ کے سامنے اور ماں بیٹے کے سامنے برہنہ ہو کر غسل آفتابی کرتے ہیں اور یہ وحشیانہ فعل عین تہذیب ہے۔ کلب اور ہوٹلوں میں سینہ بہ سینہ رقص ہوتا ہے۔ یہ لعنت ہمارے وطن میں بھی ہے۔ یہ سب کیا ہے۔ کس تہذیب کا پرتو ہے۔ ظاہر ہے صرف جنگلی تہذیب ہی اسکی اصل ہے۔

شیطان شیطان کو یوم حساب تک مہلت دی گئی ہے۔ اس لعین نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ میں تیرے بندوں کو بہکاؤنگا اور خدا کے احکام کی خلاف ورزی پر آمادہ کرونگا۔ اسلیئے یہ سب کچھ اسکے مطابق ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی بشارت خداوندی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنکو دوست رکھتا ہے۔ وہ اس لعین کے دھوکہ میں نہیں آئینگے۔ نیکی اور بدی امر معروف اور منکرات ہمیشہ سے ہیں۔ ہمیشہ رہیں گے۔ آخر یوم حساب آئے گا۔ اور اس کا فیصلہ ہو گا۔ اس فیصلہ کے دن سے قبل زندگی مستعار کی یہ مہلت اسی لئے ہے کہ ہم اپنا فیصلہ خود کرلیں اور اپنا شمار جس گروہ میں کرانا چاہتے ہوں، اپنے اعمال سے ثابت کردیں۔

فیصلہ اب یہ فیصلہ کرنا ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم کس گروہ میں شامل ہوں، ایک طرف اخلاق و شرافت کے ساتھ حمیّت اور ایمان ہے۔ جسکی تعلیم کیلئے قرآن اور مثال کیلئے سنت ہے۔ جسکا انعام اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق جنت ہے اور غیر فانی زندگی کا مستقل آرام ہے۔ دوسری جانب بداخلاقی اور بے حیائی کے ساتھ بے غیرتی اور ایمان فروشی ہے۔ جس کی تعلیم کے لئے شیطان اور اس کی مثال یورپین تہذیب ہے۔ جس کا انجام

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق جہنم ہے اور غیر فانی زندگی کا مستقل عذاب ہے
اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم عطا فرمائے اور ہمیں صرف مسلمان نہ بنائے بلکہ حقیقی مسلمان اور مومن بنائے۔ نام کے ساتھ کام والا مومن بنائے اور شیطان لعین سے محفوظ فرمائے اور ہم سب کو صلحاء اور اتقیاء کے گروہ میں شامل فرمائے۔ آمین۔

اسلام کا قانون جاہلیت کے دور کے خاتمہ پر اہل عرب جو برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے۔ کس درجہ متمدن اور باشعور ہو گئے۔ اسکا اندازہ حضور اکرم محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات عالیہ سے ہو سکتا ہے۔ یہ احادیث شریفہ حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔

اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ سے جہالت کو نیست و نابود کر دیا اور وہی صحرائی بادیہ نشین بدو جو کسی شعبہ میں بھی انسانی صفات میں کامل نہیں تھے۔ اس درجہ تہذیب یافتہ اور باحیا ہو گئے کہ آج چودہ سو برس کے بعد بھی حیاء و انسانیت کا یہ معیار دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کر سکی۔ اس کا معمولی پرتو وہ دیندار مسلمان ہیں جو آج بھی اس تہذیب پر کاربند ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان جو تہذیب کے داعی اور وارث ہیں۔ آج اپنی تہذیب کو فراموش کر کے یورپ و امریکہ سے عریانی اور فحاشی سیکھ کر خود کو متمدن قرار دیتے ہیں۔ یہ اسی تعلیم سے بے بہرہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ اصل میں تو جنگلی تہذیب کسی طور بھی قابلِ تقلید نہیں۔

احادیث شریفہ سترِ عورت کے لئے احادیث ملاحظہ فرمائیے:۔

۱۔ ملعون ہے وہ جو اپنے بھائی کے ستر پر نظر ڈالے (احکام القرآن)

۲۔ کوئی مرد کسی مرد کو اور کوئی عورت کسی عورت کو برہنہ نہ دیکھے۔ (مسلم)

Marfat.com

۳۔ خدا کی قسم میں آسمان سے پھینکا جاؤں اور میرے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ یہ میرے لئے زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ میں کسی کے پوشیدہ مقام کو دیکھوں یا کوئی میرے پوشیدہ مقام کو دیکھے۔ (المبسوط)

۴۔ خبردار کبھی برہنہ نہ رہو۔ کیونکہ وہ تمہارے ساتھ ہے جو تم سے کبھی جدا نہیں ہوتا سوائے قضائے حاجت اور مباشرت کے وقت کے۔ (ترمذی)

۵۔ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو اسوقت بھی ستر ڈھانکے اور گدھوں کی طرح سے بالکل ننگا نہ ہو جائے۔ (اسوقت بھی جسم پر کرتہ بنیان وغیرہ رہنا چاہیئے۔ سرتاپا برہنہ ہونا گدھے کی مثال ہے) (ابن ماجہ)

۶۔ جو کچھ گھٹنے کے اوپر ہے۔ وہ چھپانے کے لائق ہے۔ اور جو کچھ ناف کے نیچے ہے وہ چھپانے کے لائق ہے۔ (دار قطنی)

۷۔ مرد کے لئے ناف سے گھٹنے تک کا حصہ چھپانے کے لائق ہے۔ (المبسوط)

۸۔ اپنی ران کسی کے سامنے نہ کھول اور نہ کسی زندہ شخص یا مردہ شخص کی ران پر نظر ڈال۔ (تفسیر کبیر)

۹۔ اپنے ستر کی حفاظت کرو۔ بجز اپنی بیویوں کے۔ اور (جہاد میں حاصل شدہ) ان لونڈیوں کے جو تمہارے تصرف میں ہوں۔ (احکام القرآن)

حاصل کلام مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے۔ جس کا پردہ ہر حال میں واجب ہے۔ اس کا کھلا رکھنا سخت گناہ اور اس حالت میں نماز۔ طواف۔ تلاوت وغیرہ کوئی عبادت ممکن نہیں ہے اور یہ حصہ ہر حالت میں پوشیدہ رکھنا لازم ہے۔

مسئلہ نماز کے لئے یہ صورت ہے کہ کسی شخص کے پاس کوئی کپڑا، لباس نہیں ہے اور ایسی مجبوری کی حالت ہے کہ کسی سے مانگ بھی نہیں

Marfat.com

سکتا۔ مثلاً جنگل، صحرا وغیرہ میں ایسی حالت میں یہ اجازت ہے کہ ستر کھلا رہنے کی حالت میں بھی نماز ادا کرلے اور احتیاط یہ کرے کہ کسی پردہ کی جگہ یا آڑ میں نماز ادا کرے نماز کسی حالت میں معاف نہیں ہے۔ جیساکہ وضو کے لئے تیمم ہے۔ یعنی اگر وضو نہ ہو سکے تو تیمم کرلے۔ بیٹھ کر ادا کرے۔ لیٹ کر ادا کرے یا اشاروں سے ادا کرنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح ستر کے معاملہ میں بھی رعایت ہے۔ یہ رعایت صرف فرض نماز کے لئے ہے۔

خواتین کا ستر مستورات کے لئے ستر کی پابندی مردوں سے زیادہ ہے۔ اس سلسلہ میں احادیث شریفہ میں جو ہدایات ہیں۔ اس میں سے چند درج ذیل ہیں :۔

احادیث شریفہ ۱۔ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو۔ جائز نہیں کہ وہ اپنا ہاتھ اس سے زیادہ کھولے۔ یہ فرما کر آپ نے اپنی کلائی کے نصف حصّہ پر ہاتھ رکھا۔ (ابن جریر)

۲۔ جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آنا چاہیئے۔ سوائے چہرہ اور کلائی کے جوڑ تک ہاتھ کے (یعنی صرف ہتھیلیاں)

۳۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے بھتیجے عبداللہ بن الطفیل کے سامنے زینت کے ساتھ آئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ناپسند فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! یہ تو میرا بھتیجا ہے۔ حضور فدائے امی ابی نے ارشاد فرمایا۔ جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنے جسم میں سے کچھ ظاہر کرے۔ سوائے چہرہ کے اور سوائے اس کے۔ یہ فرما کر آپ نے اپنی کلائی پر اسطرح ہاتھ رکھا کہ آپ کی

Marfat.com

گرفت کے مقام اور ہتھیلی کے درمیان صرف ایک مٹھی بھر جگہ باقی تھی۔ (ابن جریر)

۴۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی صاحبزادی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی بڑی بہن تھیں۔ ایک مرتبہ باریک لباس پہنکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضورؐ نے نظر پھیر لی اور فرمایا "اے اسماء عورت جب بالغ ہو جائے تو درست نہیں کہ اسکے جسم میں سے کچھ دیکھا جائے۔ بجز اس کے یہ فرماکر آپ نے اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔" (تکملہ فتح القدیر)

۵۔ اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو لباس پہنکر بھی ننگی کی ننگی رہتی ہیں۔ (حدیث)

وضاحت

حفصہ بنت عبدالرحمٰن حضرت صدیقہ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو باریک ڈوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں۔ حضرت ام المومنینؓ نے اسکو پھاڑ دیا اور ایک موٹا دوپٹہ ان پر ڈال دیا۔ (موطا امام مالکؒ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اپنی بیویوں کو ایسے کپڑے نہ پہناؤ جو جسم پر اسطرح چست ہوں کہ سارے جسم کی ہیئت نمایاں ہو جائے۔ (المبسوط)

قرآن پاک میں پردہ

قرآن پاک میں پردہ کے احکام سورہ النور اور سورہ احزاب میں ہیں۔ ترجمہ تلاوت فرمایئے :-

"اے نبی ! مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کریں۔ یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزگی کا طریقہ ہے۔ یقیناً" اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور مومن عورتوں سے کہو کہ نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ سوائے اس زینت کے جو خود ظاہر ہو جائے۔ اور وہ اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے

بکّل مار لیا کریں۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ مگر ان لوگوں کے سامنے شوہر۔ باپ۔ خسر۔ بیٹے۔ سوتیلے بیٹے۔ بھائی بھتیجے۔ بھانجے۔ اپنی عورتیں۔ اپنے غلام۔ وہ مرد خدمتگار جو عورتوں سے کچھ مطلب نہیں رکھتے وہ لڑکے جو ابھی عورتوں کی پردہ کی باتوں سے آگاہ نہیں ہوئے ہیں۔ (نیز ان کو حکم دو کہ) وہ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر اسطرح نہ مارتی چلیں کہ جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہے۔ (آواز کے ذریعہ) اس کا اظہار ہو۔"

(سورۃ النور ۳۱-۳۲)

مفہوم ان آیات میں نگاہ نیچی رکھنے یعنی تاک جھانک اور غیر محرم کو دیکھنے سے روکا گیا ہے کہ یہی فساد کی جڑ ہے۔ زینت کے اظہار کی ممانعت فرمائی ہے۔ یعنی زیور اور خوشنما لباس پہنکر بناؤ سنگھار کر کے غیر محرم عزیزوں کے سامنے بھی نہ آئیں۔ جس کے سامنے آنے کی اجازت ہے۔ اسکی تفصیل بھی ظاہر فرما دی ہے۔ واضح رہے کہ یہ صرف اظہار زینت کی اجازت ہے۔ ستر عورت اپنی جگہ ہے۔ وہ پابندی شوہر کے علاوہ سب کے لیئے ہے۔

ایک حکم یہ ہے کہ اوڑھنیوں کے بکّل مار لیا کرو۔ یعنی سر سے دوپٹہ اوڑھکر سینہ اور پیٹ چھپاتے ہوئے بغل میں دبا لیا جائے۔ تاکہ جسمانی خطوط واضح نہ ہوں۔ موجودہ زمانہ کا وی شیپ جس کو گلفا دوپٹہ کہا جاتا ہے، اصل میں سنگل پٹہ بھی نہیں ہے۔ دراصل جاہلیت میں مشرک عورتیں دوپٹہ سر پر اوڑھکر پشت پر ڈال لیا کرتی تھیں جس سے ان کا سینہ و پیٹ نمایاں رہتا تھا۔

اسلام نے دوپٹہ اوڑھنے کا یہ طریقہ تعلیم کیا۔ ظاہر ہے کہ شرم و حیا کے مطابق یہی طریقہ ہے۔ ایک حکم یہ ہے کہ پیروں کے زیور مثلاً پازیب یا جھانجن کی آواز نہ ہو۔

Marfat.com

اسطرح چلو کہ زیور نہ بجیں کیونکہ اس آواز سے بھی نامحرم متوجہ ہو سکتے ہیں۔

اپنی عورتوں سے مراد رشتہ دار اور واقف کار عورتیں ہیں۔ غیر مذہب والی عورت اور مشکوک چلن والی عورتیں اور ایسی عورتیں جو بے پردہ پھرتی ہوں اور مردوں سے خلط ملط رکھتی ہوں۔ اگر مشکوک ہوں تو ان سے بھی زینت چھپانے کا حکم ہے۔ یہ احتیاط ہے۔ فی زمانہ جس کو کٹنی اور دلالہ کہا جاتا ہے۔ اسطرح کی عورتوں کو بھی زینت اور سنگھار نہیں دکھانا چاہیئے۔

۲۷ " اے نبی کی بیبیوں۔ تم کچھ عام عورتوں کی طرح تو نہیں ہو۔ اگر تمہیں پرہیز گاری منظور ہے تو دبی زبان سے بات نہ کرو کہ جس شخص کے دل میں کوئی خرابی ہے۔ وہ تم سے کچھ توقعات وابستہ کر بیٹھے۔ بات سیدھی سادی طرح کرو اور اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو اور اگلے زمانۂ جاہلیت کے سے بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔" (الاحزاب ۲۲-۲۲)

مفہوم یہ حکم بظاہر امہات المومنینؓ کے لیے ہے لیکن حقیقتاً سب کے لئے ہے۔ یوں بھی امہات المومنینؓ کی نقل اصل ایمان ہے کہ یہ عین اسلام کے مطابق عمل پیرا تھیں۔ پہلا حکم ہے کہ کسی غیر مرد سے مجبوراً بات کرنا ہو یا نامحرم عزیزوں سے گفتگو ہو۔ جس میں عم زاد، خالہ زاد اور دیگر زادگان شامل ہیں تو ان سے میٹھی میٹھی باتیں نہ کرو بلکہ صاف کھلی اور کسی حد تک تلخ محسوس ہونے والا لہجہ اختیار کرو صرف اسلئے کہ وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ دوسرا حکم ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ گھر سے باہر نہ نکلو کہ اس میں بے احتیاطی ممکن ہے اور اگر ضرورت شدیدہ کے تحت نکلنا پڑے تو بناؤ سنگھار کا اظہار ہرگز نہ کرو اور جب نکلو تو پردہ کے تمام واجبات پورے کرو۔

Marfat.com

۳ــ "اے نبی! اپنی بیویں۔ بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں۔ اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پہچانی جائیں گی اور ان کو ستایا نہ جائے گا۔" (الاحزاب۔۵۹)

مفہوم یعنی اگر مسلمان عورتیں پردہ کی پابندی کے ساتھ گھروں سے باہر آئیں گی تو دیکھنے والے پردہ کی وجہ سے ان کو مسلمان شریف خاندان کا سمجھیں گے اور ان سے تعرض نہ کریں گے اور یہ دھوکہ نہیں ہوگا کہ کوئی مشکوک چلن کی عورت ہے۔

خاتمہ کلام اس مضمون میں مومن اور اللہ سے ڈرنے والی اور غیب پر یقین رکھنے والیوں سے خطاب ہے۔ جو مسئلہ سے ناواقفیت کی بنا پر غلطی کرتی ہیں۔ اسطرح ممکن ہے۔ صحیح مسئلہ کا علم ہوکر اصلاح ہو جائے۔ ورنہ بے پردہ خواتین اور اسلام سے بے بہرہ مرد اور خواتین اس سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو بنیادی طور پر یقین ہی نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

پہلا ایڈیشن ۱۹۷۷ء ــــــــــــ ۲۰۰۰

دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۷ء ــــــــــــ ۲۰۰۰

گجراتی ایڈیشن ۱۹۷۷ء ــــــــــــ ۲۰۰۰

سندھی ایڈیشن ــــــــــــ زیر طبع ہے۔

نوٹ:۔ جو افراد یا ادارہ اس صدقہ جاریہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ یا ایصالِ ثواب کرنا چاہتے ہیں۔ وہ خود یا ہماری معرفت اسکی اشاعت کر سکتے ہیں۔

(سید پریس ملتان میں چھپا)

خرابیوں کی جڑ

یہ ہماری سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مت سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی اندازِ فکر ہماری تمام خرابیوں کی جڑ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزمودہ فن ہے جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دُنیا میں بھی سربلندی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے ——— اور ہمارے لئے ہر عمل اگر خدا کی رضاجوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی، راستبازی، عدل و انصاف، امانت، عفو و درگزر، احسان، مساوات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آز، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اوصاف مذمومہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے ——— لیکن اسلام قومی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدِباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امتِ شاہد اور امتِ وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں ——— حالانکہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغربی مفکرین کی ایک بہت بڑی جماعت نوحہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگانِ تہذیبِ مغرب کم از کم اس بات پر تو غور کریں۔ کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیرملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اسے خود پڑھنے کے بعد دوسروں کو بھی پڑھائیں (شکریہ)

آرٹسٹک پرنٹنگ پریس
شاہراہ ... ملتان

Marfat.com

ہمارا اصلاحی و تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دلچسپ لٹریچر شائع کر
جو پتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ جو اصحاب خیر اپنی طرف سے تبلیغاً یہ لٹریچر خرید کر یا ہماری معر
عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین مصرف یا آخرت بن سکتا
صدقہ جاریہ بھی۔

۱۔ وقت کا تقاضا۔ (شادی بیاہ پر مسرفانہ اور مشرکانہ رسومات کی حقیقت)
۲۔ زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن۔
۳۔ وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام۔
۴۔ مال و دولت کا بہترین مصرف۔
۵۔ نماز کے فضائل اور احکام و مسائل۔
۶۔ دعاء مسنونہ کا طریقہ۔
۷۔ عظمت قرآن اور آداب تلاوت۔
۸۔ ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اس کی اہمیت)
۹۔ روزہ ایک اہم روحانی عبادت۔
۱۰ حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

ان رسائل کا گجراتی، سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں، انگریزی اور ہندی ترجمہ کا اہتمام ہو رہا ہے
یہ رسائل حسب ضرورت بلاقیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں

- ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی
- جمعیت فہلی صدیقی برادری پاکستان عثمانی کمپاؤنڈ ایم اے جناح روڈ کراچی
- عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ) چہیک ملتان شہر فون نمبر ۲۹۵

اس پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں۔
نیز ہر پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے
پیش کریں۔
شکریہ

مشرک پرنٹنگ پریس

نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد … مدد نہ کرو۔ القرآن

روزہ ایک اہم روحانی عبادت

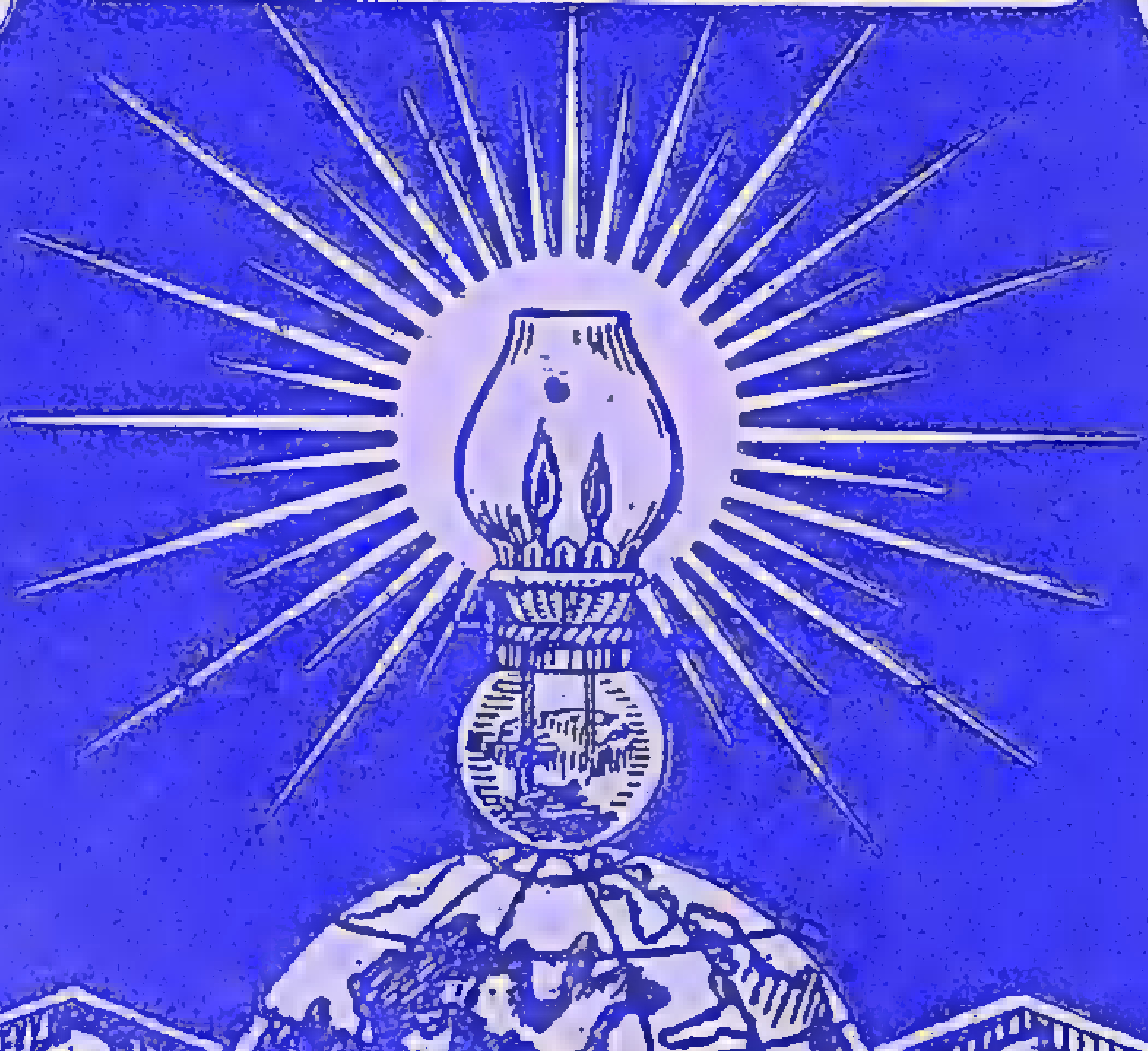

ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی

ایڈیشن ۱۰۰۰   تعداد

Marfat.com

صدقہ جاریہ

جب سے ہم نے کتاب و سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، خرافات و فواحشات کو ترجیح دینی شروع کی ہے۔ دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات، معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعائر و اقدار کی بجائے غیر اسلامی تہذیب کو اپنانا شروع کیا ہے۔ تب سے ہم گوناگوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کمی کی وجہ سے ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے ان کا جاننا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمعیۃ و صدیقی برادری (پاکستان) کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تبلیغاً نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں۔ یا ہماری معرفت یہ طبع کرا کر تقسیم کر سکتے ہیں اور اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں۔ جس کے لئے سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی ہے کہ:

"اللہ اس آدمی کو ترو تازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یاد کی
پھر انہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا۔ جنہوں نے نہ سنی تھی"۔

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت کا پورا انتظام ہے۔ اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد، بآسانی اور بارعایت چھپ سکتے ہیں۔

منشی عبدالرحمٰن خان ناظم اعلیٰ عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ۔ جھنگ ملتان شہر

شَہرُ رمضان

(از الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدیقی۔ صدر جمیعتہ دہلی صدیقی برادری (پاکستان) کراچی)

سب تعریف اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہے۔ ساری بزرگی اور بڑائی اسی کے لئے ہے جو کائنات کا خالق اور مخلوق کا پالنے والا ہے۔ اللہ کریم نے اپنے بندوں پر جو عنایات فرمائی ہیں۔ ان میں ایک اعلیٰ اور بہترین نعمت رمضان المبارک کا روزہ ہے۔ رمضان المبارک کے روزوں کا صلہ و انعام اس قدر خاص ہے کہ وہ باری تعالیٰ شانہٗ خود یوم حساب کو عطا فرمائیں گے۔

مبارک باد کے مستحق ہیں وہ مسلمان کہ جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک بار پھر رمضان المبارک کے روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

فضیلت رمضان المبارک کی فضیلت یہ بھی ہے کہ اس ماہ مبارک میں قرآن کریم کا نزول ہوا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ۔ (البقرہ ۲)

رمضان کے مہینہ میں قرآن بھیجا گیا۔

رمضان المبارک کے شب و روز تزکیۂ نفس اور باطنی و قلبی صفائی کے لئے انسان کی بنیادی ضروریات کا جز ہیں۔ رمضان کے شب و روز اگر بنیادی اسلامی تعلیم کے مطابق گذارے جائیں تو اس کا اثر تمام سال باقی رہتا ہے۔ روزہ عام انسانی صحت کے لئے بھی ضروری ہے۔

Marfat.com

روزہ روزہ صرف کھانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں بلکہ ہر اس برائی سے بچنے کا نام ہے۔ جو عام دنوں میں احتیاط نہ کرنے سے عادت بن جاتی ہے اور بعض اوقات اس درجہ پختہ ہو جاتی ہے کہ فطرت ثانیہ معلوم ہوتی ہے۔ گیارہ ماہ کی بری عادتوں کا اور ہالنگ اس مہینہ میں ہوتا ہے۔ روزہ آنکھ کان، ہاتھ پیر اور زبان کا بھی ہے۔ نامحرم کی جانب تکنا دیکھنا۔ کانوں سے غیبت کا سننا یا ہاتھ پیر اور زبان سے کسی کو ایذا اور تکلیف پہنچانا۔ یہ سب روزہ کے آداب کے خلاف ہے۔ روزہ میں لغو اور فضول باتوں سے احتیاط لازم ہے۔

یہ ایک لطیف اور روحانی سبق ہے۔ اسکا حق اسی وقت ادا ہوگا کہ جب انسان اپنی فطرت سلیم کے مطابق وقت گذارے۔ روزہ میں جھوٹ بولنا۔ دھوکہ دینا۔ ناجائز کمائی حاصل کرنا روزہ کو غارت کر دیتا ہے۔

غصّہ روزہ کے اجر و ثواب کو زائل کر دیتا ہے۔ روزہ دار کو لازم ہے کہ تحمّل اور صبر سے کام لے اور اگر کسی کو فضول اور لغو حرکت کرتے پائے تو اس سے کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔ میں کوئی جواب نہیں دونگا۔

اعمالِ خیر اس ماہ مبارک میں کثرت سے تلاوتِ قرآن کریم کرے۔ رات کو نفل اور عبادت میں گذارے۔ نماز باجماعت ادا کرے۔ کثرت سے خیرات کرے۔ زکوٰۃ ادا کرے اور حسبِ استطاعت روزہ داروں کو افطار کرائے توفیق ہو تو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ یہ سب عبادات میں شامل ہیں اور روزہ کے اجر میں اضافہ کا باعث ہے۔

نعمتِ الٰہی روزہ کو نعمت سمجھنا ضروری ہے۔ اس سے فیض حاصل کرنا تب ہی ممکن ہے کہ جب پوری کوشش اور خلوص کے ساتھ اس نعمت کو حاصل کرنا چاہے گا۔

روزہ دار تمام سال کی بُری عادتوں کو یکدم چھوڑکر ایک نیا انسان بن جاتا ہے۔ پان سگریٹ، حقّہ اور چائے کے رسیا جو تمام دن اس میں مشغول رہتے ہیں۔ روزہ رکھ کر سب عادتیں یکدم چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن ردِ عمل کے طور پر بعض غصّہ کرتے ہیں۔ بعض سَر، منہ اوڑھ کر پڑجاتے ہیں۔ یہ طریقہ روزہ کی بنیادی تعلیم کے خلاف ہے۔

روزہ بیماری کا علاج ہے۔ جسطرح بیمار پرہیز، احتیاط اور صبر کرتا ہے۔ اسی طرح روزہ دار بھی اپنے تمام سال کے عوارض کے خاتمہ کے لئے زیرِ علاج ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں صبر اور احتیاط کی ضرورت ہے۔ جو خود اس مریض کیلئے مفید ہے۔ علاج مکمل ہونے پر صحت کے فوائد معلوم ہوتے ہیں۔

روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ روزہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھا۔

کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۙ

(بقرہ ۲۳)

تم پر روزہ فرض کیا گیا۔ جیسا کہ تم سے پہلوں پر فرض کیا گیا تھا۔ تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ (یعنی روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ متقی بن جاؤ گے)۔

یعنی روزہ دار پرہیز گار بن جاتا ہے۔ اگر تیس یوم مسلسل تقویٰ، طہارت اور آداب کے ساتھ روزہ کی حقیقی پابندی کی جائے تو یقین ہے کہ انشاء اللہ روزہ دار

Marfat.com

پرہیز گار بن جائے گا۔ بشرطیکہ شعور اور عقل سے کام لے۔ یہ نہیں کہ ہر روز انتظار ہے کہ کب رمضان ختم ہو گا اور کب میں اپنے مشاغل میں مبتلا ہونگا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خلوص نہیں ہے۔ عادت ہے یا ماحول کا اثر ہے۔

غور فرمایئے کہ تیس یوم تک جو شخص دن میں سگریٹ بیڑی پان چائے وغیرہ سے احتیاط کرتا رہا کیا وہ تیس دن کے بعد نہیں کر سکتا۔ یقیناً کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ کرنا چاہے اور اپنی عادت کو راسخ بنالے۔

تمہارا فائدہ ہے اسی چیز کی اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے:۔

وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (بقرہ ۲۳)

اور اگر روزہ رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ بشرطیکہ تم سمجھ رکھتے ہو۔

بنیادی رکن روزہ اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے۔ اس کا انکار کرنے والا دین سے خارج اور اس کا تارک بہت گنہگار ہے۔

روزہ مسلمان پر فرض ہے۔ ہر عاقل بالغ اور ذی ہوش تندرست مسلمان پر روزہ فرض ہے۔ مسافر اور مریض کے لئے قضا ہے۔ نابالغ اور مجنوں کو معاف ہے۔

روزہ کا وقت روزہ کا وقت صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے۔ اور یہ تمام عرصہ خصوصی احتیاط سے گذارنا چاہیئے کہ کوئی بات ایسی نہ ہو جائے کہ جس سے روزہ کا اجر کم ہو جائے یا ختم ہو جائے۔

افطار افطار مغرب کی اذان کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ اس وقت روزہ دار کی خوشی آسمانوں پر فرشتوں کی خوشی بن جاتی ہے۔ افطار کے وقت جو بھی روزہ دار قریب ہو اسکو افطاری میں شامل کرنا چاہیئے۔ کسی کو افطار کرانا بے حد ثواب کا باعث

Marfat.com

ہے۔ افطاری کے وقت اعتدال سے کام لینا چاہیئے۔ لاتعداد اشیاء جمع کرکے دستر خوان سجانا اس روح کے منافی ہے۔ جو روزہ کی بنیاد ہے۔ جو بھی موجود ہو، اللہ کا شکر ادا کرکے افطار کرنا چاہیئے۔

اسراف ہر حال میں ممنوع ہے۔ یوں بھی افطار میں اعتدال لازم ہے۔ اس قدر نہیں کھانا چاہیئے۔ کہ تراویح میں حارج ہو۔

تراویح رمضان المبارک کے تحائف میں اللہ تعالیٰ نے تراویح کی نماز بھی عطا فرمائی ہے۔ تراویح سنت ہے۔ تراویح میں ایک قرآن کریم مکمل سماعت کرنا سنت ہے اور دوسری سنت یہ ہے کہ پورے رمضان میں تراویح ادا کی جائے۔

بعض لوگ تراویح کو ختم قرآن تک ہی سنت سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ یہ دو سنتیں ہیں۔ دونوں پر عمل کرنا چاہیئے۔

سحری سحری کرنا سنّت ہے۔ اس وقت اٹھنا باعثِ خیر و برکت ہے۔ تہجّد کے نوافل ادا کرکے سحری کا کھانا کھائے۔ بھوک نہ ہو تو بھی سنّت کے خیال سے کچھ کھانا پینا چاہیئے۔ خواہ پانی کا ایک گھونٹ ہی ہو۔ سحری کے بعد بہتر یہ ہے کہ تلاوت میں مشغول ہو جائے اور صبح صادق کے ساتھ ہی روزہ کی نیّت کر لے اور فجر کی نماز کے لئے مسجد چلا جائے۔

لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخر عشرہ میں طاق راتوں میں کسی ایک میں لیلۃ القدر ہے۔ جسکی بڑی فضیلت ہے۔ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

عموماً ستائیسویں شب کو لیلۃ القدر کا ہونا مانا جاتا ہے۔ تاہم اکیسویں شب

سے آخر شب تک بھی ممکن ہے۔ اس لیے ان طاق راتوں میں خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔

اعتکاف رمضان المبارک کے آخر عشرہ میں اعتکاف سنت ہے۔ ہر محلہ میں جس میں مسجد ہو اور جماعت سے نماز ہوتی ہو کسی ایک کا معتکف ہونا ضروری ہے۔ ایک شخص بھی اعتکاف میں بیٹھا تو سب کی طرف سے سنت ادا ہو جائیگی۔

اعتکاف میں ضروری ہے کہ حوائج ضروریہ کے علاوہ مسجد سے باہر نہ جائے۔ کھانا، پینا اور سونا سب مسجد میں ہو۔ اگر جمعہ کی نماز اس مسجد میں نہ ہو تو جمعہ کیلئے جا سکتا ہے۔ لیکن راستہ میں کسی سے ملنا جلنا اور ملاقات کرنا جائز نہیں۔

معتکف کے لئے ضروری ہے کہ روزہ دار ہو اور اپنا زیادہ وقت عبادت میں گذارے اور مسجد میں بھی کسی سے فضول یا دنیاوی امور پر بات چیت نہ کرے۔

اعتکاف کا وقت بیسویں روزہ کے افطار سے شروع ہو کر عید کے چاند تک ہے۔

قضا بیمار اور مسافر کے لئے اجازت ہے کہ وہ روزہ چھوڑ دے اور بعد میں قضا روزہ رکھے۔ علالت اس صورت میں کہ جس میں روزہ رکھنا ممکن نہ ہو یا ایسا کرنے سے جان کا خطرہ ہو اور سفر ایسا کہ جس میں دوران سفر سہولتوں اور اشیاء خورد و نوش کا بآسانی ملنا ممکن نہ ہو کہ جس سے افطار و سحر کر سکے یا ایسا پیادہ اور پُر مشقت سفر ہو کہ لحظہ بہ لحظہ پیاس غالب ہو نہ کہ آج کا ریل و ہوائی جہاز کا سفر کہ جس میں تمام سہولتیں حاصل ہیں۔ بہرکیف یہ وسعت برداشت پر منحصر ہے۔ تاہم یہ فیصلہ کرتے وقت یہ ضرور سمجھ لے کہ اس روزہ کی قضا کرنی ہو گی۔

سہولت يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ (البقرہ ۲۳)

Marfat.com

مفہوم :- اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے۔ تمہارے ساتھ قوانین میں دشواری کرنا منظور نہیں۔ تم لوگ ایّام ادا یا قضا کی شمار کی تکمیل کر لیا کرو کہ ثواب میں کمی نہ رہے۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور ثنا بیان کیا کرو کہ اس نے تم کو ایسا طریقہ بتلا دیا کہ جس سے تم رمضان المبارک کی برکات و ثمرات سے محروم نہ رہو گے۔

نزولِ رحمت رمضان المبارک رحمتِ خداوندی کا مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں عام ہوتی ہیں۔ اس مہینہ کے نوافل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر ہے۔ اس طرح اس ماہِ خیر میں خیرات اور تلاوت کا اجر و ثواب بھی زیادہ ہے۔ تزکیۂ نفس، صبر اور قوت برداشت کا حصول اس کا دنیاوی انعام ہے۔ روزہ عام انسانی صحت کے لیے بھی مفید ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس ماہِ قرآن کی پذیرائی خاطر خواہ کر سکیں اور اس کا حق ادا کر سکیں۔ جیسا کہ ادا کرنے کا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کو اس ماہ مبارک کے فیوض و برکات سے نوازے اور ہم سب پر رحم فرمائے۔ آمین۔

چند ضروری مسائل درج ذیل ہیں :-

مسئلہ • سرمہ، تیل اور خوشبو سونگھنا درست ہے۔ اس سے روزہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ لوبان اگربتی وغیرہ کا دھواں قصداً سونگھنے سے روزہ جاتا رہتا ہے۔ یعنی دھوئیں والی خوشبو نہ سونگھیں۔ حقّہ و سگریٹ کے دھوئیں سے بھی احتیاط کریں۔ بلا قصد ایسا ہو جانا روزہ میں خلل نہیں لاتا۔

• کلی کرتے وقت پانی حلق میں چلا گیا اور یہ یاد تھا کہ روزہ ہے تو ایسی صورت

Marfat.com

میں روزہ ختم ہو جائے گا۔ قضا واجب ہے۔ کفارہ نہیں ہے۔

- خود بہ خود قے ہو گئی خواہ کسی تعداد میں ہو روزہ میں ہرج نہیں۔ لیکن قصداً ایسا کیا اور منہ بھر کے قے ہو گئی تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔
- کوئی چیز چکھکر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ کسی عورت کا شوہر بد مزاج ہے تو کھانے میں نمک چکھ لینا جائز ہے مکروہ نہیں ہے۔
- کسی بھی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے تو دن کے بقایا حصّہ میں کچھ نہیں کھانا پینا چاہیئے۔
- جو روزہ بلا قصد ٹوٹ گیا۔ علالت یا حیض کی وجہ سے توڑ دیا۔ اس کی صرف قضا ہے۔ کفارہ نہیں ہے اور جو قصداً یعنی بلا عذر شرعی توڑا جائے۔ اسکی قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔
- روزہ کا افطار کھجور سے کرے یا میٹھی چیز سے کرے یا صرف پانی سے کرے۔ نمک سے افطار کرنے میں ثواب کا عقیدہ غلط ہے۔
- کوئی شخص کسی کو افطار کرائے تو اسکا ثواب واجر ہے۔ اس کے ساتھ ہی افطار کرنے والے کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔ یہ خیال غلط ہے کہ کسی کی افطاری سے روزہ افطار کیا تو روزہ کا ثواب افطار کرانے والے کو ملے گا۔
- حیض کے دنوں کے روزے بعد میں رکھنا ضروری ہیں۔
- کفارہ یہ ہے کہ دو ماہ کے روزہ مسلسل اور بلا فصل رکھے۔ اگر کسی بھی وجہ سے درمیان میں کوئی دن رہ گیا تو پھر دو ماہ کے روزے رکھنا ہونگے۔
- انجکشن کے ذریعہ دوائی استعمال کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ دوا صحت اور علاج

Marfat.com

کے لئے معالج کی رائے کے مطابق ہو۔ اس کا مقصد روزہ دار کی پیاس کم کرنا یا روزہ کے اثرات کو زائل کرنا نہ ہو۔ اگر ایسا ہوا تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

- بھولکر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جس وقت یاد آجائے فوراً کلی کرلے روزہ باقی رہے گا۔

کمزور ضعیف روزہ دار اگر بھولکر کھا پی رہا ہو تو اسکو یاد نہ دلائیں۔ بعد میں یاد دلائیں۔

- کسی پر غسل کرنا واجب ہے اور صبح تک یا تمام دن غسل نہ کرسکا۔ تب بھی روزہ ہو جائے گا۔ البتہ غسل نہ کرنے کا گناہ ہے۔
- روزہ کی نیت دن تاریخ وغیرہ کے ساتھ ضروری نہیں۔ صرف یہ کافی ہے کہ روزہ رکھ رہا ہوں۔
- رمضان المبارک میں کوئی نفلی روزہ یا پہلا قضا روزہ نہیں ہوتا۔ اگر یہ نیت بھی کرے۔ تب بھی روزہ رمضان المبارک کا ہی ہوگا۔
- روزہ میں کسی وقت بھی حیض جاری ہو گیا تو روزہ ختم ہو جائے گا۔ اس کی قضا واجب ہے۔
- روزہ میں کان۔ ناک۔ منہ کے راستہ کوئی دوا استعمال نہیں ہوسکتی۔ روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
- روزہ دار اور روزہ کا احترام واجب ہے۔ اس کا مذاق اڑانا شعائر اسلام کا مذاق بنانا ہے۔

Marfat.com

روزہ کی حکمت

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اکثر انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس کا کمال اور سعادت اس بات میں ہے کہ اس کی طبیعت اس کی عقل کے تابع ہو جائے۔ لیکن اس کی طبیعت سرکشی کرتی ہے کبھی تو وہ تابع ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔ اس لئے ضرورت پڑتی ہے کہ نفس کو مشقت میں ڈالنے والے کسی عمل کو اختیار کیا جائے اور اسے بار بار کیا جائے۔ جیسے کہ روزے رکھنا۔ وہ اس عمل کے لیے اپنی طبیعت کو مجبور کرتا ہے اور اپنے عہد کو پورا کرنا لازم سمجھتا ہے۔ چنانچہ وہ ہر عمل بار بار کرتا ہے۔ اور اس کا اہتمام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنا مقصد حاصل کر لیتا ہے۔ یہ روزے کی ایک حکمت ہے۔

روزے کی ایک دوسری حکمت حضرت شاہ صاحب یہ فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے۔ وہ توبہ کرتا ہے اور اپنے نفس کو سزا دینے کے لیے روزے رکھتا ہے۔ یہ روزے اس گناہ کے مقابلے میں اس کے نفس کو زیادہ سخت معلوم ہوتے ہیں۔ اسلئے وہ آئندہ اس قسم کا گناہ کرنے سے باز رہتا ہے۔

حضرت شاہ صاحب روزے کا ایک اور فائدہ بیان کرتے ہیں کہ کبھی انسان کے اندر عورتوں کی طرف میلان جوش کر جاتا ہے۔ مگر وہ شادی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اسے گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف لگا رہتا ہے۔ ایسا شخص روزے کے ذریعہ اپنی شہوت کے جوش کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص شادی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ اس پر لازم ہے کہ وہ روزے رکھے۔ کیونکہ روزے رکھنا اس کے حق میں خصی ہونے کی طرح ثابت ہوگا۔

اس کے بعد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یاد رہے کہ روزہ خود بھی ایک مہتمم

Marfat.com

بڑی نیکی ہے۔ اس سے انسان کی روحانیت طاقتور ہو جاتی ہے۔ رُوح کے چہرے کو روشن کرنے والا اور طبیعت کے جوش کو ٹھنڈا کرنے والا روزے سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہے۔ اس لئے حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ الصوم لی وا نا اجزی بہ کہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

روزے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے جس قدر طبیعت کا جوش کمزور ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر گناہوں کا کفارہ ہوتا جاتا ہے۔ اور انسان فرشتوں کے بہت مشابہ ہو جاتا ہے۔ فرشتے روزہ دار سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ فرشتوں کے ساتھ اس محبت کے تعلق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حیوانی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور روحانی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔

رمضان کے مہینے میں ہر سال روزوں کے لئے خاص کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر روزے کو ایک مشہور رسم اور دستور بنا لیا جائے تو انسان بہت سی بُری رسموں اور ان کی خرابیوں سے بچ جاتا ہے اور اسے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جب کوئی پوری امت روزوں کو لازم کرلے اور ان کی پابندی اختیار کرے تو اس اُمت کے شیطان زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور جنّت کے دروازے اس پر کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنّم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ اس فضا کا اثر ہے جو رمضان میں روزے رکھنے سے ساری اُمّت میں پھیل جاتی ہے۔

اس سے آگے ایک بہت بلند حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب

فرماتے ہیں کہ جب کوئی انسان اپنے نفس کو دبانے اور اس کی برائیاں دور کرنے کیلئے کوئی عمل کرتا ہے تو اس عمل کی ایک مقدس صورت روحانی عالم میں جسے مثال کہتے ہیں، پیدا ہو جاتی ہے۔ جب نیکوکار اور عارف لوگوں میں سے کوئی شخص اس صورت کی طرف توجہ کرتا ہے تو عالمِ غیب سے اس کے علم میں زیادتی کی جاتی ہے اور وہ پاکیزگی اور صفائی کے ذریعے ترقی کرتے ہوئے ذاتِ الٰہی کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہٖ کہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اسکی جزا دوں گا۔

دُعا روزہ اسلام کا بنیادی رکن اور انسان کی ظاہری و باطنی، جسمانی و روحانی صحت و صفائی کے لئے لازمی اور ضروری چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور ہماری ٹوٹی پھوٹی عبارات اور کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

روزہ کے سلسلہ میں صدقہ فطر واجب ہے۔ اگلے صفحات پر صدقہ فطر کے مسائل مختصراً پیشِ خدمت ہیں۔

Marfat.com

صدقۃ الفطر کے احکام

(از مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کو ضروری قرار دیا۔ (فی کس) ایک صاع کھجوریں یا اسی قدر جَو دیئے جائیں۔ غلام اور آزاد، مذکر اور مؤنث (یعنی مرد اور عورت) اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کی طرف سے اور نماز عید کے لیئے لوگوں کو جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔"

(مشکوٰۃ ص۱۶۰ بحوالہ بخاری و مسلم)

صدقہ فطر کس پر واجب ہے صدقہ فطر اس پر واجب ہے۔ جس پر زکوٰۃ فرض ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت ملکیت میں ہو یا اگر سونا چاندی اور نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو جسکی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کی بن سکتی ہے تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لیئے ضروری ہے کہ مال نصاب پر چاند کے حساب سے ایک سال گزر جائے۔ لیکن صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لیئے یہ شرط نہیں ہے۔ اگر رمضان کی تیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آگیا جس پر صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے تو عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اس پر صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔

فائدے حکم شرعی کے انجام دینے کا ثواب تو ملتا ہی ہے۔ اس کے ساتھ

مزید دو فائدے اور ہیں۔

اوّل یہ کہ صدقہ فطر روزوں کو پاک وصاف کرنے کا ذریعہ ہے۔ روزے کی حالت میں جو فضول باتیں کیں اور جو خراب اور گندی باتیں زبان سے نکلیں صدقہ فطر کے ذریعے روزے ان چیزوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عید کے دن ناداروں کو مسکینوں کی خوراک کا انتظام ہو جاتا ہے۔ اور اسی لیے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھو کتنا سستا سودا ہے کہ محض دو سیر گیہوں دینے سے تیس روزوں کی تطہیر ہو جاتی ہے۔

اس لئے بعض بزرگوں نے فرمایا کہ اگر مسئلہ کی رو سے کسی پر صدقہ فطر واجب نہ بھی ہو۔ تب بھی دینا چاہیئے کہ خرچ معمولی اور نفع زیادہ ہے۔

کس کی طرف سے صدقہ فطر دیا جائے

عورت پر اپنی طرف سے دینا واجب ہے۔ شوہر کے ذمہ اس کا صدقہ فطر ادا کرنا ضروری نہیں۔ ہاں شوہر کی جو نابالغ اولاد ہے۔ اس کی طرف سے اس پر صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ بچوں کی والدہ کے ذمہ بچوں کا صدقہ فطر دینا لازم نہیں۔ اگر بیوی کہے کہ میری طرف سے ادا کر دو اور شوہر بیوی کی طرف سے ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا۔ اگرچہ اس کے ذمہ لازم نہیں۔ شرعی جہاد کے دور میں غلام باندی آتے۔ وہ جس کی ملکیت ہوتے اس کے ذمہ ان کا صدقہ بھی لازم تھا۔ افسوس کہ آج شرعی جہاد کی نعمت سے محروم ہیں۔

Marfat.com

صدقہ فطر میں کیا دیا جائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کی ادائیگی میں دینار و درہم (سونے چاندی کے سکے) کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ عام طور پر گھروں میں استعمال ہوتے والی چیزوں کا ارشاد فرمایا۔ جیسے حدیث بالا میں ایک صاع کھجور یا جَو کا ذکر ہے۔ دوسری حدیثوں میں ایک صاع پنیر یا ایک صاع کشمش کا ذکر ہے۔ بعض روایات میں دو آدمیوں کی طرف سے ایک صاع گیہوں کا ذکر ہے۔ اور حضرت الامام ابو حنیفہ رح کا یہی مذہب ہے کہ اگر گندم دے تو نصف صاع اور جَو دے تو ایک صاع! زمانہ نبوّت میں گندم وغیرہ ناپ کر فروخت ہوتے تول کا رواج نہ تھا، تو اس زمانہ میں ناپ کے پیمانہ کا ذکر ہے۔ ہمارے یہاں کے بزرگوں نے حساب لگایا تو اسّی تولہ کے سیر کے حساب سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک فی کس بنتا ہے۔ (احتیاطاً ۲ سیر دے)

ادائیگی کا وقت صدقہ فطر عید کے دن کی صبح طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔ عید سے پہلے بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ پہلے ادا نہ کیا تو ساقط نہ ہوگا۔ اس کی ادائیگی برابر ذمہ رہے گی۔ جو بچہ عید الفطر کی صبح صادق ہو جانے کے بعد پیدا ہوا۔ اس کی طرف سے ادائیگی واجب نہیں۔ اس طرح اس سے پہلے کوئی مر گیا، جب بھی نہیں۔

نابالغ کا صدقہ اس کے مال سے دیا جائے۔ اگر وہ مالدار ہے۔ مثلاً کسی نے اس کو مال ہبہ کیا یا میراث کا مال پہنچا۔ اس صورت میں اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔ اس کے مال سے دے۔

Marfat.com

اگر کسی نے روزے نہ رکھے تب بھی بصورتِ نصاب صدقہ فطر ادا کرنا ہوگا ادائیگی میں گندم یا جَو کے بجائے ان کا آٹا اسی مقدار سے اور نقد قیمت حساب کر کے دینے کی اجازت ہے۔ بلکہ قیمت سے ادائیگی افضل ہے۔ (کیونکہ محتاج لوگوں کی ضروریات مختلف ہوتی ہیں۔ وہ قیمت سے ان کا اہتمام کر سکتے ہیں)

چند مسائل ایک شخص کا صدقہ فطر ایک ہی کو دینا، تھوڑا تھوڑا کر کے کئی محتاجوں کو دینا، کئی آدمیوں کا صرف ایک محتاج کو دینا سب جائز صورتیں ہیں۔

جس پر زکوٰۃ واجب ہے یا اتنی مقدار میں مال اس کے پاس ہے۔ یا ضرورت سے زائد اتنا سامان ہو۔ جسکی وجہ سے صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو صدقہ دینا جائز نہیں۔

اپنی اولاد یا ماں باپ اور اوپر کے رشتہ داروں کو صدقہ نہیں دے سکتے۔ ہاں بہن بھائی، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔ شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو نہیں دے سکتی۔ بنو فاطمہ وغیرہ کو زکوٰۃ کی طرح صدقہ فطر دینا بھی جائز نہیں۔ اسی طرح پیشہ ور لوگوں کی ظاہری شکل دیکھ کر بھی دینا جائز نہیں خوب تحقیق کر کے ادا کریں۔

جن رشتہ داروں کو صدقہ فطر دینا جائز ہے۔ انہیں دینے میں شرعی حکم کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ صلہ رحمی کا بھی ثواب ملتا ہے۔

نوکروں کو بھی صدقہ فطر دیا جا سکتا ہے۔ مگر ان کی تنخواہ میں لگانا درست نہیں۔ بالغ عورت ضرورتمند ہے تو اسے بھی صدقہ دے سکتے ہیں اگرچہ اسکے میکے والے مالدار ہوں

(سید پریس ملتان میں چھپا۔)

Marfat.com

خرابیوں کی جڑ

یہ ہماری سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا ست سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام خرابیوں کی جڑ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزمودہ فن ہے۔ جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دنیا میں بھی سربلندی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے ——— اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضاجوئی کے لیئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی۔ عدل و انصاف امانت، عفو و درگزر، احسان، مساوات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آز، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اوصاف مذمومہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے ——— لیکن اسلام قومی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امت شاہد اور امت وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں ——— حالانکہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغربی مفکرین کی ایک بہت بڑی جماعت نوحہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگان تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر تو غور کریں۔ کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیر تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اسے خود پڑھنے کے بعد دوسروں کو بھی پڑھائیں (شکریہ)

آرٹسٹ پرنٹنگ پریس
شاہراہ رومی ملتان

Marfat.com

ہمارا اصلاحی تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کرچکا ہے۔ جو پتہ ذیل سے مفت حا[صل] کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ جو ارباب خیر اپنی طرف سے تبلیغاً یہ لٹریچر یا ہماری معرفت چھپوا کر عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چا[ہیں] انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ آخرت بن سکتا ہے۔

۱۔ وقت کا تقاضا۔ (شادی بیاہ پر مسرفانہ و مشرکانہ رسومات کی حقیقت)
۲۔ زکواۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن
۳۔ وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام
۴۔ مال و دولت کا بہترین مصرف
۵۔ ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اسکی اہمیت)
۶۔ نماز کے فضائل اور احکام و مسائل
۷۔ ولیمہ مسنونہ کا طریق
۸۔ عظمت قرآن اور آداب تلاوت
۹۔ روزہ ایک اہم روحانی عبادت
۱۰۔ حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

ان رسائل کا گجراتی۔ سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہوچکے ہیں۔

حسب ضرورت بلا قیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں

ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی

جمعیت دہلی صدیقی برادری پاکستان ٹھٹانی بلڈنگ ایم اے جناح روڈ کراچی

عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ) چہلیک ملتان شہر۔ نمونہ نمبر ۲۶۷۵

(سید سعدی ملتان آسعد پریس ملتان میں چھپا)

Marfat.com

ولیمہ کا مسنون طریقہ

ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی

ایڈیشن دوسرا

تعداد ۲۰۰۰

Marfat.com

صدقہ جاریہ

جب سے ہم نے کتاب و سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، خرافات
فواحشات کو ترجیح دینی شروع کی ہے۔ دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات
معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعار و اقدار کی بجائے خدا بیزار تہذیب
کو اپنانا شروع کیا ہے۔ تب سے ہم گوناگوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کمی کی وجہ سے
ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے
اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے
اُن کا جاننا اشد ضروری ہے۔ اسی لیے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمعیۃ و حسنی
صدیقی برادری رپاکستان، کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تبلیغ
نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں۔ یا ہماری معرفت یہ طبع کرا کر تقسیم کر سکتے ہیں
و ناس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں۔ جس کے لئے سرار دو جہاں
صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی ہے کہ:-

"اللہ اس آدمی کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یاد کی
پھر انہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا۔ جنہوں نے نہ سنی تھی"۔

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت
کا لا زوال انتظام ہے۔ اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد۔ با آسانی اور بارعایت چھپ سکتے ہیں

منشی عبدالرحمن خان ناظم اعلیٰ عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ۔ جھنگ ملتان

Marfat.com

ولیمۂ مسنونہ

(از جناب محمد منصور الزماں صاحب صدیقی ۔ کراچی)

دعوت ولیمہ مسنونہ یعنی شادی کے بعد کی دعوت سنت سمجھ کر تقریباً ہر شادی میں کی جاتی ہے ۔ لیکن جہاں معاشرہ میں دیگر خرابیاں اور بالخصوص شادی کے موقعہ پر اسراف اور فضول خرچ کیا جاتا ہے ۔ اور اکثر و بیشتر دین و مذہب کے خلاف رسومات ادا کی جاتی ہیں ، وہاں ولیمہ بھی اس کے دائرہ میں آجاتا ہے ۔

ولیمہ سنّت اور بعض فقہا کے نزدیک واجب ہے ۔ لیکن کونسا ولیمہ سنت ہے ؟

فعلِ مسنون ولیمہ کے نام پر جو فضول اخراجات اور نمائشِ مال و زر کی جاتی ہے ۔ وہ ہرگز سنّت نہیں بلکہ خلاف شعائرِ اسلام اور بعض صورتوں میں تو حرام اور ناجائز ہے ۔

ایک طرف فضول اخراجات اور مالِ دنیا کی نمائش کا گناہ ۔ دوسری جانب خلافِ شرع حرکات کو طریقِ مسنون سمجھنا یا ان کو مسنونہ کہنا گناہ ہے ۔

یقیناً یہ صورت محض ناواقفیت اور لاعلمی کے باعث ہے ۔ ورنہ یہ جرأت کسی مسلمان میں نہیں کہ وہ اپنی مرضی و منشاء کے مطابق یا ماحول اور برادری کے اثرات کے تحت لغو رسومات اور نمائش کرے اور اس کو مسنونہ یعنی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنّت کہے اور گرفتارِ عذاب ہو ۔

فی زمانہ ولیمہ کی دعوت جسطرح رائج ہے ، وہ اکثر و بیشتر خلافِ سنّت ہے کسی

Marfat.com

بھی عمل کے لئے ضروری ہے کہ اوّل اس کا علم حاصل کیا جائے اور اس کو مطابقِ سنت ادا کیا جائے۔ تب یہ فعل مسنون کہا جائیگا۔

ظاہر میں یہی صورت ہے نیت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور اعمال کی جزا نیت پر ہے۔

شرطِ نیت مثال کے طور پر ڈاڑھی کا مسئلہ ہے۔ اس کی سنت یہ ہے کہ ٹھوڑی کے نیچے چار انگشت سے کچھ زیادہ بال ہوں۔ لبوں کے بال کترے ہوئے ہوں۔ یہ داڑھی سنتِ مبارکہ کے مطابق اور مسنون ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ نیت بھی ضروری ہے کہ یہ عمل اتباعِ سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت ہے۔ کیونکہ اگر نیّت کچھ اور ہے اور ظاہر و باطن میں فرق ہے تو پھر اس کی نیت کے مطابق ہی جزا و سزا ہے۔ کیونکہ ڈاڑھی سکھ اور عیسائی وغیرہ بھی رکھتے ہیں۔ فی زمانہ سینکڑوں نوجوان سینکڑوں اقسام کی ڈاڑھیاں رکھتے ہیں۔ لمبی لمبی قلمیں اور طرح طرح کے بال رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ڈاڑھی ہرگز ہرگز شرع و شریعت کے مطابق نہیں۔ بلکہ یہ جن کی نقل ہے ان ہی کا اتباع تسلیم کیا جائے گا۔ زمانۂ قدیم میں ہندو راجپوتوں کے مطابق ڈاڑھی چڑھانا ایک فیشن تھا۔ جس کو محدود تعداد میں مسلمانوں نے بھی نقل کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ رواج اب ناپید ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی خلافِ مسنون فعل تھا۔

اسی طرح ڈاڑھی کا چار انگشت سے چھوٹا کرنا یا کٹوانا خلافِ مسنون ہے۔ یہ صورت خلافِ شرع ہے۔ ڈاڑھی منڈوانا اور کٹوانا دونوں برابر ہیں۔ اور دونوں خلافِ سنّت ہیں۔

ایسے حضرات مسئلہ کی لاعلمی کے باعث کتری ہوئی اور چار انگشت سے کم

Marfat.com

ڈاڑھی کو بھی سنّت سمجھ کر ہی رکھتے ہیں۔ جو غلط ہے۔

اکثر و بیشتر حافظ اور حاجی صاحبان اور نماز و روزہ کے پابند مسلمان بھی اس صورت میں نظر آتے ہیں۔ یہ صورت قابلِ اصلاح ہے۔

ڈاڑھی رکھنا فرض نہیں ہے۔ سنت ہے۔ اگر عمل کیا جائے تو مطابق سنّت ہو۔ ورنہ نامکمل فعل خود کو دھوکہ دینا اور غیر مسلموں کی نظر میں شعائر اسلام کی بے حرمتی کرنا ہے۔

معیارِ محبت ڈاڑھی عاشقانِ رسولؐ پر فرض ہے اور یہ فرض اس طرح ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے کہ تم میں ہر شخص اتنا ہی صاحبِ ایمان ہے کہ جس قدر محبت وہ مجھ سے کرے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ دنیا کی ہر چیز اور اپنے والدین سے بھی زیادہ محبت مجھ سے کرو۔

اب جو شخص حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعویٰ محبت رکھتا ہو، اسے اس کا ثبوت بھی فراہم کرنا ہوگا اور ثبوت یہی ہے کہ اپنے قول و فعل اور ظاہر و باطن ہر طرح سے اپنے محبوب کا اتباع ثابت کرے۔ اسی میں ڈاڑھی شامل ہے۔ یہی معاملہ لباس کا ہے۔ زندگی کے ہر دَور اور معاملہ میں اپنی محبوب شخصیت کی نقل کرنا انسانی فطرت ہے۔

محسنِ انسانیت فداہٗ امی و ابیؐ ہر مسلمان کے لئے پیشوا، رہبر لیڈر اور ہمارے آقا ہیں۔ حضورِ اکرمؐ کی محبت ایمان ہے اور آپ ہی کے اتباع میں نجات ہے۔

زندگی کے ہر شعبہ میں ہمیں حضورِ اکرمؐ کی ہی پیروی کرنی چاہیئے۔ معاشرہ کا فساد اسی وقت رفع ہوگا کہ جب ہم اس انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے۔

شادی بیاہ اور دیگر رسومات خواہ خوشی کی ہوں یا غمی کی۔ سب کے لئے تعلیم

موجود ہے اور اتباعِ سنت ممکن ہے۔

شرطِ اوّل ولیمہ سنت ہے لیکن یہ وضاحت صاف ہے کہ استطاعت کے مطابق ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ ہزاروں سینکڑوں مہمان مدعو ہوں۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ کئی وضع کے کھانے ہوں۔ نہ یہ بھی ضروری نہیں کہ نمائش اور آرائش ہو بلکہ اصل چیز اتباعِ سنت کی نیّت ہے۔

سنت یہ ہے کہ اگر استطاعت ہو تو ایک بکری ذبح کر کے کھانا پکوا کر عزیز و اقربا اور مساکین کو کھانا کھلا دیں۔ اس دعوت میں رشتہ دار دوست احباب پڑوسی مدعو کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن غربا اور مساکین کی شرکت بہر حال ہونی چاہیئے اور اگر اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں میں ایسے لوگ ہوں تو ان کا حق فائق ہے۔ ان کو ضرور مدعو کیا جائے۔

اگر صرف اغنیا یعنی دولتمند افراد ہی مدعو کئے گئے تو پھر دعوتِ ولیمہ مسنونہ کی تعریف میں نہیں آئے گی۔ ایسی دعوت کو مسنونہ دعوت نہیں سمجھا جائے گا۔ کیونکہ ولیمہ کی دعوت میں فقرار و مساکین کی شرکت لازمی ہے۔

مقصدِ ولیمہ ولیمہ کی دعوت اللہ تعالیٰ کے شکر میں کی جاتی ہے۔ اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ زفاف کا اعلان ہو جائے۔ اور گواہ ہو جائیں جس طرح نکاح میں گواہ ہونے شرط ہیں۔ اسی طرح اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ کچھ لوگ واقف ہو جائیں تاکہ خدا نہ کرے فریقین میں کسی کا انتقال ہو جائے بالخصوص مرد کا تو اس کی اولاد اس کی وارث سمجھی جائے اور معاشرہ میں اسکو جائز اولاد سمجھا جائے۔

اس سلسلہ میں احقر نے چند سوالات مرتب کر کے حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب

مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ مدینہ لاہور کی خدمت میں ارسال کئے۔ جس کے جوابات جامعہ مدینہ کے حضرت مفتی عبدالحمید صاحب مدظلہ نے عنایت فرمائے۔

ذیل میں سوال و جواب نقل کئے جاتے ہیں۔ تاکہ مسئلہ کی شرعی صورت واضح ہو جائے۔

سوالات

سوال نمبر ۱: ولیمہ کی صحیح اور مسنون صورت کیا ہے؟

سوال نمبر ۲: ایسی دعوت جہاں مرد و زن کا مخلوط اجتماع ہو، ولیمہ مسنونہ کی دعوت کہی جا سکتی ہے؟

سوال نمبر ۳: ایسی دعوت جہاں کھڑے ہو کر کھانا ہو، کیا یہ دعوت ولیمہ مسنونہ کہی جا سکتی ہے؟

سوال نمبر ۴: وسعت اور دولت رکھنے کے باوجود کیا آرائش و روشنی میں زر کثیر خرچ کر کے ہزار یا کم و بیش تعداد کو مدعو کرنا ولیمہ مسنونہ کی دعوت کہی جا سکتی ہے۔ جبکہ قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فخر و تفاخر اور اس سے بھی زیادہ رواج کے تحت ہو رہا ہے۔

سوال نمبر ۵: اگر کوئی امر خلاف سنت و خلافِ شرع ہو لیکن نام سنت کا لیا جائے تو اس کا انجام کیا ہوگا؟

جوابات

جواب نمبر ۱: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیموں میں سب سے بڑھکر ولیمہ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تھا جس میں آپ نے لوگوں کو گوشت روٹی پیٹ بھر کر کھلائی۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں نہ گوشت تھا نہ روٹی بلکہ دستر خوان بچھایا گیا اور کھانے کے لئے کھجور۔ پنیر اور گھی رکھا گیا۔ بعض

Marfat.com

ازدواج مطہرہ کے ولیمہ میں دو سیر جو سے دعوت ولیمہ کی گئی۔ اسی طرح بعض روایات میں آیا ہے کہ بعض ازدواج مطہرہ کے ولیموں میں ستو اور کھجوریں کھلائیں۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ دعوتِ ولیمہ سنت ہے لیکن استطاعت کے مطابق جو میّسر ہو، فضول خرچی اور ریا و نمود۔ فخر و مباحات سے یکسر خالی ہو۔ صرف سنت اور ثواب کے لیے کی جائے۔

دعوتِ ولیمہ شبِ زفاف یعنی دلہن کی رخصتی کے بعد کی جائے۔ اعزّہ و اقارب و احباب کو حسبِ استطاعت بلایا جائے۔ فقراء اور مساکین کو بھی شامل کیا جائے۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ کوئی بھی حکم شرعی فرض ہو یا واجب یا سنت جسطرح سے شریعت میں اس کا ثبوت ہے۔ اگر اس کے مطابق کیا جائے گا تو وہ شرعی حکم ادا ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ اسطرح اگر اس حکم شرعی کے کرنے میں بعض معاصی اور منہیات کی آمیزش ہو جائے۔ تب بھی وہ فعل حکم شرعی سے خارج ہو جائیگا۔

جواب نمبر ۲: اگر اختلاط سے مراد مردوں اور عورتوں کا بے حجابانہ غلط ملط ہے تو یہ ولیمہ مسنونہ نہیں ہوگا۔

جواب نمبر ۳: کھڑے ہو کر کھانا کھانے کی دعوت بھی ولیمہ مسنونہ نہیں ہوگی۔

جواب نمبر ۴: جو لوگ بطور تفاخر و مقابلہ کے دعوت کریں۔ آپؐ نے اُنکی دعوت قبول کرنے سے اور ان کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح فسّاق کی دعوت کے قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(نوٹ:۔ یہ صورت نہ صرف ولیمہ کیلئے ہے، بلکہ ہر دعوت کیلئے ہے۔)

Marfat.com

جواب نمبر ۵: معصیت وگناہ ہے۔

دستخط عبدالحمید عُفرلہ، از جامعہ مدینہ لاہور

۲/رجب المرجب ۹۶ھ

اصلاح طلب مسئلہ

اس فتویٰ کی رو سے ہمیں مروجہ دعوتوں کے طریق کار پر غور کرنا چاہیئے۔ ہم مسلمان جس تہذیب پر اب عمل پیرا ہو رہے ہیں، وہ بڑی تیزی سے ہمیں اسلام کی روشنی سے نکال کر جہالت کی تاریکی میں داخل کر رہی ہے۔ خصوصاً وہ اعمال کہ جن پر مسنونہ کا اطلاق ہوتا ہے، فوری اصلاح طلب ہیں۔ ورنہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم اپنی مرضی ومنشا کے مطابق یا برادری اور ماحول کے رسم ورواج کے مطابق عمل کر کے اس کو سنّت کے بابرکت نام سے موسوم کرتے ہیں۔

جیساکہ ولیمہ مسنونہ کا معاملہ ہے۔ آپ کو بھی ایسے اجتماعات دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوگا کہ جس میں مخلوط انتظام ہوتا ہے۔ عموماً بڑے بڑے ہوٹلوں میں ایسے اجتماعات ہوتے ہیں جس میں مرد وزن باہم ملکر کھانا کھاتے ہیں یا کھڑے ہو کر کھانا کھایا جاتا ہے۔ یہ صورت ہرگز ہرگز مطابق سنّت نہیں ہے۔ اب اگر اس دعوت کو ولیمہ مسنونہ کا نام دیا جائے تو یہ لاعلمی اور جہالت کی بات ہے۔

ولیمہ کی صحیح صورت وہی ہے جو پیشتر جواب نمبر ا میں درج ہے۔ یعنی حسبِ استطاعت صرف ثواب اور اتباعِ سنّت کی نیّت سے کیا جائے جو مقدور ہو اس کا انتظام کیا جائے۔ اگر گنجائش ہو تو بہتر یہ ہے کہ کم از کم ایک بکرہ یا بکری ذبح کرے اور کھانا پکوا کر دوست احباب۔ اعزّا۔ پڑوسی۔ متعلقہ افراد اور غربار ومساکین کو

Marfat.com

کھانا کھلائے۔ اس میں کہیں بھی تعداد کا لحاظ نہیں ہے۔ اگر استطاعت چند افراد کے لئے ہے تو وہی کافی ہیں۔

شرطِ دوم اوّل شرط نیت ثواب اور اتباع سنّت ہے۔ جب نیّت یہ ہوگی تو اس کے ساتھ ہی کچھ اور ضروری اُمور کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ مثلاً یہ کہ آمدنی حلال کمائی کی ہے۔ ظاہر ہے کہ ناجائز اور مشکوک آمدنی سے کوئی بھی عمل صالح یا خیرات قبول نہیں ہے۔

اس ناجائز اور حرام کمائی میں رشوت بھی شامل ہے اور سود کی آمدنی بھی شامل ہے۔ حرام کاروبار مثلاً شراب اور جُوا کی آمدنی بھی حرام ہے۔ اس سے بھی کوئی کارِ خیر نہیں کیا جاسکتا اور اگر کرے گا تو وہ قبول نہیں ہوگا بلکہ مزید عتاب کا باعث ہوسکتا ہے۔

یہی صورت کسی دوسرے کا مال قبضہ کرنے والے کیلئے ہے۔ خواہ وہ کاروبار کے ذریعہ حاصل کیا ہو یا امانت میں خیانت کا مرتکب ہوا ہو۔ غرض کہ ہر صورت میں ناجائز مال سے خیرات اور بالخصوص وہ اعمال جو اتباع سنّت کے طور پر کئے جائیں ہرگز نہیں ہونے چاہئیں۔

چونکہ یہ مجلس یعنی دعوتِ ولیمہ سنّت کے اتباع کے طور پر کی جارہی ہے۔ اس لئے دیگر اُمور میں بطور خاص اسکا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

دیگر شرائط یہ لحاظ و خیال ظاہر و باطن دونوں صورتوں میں لازم ہے۔ ظاہر میں یہ کہ ایسی محفل میں رقص و موسیقی، فلم شو اور ریکارڈنگ وغیرہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ سب نہ ولیمہ کا جزو ہیں۔ نہ شرعاً جائز ہیں۔ بلکہ اپنی جگہ

خود حرام ہیں۔ مخلوط اجتماع نہ ہو۔ کیونکہ سترِ عورت لازمی امر ہے اور اس خاص مجلس میں کہ جو سنت کے نام پر کی جا رہی ہو۔ اس کی پابندی نہایت ضروری ہے۔
کھڑے ہو کر کھانا پینا ہر صورت میں ممنوع ہے۔ سوائے حالتِ اضطراب یا کسی مخصوص وجہ کے۔ چونکہ ولیمہ کے لئے تعداد افراد کی پابندی نہیں ہے۔ اس لئے ہر شخص اپنے مکان کی گنجائش یا اپنی استطاعت کے مطابق انتظام کر سکتا ہے۔ اس لئے ولیمہ مسنونہ میں تو قطعی کوئی گنجائش کھڑے ہو کر کھانا کھانے کی نہیں ہے۔
مساکین اور غریب رشتہ داروں کی شرکت لازمی اور ضروری ہے۔ اگر رشتہ دار ایسے نہ ہوں تو پھر دوسرے فقرا و مساکین شامل کئے جائیں:

نیت کی اہمیت

باطن میں نیت ہے۔ اگر نیت ثواب اور سنت کی ہے تو وہ مقبول ہے اور باعثِ جزا ہے۔ اگر نیت نام و نمود اور شہرت و تقابل کی ہے تو نہ صرف یہ دعوت بلکہ اس میں شرکت کرنا بھی ممنوع ہے۔

سنتِ ولیمہ

ولیمہ کی دعوت کرنا فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ یہ ایسی سنت ہے کہ حسبِ استطاعت عمل کرنا چاہیئے۔ اگر استطاعت نہ ہو تو تردد نہیں چاہیئے۔ ولیمہ کی دعوت نہ کرے۔ تاہم اتباعِ سنت کے ثواب حاصل کرنے کیلئے ممکن ہو تو دو چار قریبی اعزا یا مساکین کو جو بھی حاضر ہو کھلا دے۔ یہ کھانا بھی ہو سکتا ہے اور ستو۔ جو۔ کھجور یا کوئی مٹھائی خواہ وہ کتنی ہی ارزاں ہو کھلا دے تو ولیمہ کی سنت ادا ہو جائے گی۔ اگر صرف دودھ کے دو گھونٹ بھی اس نیت سے پلا دیئے جائیں تو انشاء اللہ نیت کے مطابق۔ اسطرح بھی سنتِ ولیمہ ادا ہو جائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ مہمانوں پر اپنی نیت کا اظہار کر دے کہ یہ دعوتِ ولیمہ

Marfat.com

ہے۔ تاکہ حاضرین جان جائیں۔

احکامِ اسلام اسلام دینِ فطرت ہے۔ یہ سادگی اور سچائی کا مجموعہ ہے۔ اس میں کسی حکم کے تحت کسی موقعہ پر جبر اور زبردستی نہیں ہے۔ یہ دینِ حنیف ہر ایک کے لئے ہے اور امیر و غریب، بادشاہ و فقیر ہر ایک اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ شادی بیاہ اور ولیمہ مسنونہ بھی سادگی اور پاکیزگی کے ساتھ انجام دینے چاہئیں۔ ہر معاملہ میں استطاعت کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ اس سے زیادہ جو کچھ ہے، وہ خود ساختہ رسومات اور نمائش و ریاکاری کا جذبہ ہے۔

نیک نیّتی اسلام میں عمل کی بنیاد نیّت ہے۔ اللہ تعالیٰ نیّت کو جانتے ہیں۔ اس کے مطابق جزا و سزا ہے۔ حد سے زیادہ تجاوز یعنی سینکڑوں ہزاروں افراد کو مدعو کرنا اور آرائش و نمائش کرنا یا نام و نمود کے خاطر کوئی کام کرنا ناپسندیدہ ہے اور اگر اسراف و تبذیر کی صورت پیدا ہو جائے تو وہ ناشکر گزار انسان سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اسراف و تبذیر کرنے والا ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں واضح ہے کہ "اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو ناپسند فرماتے ہیں اور یہ کہ تبذیر کرنے والا شیطانوں کا بھائی ہے اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے"۔ (پ ۱۵)

دعوتِ فکر ایک طرف اسراف و تبذیر کا جرم شیطانوں کا بھائی بننا اور دوسری جانب اس رسم کو سنّتِ مبارکہ سے جوڑنا اور اس کو سنّت کی ادائیگی سمجھنا سخت نادانی ہے۔ اللہ تعالیٰ عقلِ سلیم عطا فرمائے۔

اسلام میں اگر اسراف منع ہے تو بخل کی بھی اجازت نہیں ہے۔ بخیل کے لئے

Marfat.com

جہنم کی وعید ہے۔ دولت جوڑ جوڑ کر رکھنے والے ہر طرح نقصان میں ہیں ۔ یہ مال و جاہ کی محبت ہی ہے جو اپنے طلسم میں گرفتار کرکے حرام وحلال کی تمیز بھی ختم کر دیتی ہے ۔ یہ مال اللہ رب العزت کی امانت ہے ۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہی خرچ کرنا چاہیئے ۔

اسراف و تبذیر سے منع اسلئے نہیں کیا گیا ہے کہ اس مال کو سمیٹ کر گھر بھر لیا جائے ۔ حتیٰ کہ بخل کی حالت ہو جائے ۔ یہ دونوں صورتیں ناپسندیدہ ہیں ۔

میانہ روی

اللہ اور اس کے رسول ؐ نے مسلمانوں کے لیے اعتدال کی راہ پسند فرمائی ہے ۔ اسی کے مطابق ہمیں عمل کرنا چاہیئے ۔ شادی و بیاہ اور ولیمہ یا دیگر ضروریات میں استطاعت اور ضرورت کے مطابق شعائر اسلامی کے تحت خرچ کرنا چاہیئے ۔

اگر کسی شخص میں اتنی قوت و استطاعت ہے کہ وہ ہزار پانچ صد افراد کو مدعو کر سکتا ہے تو ضرور کرے لیکن بنیادی اصولوں کے مطابق عمل کرے جنکا مختصر احوال پیشتر درج ہو چکا ہے ۔ یہ سب ثواب و سنّت کی نیت سے کرے اور خدا کا شکر ادا کرے کہ جس نے یہ توفیق دی لیکن اگر یہ فخر و غرور کا باعث بن جائے یا اس میں شہرت اور تقابل کا جذبہ کارفرما ہو جائے تو پھر ظاہر ہے کہ یہ فعل خلافِ سنّت ہو گا اور اسراف و تبذیر میں شمار ہو گا ۔

اسی طرح ایک نادر اور مفلوک الحال شخص صرف اس شرم سے کہ برادری اور رشتہ دار کیا کہیں گے ۔ ولیمہ کے لئے کسی سے قرض لے کر یا خیرات طلب کرکے یا دیگر بند وبست کرکے ولیمہ کا انتظام کرے تو ظاہر ہے یہ بھی خلافِ سنت فعل ہے ۔

Marfat.com

کیونکہ یہاں بھی نیت برادری اور رشتہ داروں میں اپنی عزت یعنی خود ساختہ نام نہاد عزت کے لیے ہے۔ اس میں بھی اتباع سنّت کی نیت نہیں ہے۔

فریبِ نفس

صحیح صورت یہ ہے کہ جو بھی استطاعت ہو، اس کے مطابق عمل کرے اور ضرور کرے کہ نیّت ثواب اور پیروئی سنّت ہے۔ رشتہ دار یا برادری کی خوشنودی حاصل کرنا نہیں ہے۔ اگر بالکل کچھ بھی نہ کر سکے یعنی اگر دو چار افراد کو بھی کھانا نہ کھلا سکے اور واقعیٔ ایسی صورت ہو تو صبر کرے اللہ تعالیٰ نیّت کے مطابق اجرِ عطا فرمانے والے ہیں لیکن اگر یہ صورت برادری اور رشتہ داروں کی وجہ سے کی ہے تو یہ ناپسندیدہ ہے اور بڑی کم نصیبی ہے کہ ایک ثواب اور اجر سے صرف اس لئے محروم رہا کہ برادری میں ناک کٹ جاتی۔ یہ تو خیال سراسر شیطانی دھوکہ ہے۔

حقیقی سربلندی

متقی مسلمان اللہ تعالیٰ کے دوست اور پسندیدہ ہیں اور اصل تقویٰ یہی ہے کہ اتباعِ سنت میں پوری جانفشانی اختیار کرے اور زندگی کے ہر معاملہ میں طریقِ سنّت پر عمل کرے۔ تقویٰ اور پرہیز گاری اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے آدمیوں کا کام ہے۔ دنیا کے بڑے آدمی مالِ دنیا والے ہیں۔ جس میں حرام و حلال کی بھی تخصیص نہیں حتیٰ کہ ایک طوائف اور فلم ایکٹرس جس کے گھناؤنے افعال سے ساری دنیا واقف ہے۔ وہ بھی دولت مند ہونے کی وجہ سے باعزت مانی جاتی ہے۔ لیکن کن کے نزدیک بڑی مانی جاتی ہے؟ صرف ان کے جو خود ایسی ہی حالت پسند کرتے ہیں۔

اللہ رب العزّت کے نزدیک بڑا آدمی وہ ہے۔ جو متّقی اور پرہیز گار ہے۔

فہم اور بصیرت سے کام لیا جائے تو اندازِ فکر میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ یہ تبدیلی ہی عقل سلیم ہے۔ ذرا غور فرمائیے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ولیمہ کی دعوت میں ستو۔ جو۔ پنیر۔ گھی۔ دودھ جو بھی حاضر ہوا۔ عطا فرماتے ہیں اور ولیمہ کی دعوت ہو جاتی ہے۔ کائنات کا بزرگ ترین انسان سارے عالموں کے بادشاہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جن کے حکم سے ملائکہ اور فرشتے بھی تعمیل میں دنیا جہاں کی نعمتیں فراہم کر دیتے وہ کس کے لئے اس سادگی اور آسانی کا مظاہرہ فرماتے ہیں کہ گھر میں کھجوریں تو مہمانوں کو دو دو چار چار دانے ملگئے اگر ستو ہیں تو سب کو ستو ہی کھلا دیئے۔ ایک موقعہ پر لکڑی کے پیالہ میں دودھ لایا گیا اور سب حاضرین نے دودھ پی کر ولیمہ کی دعوت میں شرکت کر لی اور اسطرح دعوتِ ولیمہ ہو گئی۔

یہ سب کس کے لئے ہوا۔ یہ اُمت کے غریب اور مسکین ناداروں کے لئے مثال ہے کہ اس طرح تو ہر شخص کر سکتا ہے۔ اب اگر یہ غریب اسطرح نہ کرے تو وہ خود ذمہ دار ہے ورنہ آج کی ساری امت مل کر بھی صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک غلام کے برابر بھی عزت نہیں رکھتی کہ ؎

یہ رُتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

یہی عمل دولتمند اور صاحبِ ثروت افراد کو بھی سبق دیتا ہے کہ کونین کے مالک حضور اکرمؐ نے اس سادگی سے زندگی گذاری اور اپنے لئے حالتِ مسکینی کی دعا فرمائی۔ اب اگر کوئی صاحبِ مال اتباع سنت کے مطابق سادگی کے ساتھ دعوتِ ولیمہ دے تو اس کی عزت بڑھے گی کم نہیں ہو گی کہ ہماری عزت اور بڑائی حضورؐ کی غلامی میں ہے۔ ان کی سنتوں کا اتباع ہمارے امراض کا علاج ہے۔ اور اس سنت

میں غربا سے زیادہ امرا کو سبق سکھایا گیا ہے کہ وہ استطاعت کے باوجود سادگی اختیار کریں تاکہ اس کا رواج ہو جائے اور غریبوں کی پردہ پوشی ہو اور انہیں احساسِ کمتری سے بچایا جائے۔ مالدار لوگوں کو اس سنت کی پیروی میں یہ ثواب الگ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنتِ رسول اکرمؐ کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اب فقہِ حنفی کی رو سے دعوتِ ولیمہ کے آداب اور اسکا طریقہ کار ملاحظہ فرمایئے۔

ولیمہ مسنونہ ولیمہ اس ضیافت کا نام ہے۔ جو زفاف کے بعد کی جائے۔ یہ دعوت اپنی حیثیت کے مطابق شوہر کو کرنی چاہیئے۔ اگر جانور ذبح کرنے کا مقدور ہو تو سنت یہ ہے کہ ایک بکری سے کم نہ ہو۔ اس سے زیادہ کی استطاعت ہو تو اس کے مطابق کر سکتا ہے۔

ولیمہ کا وقت دعوتِ ولیمہ زفاف کے بعد ہوتی ہے۔ اس کے بعد یعنی شب گذرنے کے بعد اگلے دن بھی اس کا وقت رہتا ہے۔ اس کے بعد دعوتِ ولیمہ بند ہو جاتی ہے۔

ولیمہ کی دعوت قبول کرنا دعوت کا قبول کرنا سنت ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ ہر دعوت قبول کرنا سنت ہے لیکن ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب کے برابر ہے۔ اس کا ترک کرنا جائز نہیں۔ بشرطیکہ دعوت اصولِ شرعیہ کے مطابق ہو۔ حسبِ ذیل شرائط کی پابندی نہ ہو تو دعوت قبول کرنا سنّت نہیں ہے۔

شرائطِ دعوت ۱۔ دعوت کرنے والا اعلانیہ فسق و فجور میں مبتلا نہ ہو۔ بدکار اور ظالم کی دعوت قبول کرنا مسنون نہیں ہے۔ بلکہ خلافِ اولیٰ

Marfat.com

ہے۔ لازم ہے کہ ظالموں کا کھانا کھانے سے پرہیز کیا جائے۔ خواہ وہ حلال ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ دعوت کرنے والے کی کمائی کا زیادہ حصّہ حرام کمائی کا نہ ہو۔ اگر اس کا علم ہو جائے۔ تو دعوت قبول کرنا واجب نہیں ہے اور اس کا کھانا نہ کھانا چاہیئے۔ جب تک یہ نہ بتایا جائے کہ جس مال سے دعوت کی گئی ہے وہ حلال کمائی کا ہے یا اس کے ورثہ میں آیا ہے۔ اگر اس کی کمائی کا بیشتر حصہ حلال کا ہو تو اس دعوت کو قبول کرنے اور کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۳۔ دعوتِ ولیمہ میں گناہ کی بات مثلاً شراب وغیرہ نہ ہو۔ اگر کسی نے دعوتِ ولیمہ میں بلایا اور یہ معلوم ہوا کہ وہاں خلافِ شرع باتیں ہیں تو اسکا قبول کرنا مسنون نہیں ہے۔ اگر اس کا علم نہ ہو تو دعوت قبول کرنے کا حکم ساقط نہ ہو گا۔

دعوت میں آنے کے بعد گناہ کی بات کا علم ہو۔ مثلاً شراب پینا یا مجسمہ کا موجود ہونا۔ اب اگر یہ دعوت کی جگہ میں ہی ہو تو وہاں نہیں بیٹھنا چاہیئے بلکہ واپس آجانا چاہیئے۔

اگر یہ صورت یعنی شراب اور بے حیائی کے کام دعوت والی جگہ سے کچھ فاصلہ پر ہوں لیکن ان کی آواز دعوت کی جگہ تک آتی ہو یا دکھائی دیتی ہوں تو اگر اس کا روکنا امکان میں ہو تو اس کو روکے کہ ایسا کرنا واجب ہے۔ اگر روکنا بس میں نہ ہو تو اگر بااثر شخصیت ہے کہ جس کی پیروی دوسرے کرتے ہوں تو لازم ہے کہ فوراً واپس آجائے کہ یہ بھی واجب ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے۔ کہ دوسرے اثر قبول کرتے ہوں تو بکراہیت بیٹھ جائے اور کھانا کھالے۔

Marfat.com

اگر دعوت میں جانے سے پیشتر ہی ان خرافات کا علم ہو جائے تو وہاں جانا حلال نہیں ہے۔ البتہ اگر اس کا اثر لوگوں پر ہے اور یہ وہاں جا کر اس برائی کو روک سکتا ہے تو ایسی صورت میں دعوت قبول کرنا اور وہاں جا کر برائی سے روکنا واجب ہے۔

(اقتباس از کتاب الفقہ مؤلفہ الشیخ عبدالرحمٰن الجزائری)

لمحۂ فکریہ یہ احکامات ہر دعوت اور ہر مجلس کے لئے ہیں۔ ان کے مطابق دعوت کرنے والا اور دعوت قبول کرنے والا دونوں کو عمل کرنا ضروری ہے۔

ولیمہ کی دعوت کے دعوت نامہ میں بطور خاص ولیمۂ مسنونہ تحریر کیا جاتا ہے۔ اسلئے یہاں خصوصی احتیاط لازم ہے کہ یہ محفل مسنونہ ہے۔ اسکا اعلان کیا جا رہا ہے۔

فرض کریں کہ کوئی غیر مسلم ایسی دعوت میں شریک ہو اور وہاں مخلوط اجتماع ہو یا کھڑے ہو کر کھانا ہو یا شراب اور رقص و بے حیائی کے کام ہوں تو وہ کیا اثر لے گا۔ جبکہ دعوت نامہ اسکو "ولیمۂ مسنونہ" کا دیا گیا ہے۔

غیر مسلم کے علاوہ بھی فی زمانہ بالخصوص نوجوان نسل جو بنیادی تعلیم اور بنیادی عقیدہ سے ہی کما حقہٗ واقف نہیں ہے۔ اگر وہ بھی غلط فہمی میں مبتلاء ہو جائے تو کوئی تعجب نہیں۔ اسلئے کہ وہ واقف نہیں اور انکی تعلیم کا بھی کوئی معقول انتظام نہیں۔

یہ ذمہ داری کس کی ہے؟

یہ ہماری، آپ کی، سب کی ذمّہ داری ہے کہ اپنی اولاد اور اپنی نئی نسل کو صحیح اسلامی تعلیم دیں۔ انکے عقائد اور اندازِ فکر کو اسلام کے راستہ پر گامزن کریں۔

اسی احساسِ ذمہ داری کے تحت یہ پمفلٹ پیشِ خدمت ہے کہ سہل اور آسان زبان میں خواص و عوام اپنی بنیادی تعلیم سے واقف ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

خرابیوں کی جڑ

یہ ہماری سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مت سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام خرابیوں کی جڑ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزمودہ فن ہے جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دنیا میں بھی سربلندی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے ——— اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضاجوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی، راستبازی، عدل و انصاف امانت، عفو و درگزر، احسان، مساوات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آز، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اوصاف مذمومہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے ——— لیکن اسلام قومی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امتِ شاہد اور امتِ وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جارہے ہیں ——— حالانکہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغربی مفکرین کی ایک بہت بڑی جماعت نوحہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگان تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر تو غور کریں۔ کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیرملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اس پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں۔ نیز ہر پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں۔

شکریہ

Marfat.com

ہمارا اصلاحی تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کر چکا ہے، جو پتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ جو ارباب خیر اپنی طرف سے تبلیغاً یہ لٹریچر خود یا ہماری معرفت چھپوا کر عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ آخرت بن سکتا ہے اور صدقہ جاریہ بھی۔

- وقت کا تقاضا۔ (شادی بیاہ پر مسرفانہ اور مشرکانہ رسومات کی حقیقت)
- زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن۔
- وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام۔
- مال و دولت کا بہترین مصرف۔
- نماز کے فضائل اور احکام و مسائل۔
- وتر مسنونہ کا طریقہ۔
- عظمت قرآن اور آداب تلاوت۔
- ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اس کی اہمیت)
- روزہ ایک اہم روحانی عبادت۔
- حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

رسائل کا گجراتی، سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ انگریزی اور ہندی ترجمے کا اہتمام ہو رہا ہے۔

یہ رسائل حسب ضرورت بلا قیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

- ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی
- جمعیت دہلی صدیقی برادری پاکستان ٹھٹھائی کمپاؤنڈ ایم اے جناح روڈ کراچی
- عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ) چہیک ملتان شہر فون نمبر ۲۶۶۵

پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں

پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں ــــ شکریہ

آرٹسٹک پرنٹنگ پریس
شہزادہ علی ۔ ملتان

Marfat.com

SEP 1978 LAHORE

نماز کے فضائل اور احکام و مسائل

ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی

ایڈیشن دوسرا

تعداد ۲۰۰۰

صدقہ جاریہ

جب ہم نے کتاب و سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، خرافات و فحاشات کو ترجیح دینی شروع کی ہے۔ دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعار و اقدار کی بجائے غیر اسلامی تہذیب کو اپنانا شروع کیا ہے تب سے ہم گوناگوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کمی کی وجہ سے ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے ان کا جاننا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمعیۃ دہلی صدیقی برادری (پاکستان)، کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تبلیغ نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں۔ یا ہماری معرفت یہ طبع کرا کر تقسیم کرا سکتے ہیں اور اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرضِ کفایہ ادا کر سکتے ہیں۔ جس کیلئے سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی ہے کہ:۔

"اللہ اس آدمی کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یاد کی پھر انہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا۔ جنہوں نے نہ سنی تھی"۔

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت کا پورا انتظام ہے۔ اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد، بآسانی اور بارعایت چھپ سکتے ہیں۔

منشی عبدالرحمن خان، ناظم اعلیٰ عالمی ادارۂ اشاعتِ علوم اسلامیہ، جھنگ، ملتان شہر

Marfat.com

نماز کے فضائل احکام اور مسائل

(از جناب محمد منصور الزماں صاحب صدیقی کراچی)

نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سب سے اہم رکن ہے۔ اسکا انکار کرنے والا کافر اور دین سے خارج ہے۔ اس پر عمل نہ کرنے والا سخت گنہگار اور دین سے خارج ہونے کے قریب ہے۔ نماز ہی ایسا رکن ہے کہ جس کے بارہ میں قرآن کریم میں کم و بیش ایک سَو بار حکم ہوا ہے۔ ایسا کسی دوسرے رکن کیلئے نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ عالی صرف ایک مرتبہ جس کام کے کرنے کیلئے یا جس بات سے منع کرنے کیلئے آیا ہو وہ حکم بجالانا فرض اور اصل ایمان ہے۔ لیکن نماز کے لئے کم و بیش سَو مرتبہ حکم سے اس کی اہمیت ظاہر ہے۔

فرمانِ نبی اُمّیؐ نماز کے لئے حضور محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے" نماز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ عبادت ہے۔ اس کے علاوہ بیشمار احادیث نماز کے بارہ میں موجود ہیں نماز نہ پڑھنے والوں کے لئے فرمایا کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ نصرانی ہو کر مرے یا یہودی، دوسری بار ارشاد ہوا کہ:۔

"نماز مومن اور کافر کے درمیان فرق ہے" (مفہوم)

یعنی کافر اور مسلمان میں امتیاز اور فرق نماز کا ہے۔ کیونکہ نماز ہی مومن کی پہچان ہے۔

معراجِ مومن نماز ملت اسلامیہ کے لیے معراج ہے۔ اس عبادت میں بندہ اپنے خالق کے قریب ہوتا ہے۔ بشرطیکہ صحیح معنوں میں خیال اور عمل کی پاکیزگی کے ساتھ نماز ادا کی جائے اور صحیح نماز یہ ہے کہ نماز ادا کرنے والا یہ محسوس کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ یہ کیفیت ہی معراج ہے۔ یہ نماز کا اعجاز اور انعام ہے۔ نماز کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا یہ محسوس کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہے ہیں۔ ایسا محسوس کرنے والا بھی حتی الامکان نماز کی ادائیگی خاطر خواہ کرے گا۔ کیونکہ مالک کے سامنے غلام جو کام کریگا احتیاط سے کرے گا۔

نماز کیا ہے نماز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اسکی بزرگی کا بیان ہے نماز اپنے عجز اور اپنی کمزوری کا اعتراف ہے۔ نماز اپنے خالق اور مالک کے حضور حاضر ہونا اور اپنے دین و دنیا کے لئے نعمتیں طلب کرنا ہے۔ یعنی فرض بھی ادا ہوگیا اور انعام بھی حاصل کر لیا۔ نماز کی دعاؤں میں یہی مضامین ہیں۔

نماز سب کیلئے نماز صرف انسان ہی ادا نہیں کرتا بلکہ شجر و حجر۔ چرند پرند وحشی اور جنگلی جانور۔ تمام مخلوق نماز یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ادا کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ" یعنی ہر ایک نے اپنی نماز اور تسبیح کو جان لیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ درختوں کی نماز قیام ہے۔ انکا سیدھا کھڑا ہونا انکی نماز ہے۔ گویا نماز میں ہاتھ باندھکر کھڑے ہیں۔ چوپائے۔ چرند و رند بہائم اور وحوش

Marfat.com

حالت رکوع میں ہیں۔ یہ انکی نماز ہے۔

حشرات الارض۔ سانپ۔ بچھو۔ چھپکلی اور کیڑے مکوڑے بحالت سجدہ ہیں۔ یہی انکی نماز ہے۔ پہاڑ بحالت تشہد و قعود ہیں۔ گویا التحیات پڑھ رہے ہیں۔ پرندوں کی نماز اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر اڑنا ہے گویا ابھی قیام تھا۔ اب رکوع ہوا۔ اب سجدہ ہوا اسکے بعد پھر قیام میں چلے گئے۔ یہی پرندوں کی نماز ہے۔ سیاروں اور آسمانوں کی گردش اور دوران انکی نماز ہے۔ ایک نقطہ سے گھوم کر پھر اسی جگہ واپس آتے ہیں جیسا کہ انسان ایک رکعت ادا کرکے پھر واپس حالت قیام میں آتا ہے۔ غرض کہ ساری کائنات اور مخلوق حق تعالیٰ شانہ کی نماز اور تسبیح کرتے ہیں۔

اشرف المخلوقات کی نماز

انسان اشرف المخلوقات اور زمین پر اللہ رب العزّت کا خلیفہ ہے۔ اسلئے اسکی نماز قیام رکوع تشہد قعود سجدہ سب ہی ادا کرکے مکمل ہوتی ہے۔

نماز کی فضیلت

نماز کی خصوصیت اور فضیلت اسطرح سمجھئے کہ اسلامی عقاید اور تمام بنیادی ارکان کے جزئیات نماز میں شامل ہیں: یعنی بنیادی ارکانِ اسلامی توحید۔ نماز۔ روزہ۔ زکواۃ اور حج ہر رکن نماز میں شامل ہے۔

نمبر۱۔ عقیدہ توحید اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی کا اقرار خود نماز کی نیّت ہے۔ یعنی نماز اللہ کی عبادت کیلئے ادا کی جاتی ہے۔ نمبر۲۔ روزہ میں کھانا پینا اور جماع حرام ہے۔ نماز میں بھی یہی صورت ہے۔ بلکہ اس میں سلام و کلام بھی ممنوع ہے۔

Marfat.com

اسطرح روزہ کا حصہ بھی نماز میں شامل ہو گیا۔ نمبر ۲۔ زکواۃ مال کو صاف و پاک کرنے کیلئے ادا کی جاتی ہے۔ نماز جسمانی زکواۃ ہے۔ جسم اور لباس پاک نہ ہو تو نماز ادا نہیں ہوتی۔ زکواۃ بھی تزکیہ نفس ہے۔ نماز بھی تزکیہ نفس ہے۔ نمبر ۴۔ حج ایک مجاہدہ ہے جسمانی اور مالی دونوں طرح تزکیہ ہے۔ نماز بھی پورا مجاہدہ ہے۔ پانچ وقت پابندی اوقات کے ساتھ نماز ادا کرنا۔ مسجد میں جانا اور اپنے آرام کو چھوڑ کر وقت پر نماز ادا کرنا مجاہدہ ہی ہے۔ اسطرح حج کا بھی جز شامل ہو جاتا ہے۔

اسطرح جو شخص نماز ادا کرتا ہے وہ نماز کے اوقات میں روزہ بھی رکھتا ہے۔ جسمانی زکواۃ بھی ادا کرتا ہے اور حج کا مجاہدہ بھی پورا کرتا ہے۔

روزہ سفر اور علالت میں ملتوی ہو جاتا ہے۔ زکواۃ صرف صاحب نصاب پر واجب ہے اور حج کے لیے سفر خرچ کی استطاعت اور صحت مند ہونیکی شرط ہے۔ یعنی نابینا۔ لنگڑا۔ معذور۔ محتاج اور غریب آدمی پر حج فرض نہیں ہے۔ زکواۃ بھی صرف مالدار پر فرض ہے۔ غریب پر نہیں ہے۔ لیکن نماز ہر ذی ہوش عاقل بالغ پر فرض ہے۔ بوڑھا جوان عورت۔ مرد۔ امیر۔ غریب۔ مالدار۔ مفلس معذور محتاج۔ نابینا۔ غرضکہ ہر مسلمان پر نماز فرض ہے۔ حتیٰ کہ بیمار پر بھی نماز فرض ہے۔

حج عمر میں ایک بار فرض ہے۔ نماز ہر روز ہر دن پانچ مرتبہ ادا کرنا فرض ہے۔ کھڑے ہو کر ادا نہ کر سکے تو بیٹھ کر ادا کرے۔ یہ بھی ہمت نہ ہو تو لیٹ کر نماز ادا کرے۔ بحالت مجبوری اشاروں سے ادا کرے۔ جماعت سے ہمت نہ ہو تو تنہا ادا کرے۔ سفر میں ہو تو قصر ادا کرے۔ غرضکہ بلوغت سے موت تک ہر نماز فرض ہے۔ جسکو ادا کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

دنیاوی فائدے باجماعت نماز ادا کرنے والا وقت کا پابند اور ایفائے عہد کا عادی ہو جاتا ہے۔ پڑوس کی شادی وغمی سے باخبر اور ہمسایہ کی خیر وعافیت کا علم ہو جاتا ہے۔ نماز ادا کرنے والا پاک صاف رہتا ہے۔ اسکا لباس اور جسم غلاظتوں سے پاک رہتا ہے۔

دن میں پانچ بار وضو کرنے والا صاف ستھرا اور میل کچیل سے محفوظ رہتا ہے نمازی آدمی بے حیائی اور فحش باتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اسکی روزی میں برکت ہوتی ہے۔ غرضیکہ دین و دنیا کے بیشمار فوائد ہیں۔

دین کے فائدے سب سے بڑا فائدہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا حاصل ہونا ہے۔ کہ یہی انسان کی کامیابی ہے۔ اس خوشنودی کا حاصل ہو جانا ہی زندگی کا مقصد ہے۔ یوم حساب یعنی قیامت کے دن سب سے پہلا سوال نماز کا ہوگا۔ جس کا یہ جواب درست ہوگیا۔ امید ہے اسکے دوسرے جوابات بھی درست ہونگے اور جس کا یہ جواب غلط ہوا اسکا ہر جواب غلط ہو جائے گا۔ ؎

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پرسشِ نماز بود

شیطانی وسوسہ نماز کی اہمیت کے پیش نظر شیطانی وسوسے بھی اسقدر ہیں کہ جنکا شمار نہیں۔ نماز فرض ہے۔ ہر حال میں فرض ہے۔ اسکی ادائیگی ہونی چاہیئے۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ نماز دل سے ہوتی ہے۔ دکھاوے کی نماز کیا پڑھیں۔ جب توفیق ہوگی دل سے ادا کریں

Marfat.com

گے۔ یہ بھی وسوسہ شیطانی ہے۔

دنیا میں بہت سے فرائض دل سے ادا نہیں کئے جاتے۔ لیکن فرض کی اہمیت کے پیشِ نظر ادا کرنا پڑتے ہیں۔ یہ صورت ابتدائی ہوتی ہے۔ جب فرض کی پکار محسوس ہوتی ہے اور اسکی ادائیگی کی لگن ہو جاتی ہے تو ہر حال میں اس کی ادائیگی فرحت بخش اور سکون قلب کا باعث ہوتی ہے۔

اللہ کا سپاہی

کبھی آپ نے غور کیا ہو تو آپ محسوس کریں گے کہ چوراہے پر ڈیوٹی ادا کرنے والا ٹریفک کا سپاہی ہر موسم اور ہر حال میں ڈیوٹی ادا کرتا ہے۔ سخت گرمی میں۔ دوپہر کی شدید دھوپ میں۔ جاڑے کی صبح و شام میں برسات کے موسم میں غرضکہ ہر موسم میں۔ ہر حالت میں اپنی ڈیوٹی ادا کرتا ہے۔

یقیناً بعض حالات میں یہ بھی آرام کرنا پسند کرتا ہے۔ لیکن معمولی معاوضہ کے عوض جو فرض سونپا گیا ہے اسکو ادا کرتا ہے۔ ادائیگی فرض کے بعد آرام کا مرحلہ آتا ہے۔ اپنے فرض کی ادائیگی دل سے کرتا ہے تو انعام و اکرام اور ترقی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اگر صرف فرض کی ادائیگی کے جذبہ کے تحت ڈیوٹی انجام دیتا ہے۔ تب بھی ڈیوٹی سے غافل نہیں ہوتا۔ خواہ موسم کتنا ہی تکلیف دہ اور صبر آزما ہو۔ ادائیگی فرض سے کوتاہی سرزنش اور سزا کی موجب ہے۔ اگر کسی وقت یہ شخص یہ کہہ دے کہ دل نہیں چاہتا۔ جب دل چاہے گا تو کام کرونگا تو کیا یہ ملازمت میں رہے گا۔ ظاہر ہے کہ اسکی ملازمت ختم کر دی جائے گی۔ ہاں خاص حالات اور ضرورت کے تحت رخصت حاصل ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

یہی صورت ہم نماز یا دیگر شعائر اسلامی کے لئے اپنی ذات پر سمجھ لیں تو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔ مسلمان اللہ کا سپاہی ہے۔ اور اسکا انعام واکرام بھی طے شدہ ہے۔

تزکیہ نفس

بنیادی طور پر ادائیگی فرض کے لئے دل کا چاہنا ضروری نہیں۔ بغیر اسکے بھی فرض ادا کرنا پڑے گا۔ ہاں فرض کی محبت ہو جائے اور اسکی تکمیل میں فرحت ہونے لگے تو یہ انعام واکرام کا موجب ہو جائے گا۔ گو یا مزید ترقی واکرام حاصل ہوگا۔ بنیادی طور پر ادائیگی فرض اپنی جگہ برقرار ہے۔ اسکا آپکی پسند اور ناپسند سے تعلق نہیں۔ دل یعنی نفس کے خلاف پابندی سے نماز ادا کرنا ہی تزکیہ نفس ہے۔ یہی صورت دیگر عبادات کے لئے ہے۔

بعض اصحاب مدت العمر یہ سوچتے رہتے ہیں کہ کل سے نماز شروع کریں گے۔ آج کپڑے ناپاک ہیں۔ کل غسل کر کے نماز پڑھونگا یا اب کے جمعہ سے نماز شروع کرونگا یہ سب شیطانی دھوکہ ہے۔ جو لوگ اسطرح کہتے اور کرتے ہیں وہ کبھی عمل نہیں کرتے اور شیطان کے دھوکہ میں پھنس کر فرض سے غافل رہتے ہیں۔

کارِ خیر

کارِ خیر میں استخارہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جس وقت اور جس لمحہ توفیقِ الٰہی حاصل ہو اسی وقت اہتمام نماز میں مصروف ہو جائے۔ غسل یا وضو کی ضرورت ہو تو غسل اور وضو کرے لباس غلیظ ہو تبدیل کرے۔ دھولے کچھ بھی کرے نماز ادا کرے۔ اسطرح فوری عمل آئندہ کے لئے آسانی پیدا کر دیگا۔ ورنہ وقت گذرتا جائیگا اور غفلت کے پردے پڑتے رہیں گے۔

Marfat.com

قضائے عمری نماز خالص جسمانی اور روحانی عبادت ہے جو خود ہی ادا کرنی ہوگی۔ کوئی دوسرا اسکی طرف سے نماز ادا نہیں کر سکتا۔ زکواۃ ادا کرنے کیلئے وکیل مقرر کیا جا سکتا ہے۔ زکواۃ مال کی قیمت کے مطابق کم و بیش بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن نماز پانچ وقت فرض ہے۔ اس میں کسی حال میں کمی نہیں نہ کوئی وکیل ادا کر سکتا ہے۔

حج کے لئے دوسرا آدمی جا کر حج بدل کر سکتا ہے (صرف ضعیف افراد اور محرم نہ رکھنے والی مستورات کے لیے) یا انتقال کے بعد حج بدل ہو سکتا ہے۔ نماز کا کوئی بدل نہیں۔ نماز خود ہی ادا کرنی ہوگی۔ حتیٰ کہ جو قضا ہو گئیں ہیں۔ ان کو بھی خود ادا کرنا ہوگا۔ البتہ بعد انتقال قضائے عمری کا فدیہ ادا کیا جا سکتا ہے۔

قضائے عمری میں فرض اور واجب نماز ادا کرے خواہ مسلسل اور متواتر ادا کرے یا ہر روز کچھ نمازیں قضائے عمری کی نیّت سے ادا کرے۔

اوّل یہ حساب لگا لیا جائے کہ کب سے نمازیں قضا ہیں۔ اس عرصہ کی نمازیں ادا کرے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ چند نمازیں ادا کرتا جائے۔

نیّت قضائے عمری اسکی نیت اسطرح کرے کہ نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز فرض فجر جو میرے ذمہ سب سے پہلے کی باقی ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف۔ اللہ اکبر۔ یعنی ہر نماز میں "سب سے پہلے کی باقی ہے" کہے تو وہ سب سے پہلی نماز کی قضا ادا ہو جائے گی۔ اسطرح ہر روز جو نماز سب سے پہلی باقی ہوگی وہ ادا ہوتی جائے گی۔

فدیۂ قضاء نمازوں کا فدیۂ زندگی میں نہیں دیا جا سکتا۔ بعد انتقال اگر وصیت ہے تو حصہ ثلث میں سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ ورثا اپنی مرضی سے بھی دے سکتے ہیں۔ اولاد اپنے والدین اور اجداد کی مغفرت کے لئے خود اپنی طرف سے اپنے مال سے فدیہ ادا کر سکتی ہے۔ یہ انکی طرف سے ہدیہ ہوگا۔ والدین کا ورثہ حاصل کرنے والی اولاد کو خاص طور پر یہ ہدیہ پیش کرنا چاہیئے۔ یوں بھی یہ سعادت ہے۔ یہ بھی قرض ہے جو مرحوم والدین پر باقی ہے۔ اگر اولاد ادا کر دے تو اس کو بھی اجر و ثواب ہے۔ اور والدین کی خدمت کا حق بھی ادا ہوگا۔ اولاد کے علاوہ بھی دوست احباب۔ عزیز و اقربا فدیہ ادا کر سکتے ہیں۔

فدیۂ کسطرح ادا ہو پونے دو سیر گیہوں ہر نماز اور ہر روزہ کیلئے فدیہ ہے۔ ایک دن کی چھ نمازیں ہوتی ہیں۔ یعنی پانچ فرض، ایک واجب۔ اسطرح ساڑھے دس سیر گیہوں یا اسکی بازار کے بھاؤ سے قیمت ہر دن کے لئے فدیہ ہوتی ہے۔

روزہ کے لئے بھی یہی فدیہ ہے۔ یعنی ہر فرض روزہ کے عوض پونے دو سیر گیہوں فدیہ کی جائے گی۔ روزہ کا فدیہ ضعیف ناتواں خود اپنی زندگی میں ادا کر سکتا ہے۔ نماز کا ادا نہیں کر سکتا۔

شرائط نماز سات چیزیں شرائط نماز ہیں۔ انکے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

۱۔ جسم کا پاک ہونا۔ ۲۔ جسم پر استعمال کا لباس پاک ہونا۔
۳۔ نماز کی جگہ کا پاک ہونا۔ ۴۔ قبلہ رو ہو کر نماز ادا کرنا۔ ۵۔ ستر کو چھپانا۔
۶۔ نماز کا وقت ہونا۔ ۷۔ نماز کی نیت کرنا۔

Marfat.com

جسم کی پاکی غسل اور وضو سے ہوتی ہے۔ اگر غسل کی حاجت ہے تو غسل لازم ہے ورنہ وضو کرنا ضروری ہے۔

شرط نمبر ۵ یعنی ستر کے بارہ میں وضاحت ضروری ہے۔

سترِ رجال مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے۔ ناف کا نشان اور گھٹنے کی نیچے والی آخری ہڈی کہ جس کے بعد پنڈلی شروع ہوتی ہے، ستر میں شامل ہے یعنی اتنے حصہ کا چھپانا لازم اور فرض ہے۔ ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

تہمد استعمال کرنے والے حضرات اور احرام پوش حاجی صاحبان خصوصیت سے توجہ فرمائیں۔ ناف کا نشان کھلا رہنا بھی نماز نہ ہونیکا باعث ہوگا۔

اور اگر اس حالت میں طواف کیا تو وہ بھی نہیں ہوگا۔ بلکہ اس صورت میں مسجد میں جانا بھی منع ہے اور موجب عتاب ہے۔ ایسا کرنا حرام ہے۔

سترِ مستورات مستورات کا ستر انکا تمام جسم ہے۔ چہرہ۔ پیشانی سے حلقوم تک دونوں ہاتھ گٹوں کے بعد سے یعنی ہتھیلیاں اور انکی پشت دونوں پیر یعنی ٹخنوں کے بعد تلوے اور پیر کھلے رہ سکتے ہیں۔

باقی تمام جسم اور سر ستر میں شامل ہے۔

افسوس ہے کہ ہر گھر میں خواہ وہ دیندار اور حاجی نمازی خاندان ہو، وہاں بھی اسکا احساس نہیں اور مستورات بغیر ستر کے رشتہ داروں اور ملازمین کے سامنے ہوتی ہیں۔ اس حالت میں نماز بھی نہیں ہوتی۔

نماز کے لئے ستر پوشی شرط ہے۔ اگر کوئی خاتون ایسا لباس پہنے کہ اسکی کلائیاں کھلی ہوں یا ایسا دوپٹہ باریک اوڑھے کہ جس سے سر کے بالوں کا رنگ

جھلکتا ہو تو نماز نہیں ہو گی کہ یہ ستر کے خلاف ہے۔

گریبان آگے پیچھے سے کھلا ہو یا اس قدر بڑا ہو کہ جسم نظر آتا ہو تو بے حیائی اور بے شرمی ہے۔ پورے سر کا چھپانا اور جسم کا پردہ میں رہنا ضروری ہے۔ احتیاط کی ضرورت ہے کہ مسئلہ سے ناواقفیت عمر بھر کی نماز اور عبادت کو ضائع کر رہی ہے۔ نماز ادا کرنی ہے تو نماز کی شرائط کے مطابق ادا ہو گی۔ بے وضو نماز پڑھنا اور ستر کا کھلا ہونا دونوں یکساں ہیں۔ دونوں میں نماز نہیں ہو گی۔

عام حالت میں بے وضو رہنا گناہ نہیں لیکن عام حالت میں بھی ستر کا کھلا ہونا سخت گناہ اور بے حیائی ہے۔ اور حرام ہے۔

نماز کے فرض نماز میں چھ ارکان ہیں۔ ان کو فرائضِ نماز کہتے ہیں۔ اسکے ترک ہو جانے سے نماز نہیں ہو گی:۔

۱۔ تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہہ کر نماز کی نیت باندھنا۔

۲۔ قیام: یعنی نیت کے بعد ہاتھ باندھکر کھڑا ہونا۔

۳۔ تلاوت۔ حالتِ قیام میں قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔

۴۔ رکوع کرنا۔

۵۔ ہر رکعت میں دو سجدے کرنا۔

۶۔ قعدہ آخر۔ یعنی سلام پھیرنے سے قبل التحیات پڑھنا۔

ان میں کوئی چیز رہ جائے گی تو نماز نہیں ہو گی۔

واجبات نماز نماز میں مندرجہ ذیل چودہ واجبات ہیں۔ ان کے ترک ہونے پر سجدہ سہو کرنا لازم ہے:۔

۱۔ سورۃ فاتحہ پڑھنا۔

۲۔ دوسری سورۃ سے قبل سورہ فاتحہ پڑھنا۔

۳۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں اور سنت نفل واجب نمازوں میں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت یا آیت تلاوت کرنا۔

۴۔ قومہ۔ یعنی رکوع سے اٹھکر سیدھا کھڑا ہونا۔

۵۔ جلسہ۔ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔

۶۔ تعدیل ارکان۔ یعنی رکوع سجدہ اور دیگر سب ارکان بسہولت اور ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا۔

۷۔ ترتیب۔ یعنی نماز کے ارکان میں ترتیب کا خیال رکھنا۔

۸۔ تین اور چار رکعت والی نمازوں میں دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنا۔

۹۔ دو رکعت کے بعد بھی اور تیسری یا چوتھی رکعت میں قعدہ میں التحیات پڑھنا۔

۱۰۔ التحیات کے بعد تیسری رکعت کیلئے فوری کھڑا ہونا (اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہے)۔

۱۱۔ نماز میں قرأت جہری اور خفی کا خیال رکھنا یعنی جس میں بلند آواز سے تلاوت ہو۔ اس میں بلند آواز سے تلاوت کرنا اور دوسری میں خفی تلاوت کرنا۔

۱۲۔ سلام کہہ کر نماز سے سلام پھیرنا۔

۱۳۔ وتر نماز کے لئے دعا قنوت سے قبل تیسری رکعت میں تکبیر کہنا اور رکوع سے قبل دعا قنوت پڑھنا۔

۱۴۔ نماز عیدین میں چھ تکبیریں زیادہ کہنا۔

Marfat.com

یہ چودّہ[۱۴] ارکان واجب ہیں۔ اسکے ترک کی صورت اور تاخیر کرنے میں یعنی غلطی سے کوئی رہ جائے یا تاخیر سے ادا کرے تو سجدہ سہو کرنا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہو گی۔

سجدۂ سہو

سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخر میں جب التحیات پڑھ لے تو درود شریف اور دعاسے قبل سیدھی جانب ایک سلام پھیر کر سجدہ کرے۔ اس سجدہ کے بعد پھر التحیات پڑھکر معمول کے مطابق درود شریف، دعا وغیرہ پڑھکر سلام پھیر دے۔ یہ سجدہ سہو کہلاتا ہے۔

مفسداتِ نماز

جن کاموں کے کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ وہ مفسدات کہلاتے ہیں۔ انکی مختصر فہرست درجِ ذیل ہے:۔

حالت نماز میں بات کرنا۔ سلام کا جواب دینا۔ چھینک پر الحمد اللہ کہنا یا کسی بھی عنوان سے کوئی ایسا کلمہ ادا کرنا جو نماز سے متعلق نہ ہو۔ درد یا تکلیف سے آہ اُف کرنا۔ اپنے امام کے سوا کسی اور کو غلطی پر لقمہ دینا۔ دیکھکر قرآن شریف کی تلاوت کرنا۔ قرآن شریف کی تلاوت میں ایسی غلطی کرنا کہ جس سے معنی تبدیل ہو جائیں۔ قصداً یا سہواً کھانا پینا۔ قبلہ کی جانب سے بلا عذر رُخ تبدیل کر لینا۔ نماز پڑھتے میں صفوں سے آگے پیچھے ہونا۔ ستر کھل جانے پر فوری درست نہ کرنا ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔ مقتدی کا امام سے آگے بڑھ جانا۔ نماز میں ایسی دعا کرنا کہ جو عادتاً کسی آدمی سے چیز مانگنے میں کی جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

نقشہ نماز فرض

نام	کل رکعات	سنت قبل فرض	فرض	سنت بعد فرض	واجب	نفل
فجر	۴	۲ مؤکدہ	۲ جہری	×	×	×
ظہر	۱۲	۴ مؤکدہ	۴ خفی	۲ مؤکدہ	×	۲
عصر	۸	۴ غیر مؤکدہ	۴ خفی	×	×	×
مغرب	۷	×	۳ جہری	۲ مؤکدہ	×	۲
عشاء	۱۷	۴ غیر مؤکدہ	۴ جہری	۲ مؤکدہ	۳ وتر	۲-۲ دو وتر سے قبل دو بعد میں
جمعہ	۱۴	۴ مؤکدہ	۲ جہری	۴-۲ مؤکدہ	×	۲

سنتِ مؤکدہ ادا کرنا ضروری ہیں۔ غیر مؤکدہ اور نفل اختیاری ہیں۔ تمام سنتیں اور نوافل اور ظہر و عصر کے فرض خفی تلاوت والے ہیں۔ فجر۔ مغرب۔ عشاء اور نمازِ جمعہ میں قرأت جہری ہے۔ اکیلا نماز ادا کرنے والا ان نمازوں میں خفی تلاوت کرے۔ نیز نمازِ جمعہ تنہا نہیں پڑھ سکتا۔ جمعہ قضا ہو جائے تو ظہر کے فرض پڑھنا ہونگے۔

اوقات نماز

فجر۔ صبحِ صادق کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک۔ افضل وقت طلوع سے اتنی دیر قبل ہے کہ اگر نماز میں غلطی ہو جائے اور نماز دُہرانی پڑے تو سہولت سے نماز ادا کرلی جائے۔

اشراق۔ طلوعِ آفتاب کے بعد اس وقت جب آفتاب بلند ہو جائے۔ دو رکعت نفل

Marfat.com

نماز اشراق کہلاتے ہیں۔

چاشت۔ زوال آفتاب سے قبل چار رکعت نفل ادا کرنا۔ اسکا وقت زوالِ آفتاب سے قبل تک ہے۔

ظہر۔ زوال آفتاب کے بعد سے اسوقت تک کہ جب سایہ ڈیوڑھا ہو جائے۔ ظہر کا وقت ہے۔

عصر۔ سایہ دوگنا ہونے سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک عصر کا وقت ہے۔

مغرب۔ غروب آفتاب سے اسوقت تک کہ جب تک شفق آسمان پر نظر آئے۔ مغرب کا وقت ہے۔

اوّابین۔ مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت نفل ادا کرنا اوّابین کی نماز ہے۔

عشاء۔ شفق کے غروب ہونے کے بعد نصف شب تک وقت ہے۔

تہجد۔ رات کو سو کر اٹھنے کے بعد نصف شب سے صبح صادق تک ۸ رکعت نفل نماز تہجد ہے۔

مکروہ اوقات طلوع۔ زوال اور غروب آفتاب کے وقت نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک فجر کی نماز کے علاوہ نوافل وغیرہ نہیں پڑھنا چاہیئے۔ اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک نوافل نہ پڑھیں البتہ ان اوقات میں قضا نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔

احتیاطِ لازم نماز سے قبل جسم لباس اور جگہ کی پاکیزگی کی تحقیق کرنی ضروری ہے۔ اس کے بعد وضو کرے اور قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھے۔ نماز میں تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر جس سے نماز شروع ہوتی ہے۔ کہنا ضروری ہے۔ یہ فرض

Marfat.com

ہے تکبیر تحریمہ اور نیت نماز ضروری ہے۔

نماز ترتیب اور سکون و آرام سے ادا کرنا چاہیئے۔ تعدیل ارکان یعنی ٹھہر ٹھہر کر آرام سے نماز ادا کرنا واجب ہے اور کسی واجب کا ترک نماز کو ختم کرنے کے مصداق ہے۔ بعض لوگ رکوع کے بعد سیدھے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ نیم استادہ ہو کر یعنی برائے نام رکوع سے سر اٹھا کر سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان سکون سے نہیں بیٹھتے بلکہ ریل گاڑی کی طرح عجلت کرتے ہیں۔ یہ دونوں صورتیں غلط ہیں۔ قومہ یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سکون سے بیٹھنا واجب ہے اور چونکہ عادتاً اسطرح کیا جاتا ہے۔ سجدۂ سہو کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ اسلئے نماز نہیں ہوتی۔ اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

سجدہ میں پیشانی اور ناک دونوں کا زمین پر مس ہونا ضروری ہے۔ سجدوں میں دونوں پیروں کی انگلیاں زمین پر سیدھی کھڑی رہنی چاہیئیں ورنہ سجدہ درست نہیں ہوگا۔

حقِ عبادت

نماز میں سکون اور اطمینان ہونا چاہیئے۔ اسی لئے حکم ہے کہ بھوک پیاس اور حوائج ضروریہ محسوس ہوں تو ان سے فراغت پا کر سکون سے نماز ادا کرے۔ نماز میں قرآن کریم کی تلاوت اس لحاظ سے بھی سکون اور آرام سے کرنی چاہیئے کہ قرآن کریم کی تلاوت کے لئے ترتیل کا حکم ہے۔ یعنی ٹھہر ٹھہر کر آرام سے الفاظ اور مخرج کی ادائیگی کے ساتھ تلاوت کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

عجلت کے ساتھ جلدی میں صحیح تلفظ ادا نہیں ہوتا۔ سکون کے ساتھ تلاوت کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد رکوع۔ قومہ۔ سجدہ۔ جلسہ ہر موقعہ پر اتنی دیر ٹھہرنا چاہیئے کہ ایک سانس آجائے۔ یہ کم سے کم ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ایک ہی سانس میں رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ سب کچھ طے کر دیا جائے۔ اسطرح نماز نہیں ہوتی۔ بلکہ نماز کی نقل ہوتی ہے۔

روزِ محشر بہت سے نمازیوں کی نمازیں انکے منہ پر ماری جائیں گی اور نماز یہ درخواست کرے گی کہ جسطرح دنیا میں اس نے میرا حشر کیا ہے اسی طرح اسکا کیا جائے۔ اغلب یہ ہے کہ یہ نمازیں یہی ہونگی کہ جو رکوع اور سجدہ اور تلاوت کا حق ادا کئے بغیر ادا کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اصل نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت

نماز جماعت سے ادا کرنی ضروری ہے۔ اس میں بھی وسوسے ہوتے ہیں کہ اس امام کے پیچھے جائز ہے۔ اس کے پیچھے جائز نہیں۔ حقیقت صرف یہ ہے کہ امام عالم اور حافظ ہو تو افضل ہے ورنہ باشرع اور دیندار ہونا کافی ہے۔ مذہبی عقیدہ۔ رنگ۔ نسل اس میں مانع نہیں ہے۔ ایک متقی اور دیندار غلام بھی جماعت کا امام ہو سکتا ہے۔

باجماعت نماز ادا کرنے میں صف سیدھی ہو۔ سب کی ایڑیاں ایک لائن میں ہوں۔ شانہ بہ شانہ یعنی کاندھے ملا کر کھڑے ہوں۔ ٹخنے کھلے ہوں یعنی شلوار پتلون اور پاجامے کی موریاں ٹخنوں سے اوپر ہوں۔ آجکل ان چیزوں کی احتیاط نہیں ہوتی۔ بالخصوص جمعہ اور عیدین میں درمیان میں جگہ باقی رہ جاتی ہے۔ نمازی الگ الگ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ صورت بنیادی طریق نماز کے خلاف ہے۔

اگر جماعت کھڑی ہو چکی ہے اور کوئی بعد میں پہنچے تو پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو، اسے جماعت سے ادا کرے۔ امام کی نماز ختم ہونے کے بعد کھڑے ہو کر اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرأت بھی کے ساتھ ادا کرے۔ اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے تو سجدہ سہو ادا کرے۔ گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے کہ پہلے قرأت والی اور پھر بے قرأت کی پڑھے۔ مثلاً ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شریک ہوا۔ تو اسکو چاہیئے کہ امام کے سلام پھیر لینے کے بعد کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملا کر رکوع و سجدہ کر کے قعدہ کرے یعنی بیٹھ کر التحیات پڑھے۔ اسلئے کہ یہ اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہوگی۔ اور پھر دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے۔ اسکے بعد قعدہ نہ کرے یعنی نہ بیٹھے۔ کیونکہ یہ رکعت، اس میں ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے۔ تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت نہ ملائے۔ کیونکہ یہ رکعت قرأت کی نہ تھی اور اس میں قعدہ کرے کہ یہ آخری قعدہ ہے۔

لباس

نماز کے لئے چست شرٹ اور پتلون پہن کر مسجد میں آنا نامناسب ہے بحالت مجبوری جائز ہے۔ نماز ہو جاتی ہے۔ لیکن عام حالت میں یہ لباس انتہائی نامناسب ہے۔ اوّل تو یہ لباس ہی مسلمانوں کا نہیں ہے۔ غیر مسلموں کی نقل ہے۔ دوئم یہ کہ اس لباس کی فٹنگ ہی اتنی چست ہوتی ہے کہ اعضاء کی نمائش کا اعلان ہوتا ہے جو حد درجہ غلط ہے۔ آپ کے آگے کوئی

Marfat.com

صاحب پتلون پہنکر نماز پڑھ رہے ہوں تو انکی پشت سجدہ میں جو صورت ظاہر کرے گی۔ کیا آپ پسند کریں گے کہ خود آپ بھی دوسروں کو ایسے نظر آئیں۔ لمبا کرتا جو ٹخنوں تک آتا ہے۔ جسکا رواج آج بھی سرحد اور سندھ و پنجاب کے اندرونی علاقوں میں ہے، نہایت ساتر لباس ہے۔ اس کرتے سے سُرین ڈھک جاتے ہیں اور اگر کبھی اتفاقیہ تہمد یا پاجامہ پھٹا ہو تو وہ بھی چھپ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر مہمان بنکر آنے والے اور اسکی عبادت کے وقت خاص پر حاضر ہونے والوں کا لباس اور طریق کار مسلمانوں جیسا تو ہونا چاہیئے بلکہ جسطرح آپ اپنے اعلیٰ افسروں۔ حاکموں یا آقاؤں کے سامنے اچھے سے اچھے لباس میں جاتے ہیں۔ اسی طرح احکم الحاکمین کے دربار میں حاضری کے وقت اچھے سے اچھا لباس زیب تن کرکے جانا چاہیئے۔

اصطلاحات نماز کے سلسلہ میں کتابوں میں جو اصطلاحات آتی ہیں۔ ان کے معنی درج ذیل ہیں:۔

تکبیر تحریمہ: پہلی تکبیر جس سے نماز شروع کی جاتی ہے۔

ثنا: سبحانک اللّٰھم و بحمدک و تبارک۔

تعوّذ: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

تسمیہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

تعوّذیتین: قرآن کریم کی آخری دو سورتیں۔ قُل اعوذ برب الفلق اور قُل اعوذ برب النّاس۔

قیام: نیّت باندھ کر کھڑا ہونا۔

قومہ: رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔

جلسہ: دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔

Marfat.com

قعدہ: دوسری یا تیسری چوتھی رکعت میں بیٹھنا۔ قعود اسکی جمع ہے۔

تشہّد: التحیات پڑھنا۔

لقمہ دینا: امام کی غلطی پر اسکو بتانا۔

سنّت مؤکّدہ: ایسی سنتیں جنکا پڑھنا ضروری ہے۔

سنّت غیر مؤکّدہ: اختیاری سنتیں جنکا پڑھنا نہ پڑھنا اختیاری ہے۔ پڑھنا افضل ہے۔

مفسداتِ نماز: جس سے نماز نہیں ہوتی۔

مکروہاتِ نماز: جس سے نماز تو ہو جاتی ہے لیکن کمی رہتی ہے۔

تعدیلِ ارکان: یعنی ٹھہر ٹھہر کر آرام و سکون سے ارکان ادا کرنا۔

طہارت کے احکام و مسائل

نماز کے لئے طہارت اور وضو لازم ہے۔ اب ان کے مسائل اور طریقِ کار پر بھی غور کرنا لازم ہے۔ کیونکہ طہارت عبادت کی بنیاد ہے۔

طہارت صفائی اور پاکیزگی کو عربی میں طہارت کہا جاتا ہے۔ چودہ سو برس قبل جب دنیا جہالت کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ صحرا عرب میں اسلام کی روشنی پھیلی۔ اس روشنی میں جس تہذیب نے جنم لیا اس میں جسمانی صفائی اور پاکیزگی کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

نصف ایمان اسلام نے صفائی اور طہارت کا جو معیار قائم کیا ہے۔ وہ دنیا کی ہر قوم سے بہتر اور اعلیٰ ہے۔ طہارت نصف ایمان ہے۔

Marfat.com

جسمانی صفائی اور پاکیزگی روحانی صفائی اور پاکیزگی کا پیش خیمہ ہے۔

طہارت کی اہمیت اس امر سے واضح ہے کہ بغیر طہارت کوئی عبادت مقبول نہیں ہے۔ مثلاً نماز بغیر وضو نہیں ہوتی اور وضو طہارت ہی کا ایک جز ہے۔

طہارت اور صفائی جسم و لباس کے علاوہ قیام و طعام کی جگہ عبادت کی جگہ۔ دفتر مکان۔ غرض کہ ہر مقام پر ضروری ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ حدیث شریف میں طہارت کو نصف ایمان فرمایا گیا ہے۔

طہارت کے طریق اور معیار کو سمجھنے کے لئے غلاظت سے بھی واقف ہونا ضروری ہے۔ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ کس چیز سے احتیاط کی جائے۔ کونسی چیز گندی ہے۔ احتیاط کیسے ہو سکتی ہے۔

اہم بات نماز کے لئے جس پاکیزگی اور طہارت کی ضرورت ہے۔ وہی معیار عام زندگی میں ہونا چاہیئے۔ نوجوان طبقہ اور یورپین تہذیب سے متاثر افراد طہارت کے بنیادی اصولوں سے ناواقف ہونیکی وجہ سے غسل جنابت تک نہیں کرتے اور اگر نہاتے بھی ہیں تو صرف جسم دھونا یعنی نہانا ہے۔ غسل کے ارکان ادا نہ کرنے کے باعث غلاظت برقرار رہتی ہے۔

نجاست کی اقسام اسلام نے نجاست کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ نجاست حکمیہ اور نجاستِ ظاہری۔ نجاستِ حکمی وہ ہے جو نظر نہ آئے۔ لیکن شریعتِ مطہرہ نے اسے نجاست قرار دیا ہے۔ اس کی بھی

Marfat.com

دو قسمیں ہیں۔ حدثِ اکبر اور حدث اصغر۔

حدث اکبر سے غسل واجب ہوتا ہے۔ اسکی مثال غسلِ جنابت کا واجب ہونا ہے۔ حدثِ اصغر کے بعد وضو واجب ہوتا ہے۔ مثلاً پیشاب پاخانہ کرنا یا ریح کا خارج ہونا۔

نجاستِ ظاہری وہ ہے جو نظر آرہی ہو۔ یعنی کپڑے یا جسم پر پیشاب پاخانہ خون شراب وغیرہ کا لگ جانا۔ اس میں بھی دو قسمیں ہیں۔ نجاستِ غلیظہ اور نجاستِ خفیفہ۔

نجاستِ غلیظہ اگر ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو جسم یا لباس کو پاک کرنا ضروری ہے۔ بغیر پاک کئے نماز نہیں ہوگی۔ نجاست خفیفہ کپڑے یا جسم کے اس حصہ سے چوتھائی ہو کہ جس پر یہ لگ جائے تو معاف ہے۔ نماز پڑھ سکتا ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ اسکو پاک کر کے نماز ادا کرے۔

نجاست کے احکام تمام جانوروں کا پاخانہ اور آدمی کا پیشاب پاخانہ منی۔ شراب۔ خون۔ مرغی، بطخ اور مور کی بیٹ نجاستِ غلیظہ ہے۔

حلال جانوروں کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے۔ حلال چڑیوں کی بیٹ پاک ہے۔ ذبح کے بعد گوشت کے اندر رہ جانے والا خون پاک ہے۔ ذبح کے وقت نکلنے والا خون ناپاک اور نجاست غلیظہ ہے۔

وضو واجب پیشاب پاخانہ کرنے کے بعد۔ ہوا کے خارج ہونے کے بعد نماز کے لئے وضو کرنا واجب ہے۔ تفصیل نواقض وضو میں آئیگی۔

Marfat.com

غسل واجب سوتے جاگتے میں شہوت کے ساتھ منی کا خارج ہونا۔ مرد کا قُبل یا دُبُر میں داخل کرنا (فاعل، مفعول، عورت مرد سب کے لئے) حیض کا ختم ہونا۔ نفاس کا بند ہونا۔ ان تمام صورتوں میں غسل واجب ہے۔

وضو کے فرائض وضو میں چار فرائض ہیں۔ نمبر۱۔ منہ دھونا یعنی پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں کی لَو تک خوب اچھی طرح منہ دھونا کہ بال برابر بھی خشک نہ رہے۔ نمبر۲۔ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا۔ نمبر۳ چوتھائی سَر کا مسح کرنا۔ نمبر۴۔ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔ ہاتھ اور پَیروں میں بھی بال برابر خشک جگہ نہ رہے۔ ورنہ وضو نہیں ہوگا۔

وضو کی سنتیں نمبر۱۔ نیت کرنا۔ نمبر۲۔ بسم اللہ پڑھنا۔ نمبر۳۔ پہلے دونوں ہاتھ دھونا۔ نمبر۴۔ کلّی کرنا۔ نمبر۵۔ مسواک کرنا۔ نمبر۶۔ ناک میں پانی دینا۔ نمبر۷۔ ہر عضو کو تین بار دھونا۔ نمبر۸۔ تمام سَر اور کانوں کا مسح کرنا۔ نمبر۹۔ داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا۔ نمبر۱۰۔ ایک عضو کے خشک ہونے سے قبل دوسرا دھونا یعنی متواتر وضو کرنا۔ نمبر۱۱۔ وضو کے فرضوں میں ترتیب کا خیال رکھنا۔ یعنی پہلے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا پھر منہ دھونا۔ مسح کرنا۔ آخر میں دونوں پَیر دھونا۔

مستحبات نمبر۱۔ گردن کا مسح کرنا۔ نمبر۲۔ قبلہ رخ بیٹھنا۔ نمبر۳۔ کلمہ شہادت پڑھنا۔ نمبر۴۔ ہر عضو ملکر دھونا۔ نمبر۵۔ داہنی طرف سے شروع کرنا۔ نمبر۶۔ بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر پینا۔ نمبر۷۔ خود وضو کرنا کسی سے مدد نہ لینا۔

Marfat.com

مکروہاتِ وضو نمبر۱۔ ناپاک جگہ وضو کرنا۔ نمبر۲۔ داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ نمبر۳۔ وضو کرتے وقت باتیں کرنا۔ نمبر۴۔ پانی زیادہ

نواقصِ وضو پاخانہ۔ پیشاب۔ ریح۔ مذی۔ کیڑے یا پتھری کنکری کا نکلنا۔ خون اور پیپ کا نکل کر بہنا۔ منہ بھر کے قے ہونا۔ آڑ لگا کر یا لیٹ کر سو جانا۔ مست اور بے ہوش ہو جانا۔ نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا۔ بدن میں سے کسی جگہ سے نجاست نکل کر بہہ جانا۔ ان تمام صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز و طواف کے لیے پھر وضو کرنا واجب ہے۔

غسل کے فرائض غسل میں تین فرائض ہیں۔ نمبر۱۔ کلی کرنا۔ نمبر۲۔ ناک میں پانی دینا۔ نمبر۳۔ تمام بدن پر ایک بار پانی بہانا۔

غسل کی سنّتیں غسل میں حسب ذیل امور سنت ہیں:۔

نمبر۱۔ جسم پر لگی ہوئی نجاست کو صاف کرنا۔ نمبر۲۔ اس کے بعد پاک ہونے کی نیّت کرنا۔ نمبر۳۔ وضو کرنا۔ نمبر۴۔ تمام بدن پر تین بار پانی بہانا۔ نمبر۵۔ بدن کو اچھی طرح مل کر غسل کرنا۔ تاکہ میل مٹی صاف ہو جائے۔

مسنون غسل جمعہ کے دن نماز جمعہ سے قبل غسل کرنا سنت ہے۔ عیدین کی نماز سے قبل اور احرام باندھنے سے قبل غسل کرنا اور حج کے دن عرفات میں زوال کے بعد غسل کرنا سنّت ہے۔

تیمّم غسل یا وضو دونوں کے لیے تیمّم بھی کیا جا سکتا ہے۔ تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ کسی پاک جگہ کی مٹی پر دونوں ہاتھ مل کر تمام چہرہ پر پھیرے اور دونوں ہاتھوں سے کہنی تک تمام کلائیوں پر پھیرے۔ تیمّم صرف اس

صورت میں جائز ہے کہ پانی میسر نہ ہو۔ پانی پر قدرت حاصل نہ ہو۔ رسی ڈول پانی نکالنے کا سامان نہ ہو۔ دشمن کا خوف ہو۔ پانی کے استعمال یعنی غسل اور وضو سے بیماری میں اضافہ یا ہلاکت کا اندیشہ ہو یا سفر میں ہو اور پانی ایک میل دُور ہو۔ اور نماز کا وقت ختم ہو رہا ہو۔ ان صورتوں میں تیمم جائز ہے۔ غسل اور وضو دونوں کے لیئے تیمم کا ایک ہی طریقہ ہے۔

تیمم کے فرائض تیمم میں تین فرض ہیں۔ نمبر۱۔ نیت کرنا یعنی یہ ارادہ کرنا کہ پاکی حاصل کرنے کیلئے تیمم کرتا ہوں۔ نمبر۲۔ تمام چہرہ پر مٹی کا مسح کرنا۔ نمبر۳۔ کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا۔

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ تیمم بھی ان سے ٹوٹ جاتا ہے۔ نیز پانی کا ملنا یا پانی کے استعمال پر قادر ہو جانا بھی تیمم کو توڑ دیتا ہے۔

احتیاط وضو میں ہاتھ پیر اور چہرہ پر ایک بال برابر بھی جگہ خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ یہی صورت غسل کی ہے کہ تمام جسم پر ایک بار پانی بہانا فرض ہے۔ اگر کوئی حصہ خشک رہ گیا تو غسل نہیں ہوگا۔ اسلیئے احتیاط کرنا چاہیئے۔ انگوٹھی، چھلہ یا کان اور ناک میں کوئی زیور ہو تو اسکو ہلاکر اسکے نیچے پانی پہنچانا ضروری ہے۔ تیمم میں بھی یہ ہی صورت ہے۔ انگوٹھی وغیرہ کو اتار کر یا اپنی جگہ سے ہٹاکر مٹی کا مسح کرے ورنہ تیمم نہیں ہوگا۔

وضو کا طریقہ پاک صاف جگہ تلاش کرے۔ بلند جگہ ہو تو بہتر ہے کہ کلی وغیرہ کا پانی پیروں پر نہ گرے۔ قبلہ رخ ہو تو بہتر ہے۔ بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ گٹوں تک تین بار دھوئے۔ پھر تین بار کلی کرے اور مسواک کرے تاکہ

Marfat.com

منہ کی بدبو دور ہو یا تمباکو اور پیاز وغیرہ کی بُو باقی نہ رہے۔ سیدھے ہاتھ سے کُلّیاں کرے۔ اس کے بعد تین مرتبہ ناک میں پانی دیکر اُلٹے ہاتھ سے ناک صاف کرے۔ پھر تین بار دونوں ہاتھوں میں پانی لیکر چہرہ یعنی منہ دھوئے پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں کی لَو تک تمام چہرہ دھوئے۔ داڑھی میں انگلیوں سے خلال کرے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین بار دھوئے انگوٹھی چھلّہ وغیرہ انگلی میں ہو تو اسکو بھی ہلاکر پانی دے اور انگلیوں کی جڑوں میں خلال کرے یعنی دوسرے ہاتھ کی انگلیاں ڈالے۔ اسکے بعد تمام سَر کا مسح کرے چوتھائی سَر کا مسح فرض ہے اور تمام سَر کا سنّت ہے۔ پانی ہاتھوں میں لے کر جھٹک دے۔ پھر یہ ہاتھ سَر پر پھیر لے۔ یہی مسح ہے۔ سر کے بعد انگلیوں سے کانوں کا مسح کرے پھر دونوں ہاتھوں کی پشت گردن پر پھیرے یہ گردن کا مسح ہے۔ آخر میں دونوں پَیر ٹخنوں سمیت تین بار دھوئے۔ تمام عضو ملکر دھوئے اور پیروں کی انگلیوں میں بھی خلال کرے۔ یہ وضو ہو جائیگا۔

مسئلہ ~~وضو اگر تلاوت کی نیت سے کیا ہے تو اس سے نماز نہیں ہوگی لیکن نماز کیلئے جو وضو ہوگا اس سے تلاوت جائز ہے~~ لیے وضو کے بعد ممکن ہو تو پہلے دو رکعت نفل تحیۃ الوضو ادا کرے۔ اسکے بعد تلاوت کرے۔

قرآن کریم کی تلاوت بغیر وضو کر سکتا ہے۔ لیکن قرآن شریف کو بغیر وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔ یعنی حافظ بغیر ہاتھ لگائے تلاوت کر سکتا ہے۔

منی کے اخراج کے بعد صرف وضو کافی نہیں۔ غسل واجب ہو جاتا ہے۔

غسل کا طریقہ سب سے پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے پھر جسم کے جس حصہ پر غلاظت ہو اسکو صاف کرے اور تین مرتبہ دھوئے اس کے بعد استنجا کرے اور بیٹھکر آگے پیچھے طہارت کرے جسطرح پاخانہ کے بعد کی جاتی ہے۔ اس کے بعد وضو کرے پھر تمام جسم پر تین بار پانی بہائے۔ جسم اور سر کا کوئی حصہ خشک نہیں رہنا چاہیئے۔

وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا فرض نہیں ہے۔ غسل میں دونوں فرض ہیں۔ اسلئے خاص احتیاط کے ساتھ کلی کرے اور ناک میں پانی دیکر صفائی کرے۔ ناک میں پانی اندر تک جانا چاہیئے۔

غسل کے احکام سر پر پانی ڈالنے سے بیماری کا اندیشہ ہو یا کسی زخم پر پٹی بندھی ہو اور زخم پر پانی لگنے سے نقصان کا احتمال ہو تو ایسی صورت میں اس کا مسح کرے اور پانی سے محفوظ رکھے۔

مستورات کی چوٹی گندھی ہو تو کھولنے کی ضرورت نہیں۔ اسی صورت میں سر پر پانی ڈال لیں۔ البتہ اگر یہ احتمال ہے کہ چوٹی بہت سخت گندھی ہے اور پانی نیچے تک نہیں پہنچے گا تو پھر بال کھولکر غسل کرنا چاہیئے۔ غسل کے وقت قبلہ رخ نہیں ہونا چاہیئے۔ مرد کو کھڑے ہو کر اور مستورات کو بیٹھکر غسل کرنا چاہیئے۔

تیمم کا طریقہ ۱۔ اوّل نیت کرے کہ میں غسل یا وضو کے لئے پاک ہو رہا ہوں۔ غسل وضو دونوں کا تیمم ایک ہی ہے۔ اور ایک ساتھ دونوں کا ہو سکتا ہے۔

۲۔ اسکے بعد کسی ایسی جگہ پر کہ جہاں گرد و غبار جمع ہو یا خشک زمین پر جہاں

Marfat.com

مٹی ہو، دونوں ہاتھ مارے۔ اسطرح ہاتھوں میں جو مٹی لگ جائیگی۔ اسکو جھاڑ کر دونوں ہاتھ چہرہ پر پھیرے۔ پیشانی سے ٹھوڑی تک اور دونوں کانوں کی لو تک۔

۲۔ اس کے بعد دوبارہ مٹی پر ہاتھ مارے اور ہاتھ جھاڑ کر دونوں ہاتھوں کی کہنیوں تک پھیرے۔

اس میں بھی انگوٹھی زیور وغیرہ کی احتیاط کرے جسطرح وضو اور غسل میں ضروری ہے۔ تیمّم میں یہ تینوں صورتیں فرض ہیں۔ یعنی نیّت کرنا۔ منہ پر مسح کرنا۔ ہاتھوں پر کہنیوں تک مسح کرنا۔

تیمّم کے احکام

۱۔ اگر کسی معذور شخص کو دوسرا شخص تیمّم کرا رہا ہے۔ تب بھی نیت خود اس شخص کو کرنی چاہیئے کہ جسکو تیمّم کرایا جا رہا ہے تیمّم کرانے والے کی نیّت کافی نہیں ہوگی۔

۲۔ ناپاک کپڑے اور ایسی زمین جہاں نجاست گر کر خشک ہو چکی ہے، کی مٹی یا غبار سے تیمّم جائز نہیں ہے۔

۳۔ پانی اتنا کم ہے کہ اگر غسل یا وضو کریگا تو پیاسا رہ جائے گا۔ ایسی صورت میں تیمّم جائز ہے۔

۴۔ کسی کے پاس پانی ہے تو پہلے اس سے مانگنا ضروری ہے۔ انکار کر دے تو یہ سوالی تیمّم کر سکتا ہے۔

۵۔ پانی صرف اس قدر ہے کہ وضو کر سکتا ہے۔ لیکن غسل بھی واجب ہے تو وضو کر لے اور غسل کی نیّت سے تیمّم کر لے۔

۶۔ پانی کم ہے اور کپڑے یا جسم پر غلاظت بھی لگی ہے اور غسل یا وضو بھی کرنا ہے تو غلاظت دھو کر پاک کر لے اور غسل یا وضو کیلئے تیمّم کر لے۔

Marfat.com

۷۔ باپ بیٹا سفر میں ہیں۔ پانی صرف اتنا ہے کہ ایک شخص وضو کر سکتا ہے تو باپ وضو کر لے بیٹا تیمم کر لے۔

خصوصی نمازوں کا طریقہ

نمازِ جمعہ جمعہ بڑی آبادیوں میں قائم ہوتا ہے۔ گاؤں یا دیہات میں اور سفر میں مسافر کیلئے جمعہ نہیں ہے۔ لیکن اگر مسافر جمعہ کے روز کسی شہر یا جمعہ قائم ہونیوالی بستی میں ہو تو جمعہ فرض ہے۔ جمعہ قضا ہو جائے تو نمازِ ظہر کے فرض ادا کرنے چاہئیں۔ جمعہ کی قضا نہیں ہے۔

خطبہ جمعہ سننا واجب ہے۔ جمعہ کے دن پہلی اذان کے ساتھ ہی کاروبارِ دنیا ترک کر کے مسجد میں آنا ضروری ہے۔ جمعہ کی نماز کے لئے جماعت ضروری ہے۔ تنہا جمعہ کی نماز نہیں ہوگی۔

نمازِ تراویح تراویح کی نماز باجماعت سنت ہے اور صرف رمضان المبارک میں ہوتی ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک بیس ۲۰ رکعت ادا کرنا سنت ہیں۔ دو دو رکعت پر سلام پھیرنا اور اسطرح دس سلاموں میں بیس ۲۰ رکعت ادا کرنی چاہئیں۔ تراویح میں ایک قرآن کریم کا سننا ایک الگ سنت ہے۔ یعنی تیس تراویح یا چاند کے مطابق انتیس ۲۹ تراویح ادا کرنا ایک سنت ہے۔ اور اس میں ایک قرآن کریم مکمل سننا علیحدہ سنت ہے۔ ان دونوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

بعض افراد ایک قرآن کریم سن کر تراویح چھوڑ دیتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک ایک قرآنِ کریم سننا ہی سنت کی پیروی مکمل کر دیتا ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔

Marfat.com

جس جگہ حافظ قرآن نہ ہو، وہاں بھی تراویح کا ادا کرنا سنت ہے۔ جماعت سے ممکن نہ ہو تو تنہا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اور جس قدر قرآن کریم یاد ہو، وہی کافی ہے۔

وتر رمضان المبارک میں تراویح کے بعد وتر ادا کرنا چاہیئے۔ جہاں جماعت سے تراویح ہو۔ وہاں وتر بھی جماعت سے ہونگے۔ یہ صورت صرف رمضان المبارک میں ہے۔ رمضان کے علاوہ وتر کی نماز جماعت سے ادا نہیں ہوگی بلکہ فرداً فرداً تنہا خفی تلاوت کے ساتھ ادا کرنا ہونگے۔ جماعت سے وتر ادا ہونے کی صورت میں تینوں رکعتوں میں قرأت جہری ادا کی جائے گی۔ تیسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ کر دُعا قنوت پڑھنا چاہیئے۔

نمازِ عیدین عیدالفطر اور عیدالضحےٰ کی دو۲ رکعت ہوتی ہیں۔ یہ واجب ہیں۔ اس کا وقت اشراق کے وقت کے مطابق ہے۔ یعنی آفتاب بلند ہونے پر ادا کرنا چاہیئے۔

عیدین کی نماز میں چھ تکبیریں زیادہ ہوتی ہیں۔ پہلی رکعت میں قرأت سے قبل اور دوسری میں قرأت کے بعد تین تکبیریں کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیں۔ عیدین کی نماز جماعت سے ادا ہوتی ہے۔ تنہا نہیں ہوتی۔ عیدین کا خطبہ سننا واجب ہے۔

نمازِ جنازہ جنازہ کی نماز فرضِ کفایہ ہے۔ یہ نماز میت کی مغفرت کی دعا کے طور پر ہے۔ اس نماز میں رکوع اور سجدہ نہیں ہوتا۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ کر ثنا یعنی سبحانک اللّٰھم پڑھے پھر اللہ اکبر

Marfat.com

کہہ کر درود شریف پڑھے ۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر دعا پڑھے اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سلام پھیر دے ۔

تکبیر یعنی اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہاتھ بندھے رہیں گے ۔

دُعا جنازہ دُعا مغفرت جو جنازہ کی نماز میں پڑھی جاتی ہے ۔ وہ بالغ مرد عورت کے لئے ایک ہی ہے ۔ البتہ نابالغ لڑکے اور لڑکی کے لئے دعا الگ ہے ۔

۱۔ بالغ مرد عورت کے لئے دُعا یہ ہے :۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا ۔ اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ۔

۲۔ نابالغ لڑکے کے لئے دُعا :۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا ۔

۳۔ نابالغ لڑکی کے لئے دُعا :۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً ؕ

میّت کو غسل دینے کا طریقہ غسلِ میّت کا طریقہ وہی ہے جو زندہ انسان کے لئے ہے ۔ فرق صرف یہ ہے کہ زندگی میں

انسان خود عمل کرتا ہے اور موت کے بعد یہ خدمت دوسروں کو انجام دینی ہوتی ہے۔ غسل دینے والے کو لازم ہے کہ وہ خود پاک وصاف ہو اور باوضو ہو۔ اسکے بعد غسل کے طریقہ کے مطابق دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوکر اپنے ہاتھوں میں کپڑا یا ٹاٹ لپیٹ کر میّت کو طہارت کرائے اور غلاظت لگی ہو تو اسکو صاف کرے اسکے بعد ہاتھ کھولکر میّت کو غسل کے طریقہ پر پہلے گٹوں تک ہاتھ دھلائے پھر کلّی کے طور پر منہ کے اندر روئی دیکر صفائی کرکے اس کے بعد روئی کے ذریعہ ناک صاف کرے۔ پھر منہ اور ہاتھ کلائیوں تک دھلوا کر سر کا مسح کرے اور سر دھوئے اسکے بعد تمام جسم پر تین بار پانی بہائے اور دونوں جانب کروٹ دیکر پانی بہائے۔ غرض کہ عام زندگی میں غسل کی طرح غسل دے۔ اس کے بعد کفن پہنا دے۔

کفن کفن کو بند کرنے سے قبل عزیز ورشتہ دار میّت کی زیارت کرلیں۔ ایک بار کفن بند کرنے کے بعد بار بار نہیں کھولنا چاہیئے۔ نیز قبر میں رکھ کر منہ کھولکر دکھانا درست نہیں ہے۔

قبر میں گلاب، کیوڑہ یا خوشبویات ڈالنا ممنوع ہے۔ قبر میں میّت کو قبلہ رخ رکھنا چاہیئے۔ اگر تمام جسم کروٹ کے بل نہ ہو تو منہ ضرور قبلہ رخ رکھنا چاہیئے۔

قبر کے اوپر اگربتی جلانا منع ہے۔ قبر بلند اور پختہ نہیں ہونی چاہیئے سطح زمین سے قدرے بلند صرف پہچان کے لئے ہو۔ مرحوم کے لئے فاتحہ خوانی اور ایصالِ ثواب کے لئے قرآن کریم کی تلاوت باعثِ برکت ہے۔ قبر پر دفن کے بعد سورۃ بقرہ کی تلاوت باعثِ خیر وبرکت ہے۔

(سیّد پریس میں چھپا)

Marfat.com

خرابیوں کی جڑ

یہ ہماری سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مت سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی اندازِ فکر ہماری تمام خرابیوں کی جڑ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزمودہ فن ہے، جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دُنیا میں بھی سربلندی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عملِ صالح کا تقاضا کرتا ہے ——— اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضاجوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی۔ عدل و انصاف، امانت، عفو و درگزر، احسان، مساوات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آز، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اوصافِ مذمومہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے ——— لیکن اسلام قومی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدِّباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امتِ شاہد اور امتِ وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں ——— حالانکہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغربی مفکرین کی ایک بہت بڑی جماعت نوحہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگانِ تہذیبِ مغرب کم از کم اس بات پر تو غور کریں۔ کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیر ملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اس پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں۔

نیز ہر پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں ——— شکریہ

Marfat.com

ہمارا اصلاحی تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کر چکا ہے جو پتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ جو ارباب خیر اپنی طرف سے تبلیغاً یہ لٹریچر خود یا ہماری معرفت چھپوا کر عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ آخرت بن سکتا ہے اور صدقہ جاریہ بھی۔

۱۔ وقت کا تقاضا۔ (شادی بیاہ پر مسرفانہ اور مشرکانہ رسومات کی حقیقت)
۲۔ زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن۔
۳۔ وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام۔
۴۔ مال و دولت کا بہترین مصرف۔
۵۔ نماز کے فضائل اور احکام و مسائل۔
۶۔ ولیمہ مسنونہ کا طریقہ۔
۷۔ عظمت قرآن اور آداب تلاوت۔
۸۔ ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اس کی اہمیت)
۹۔ روزہ ایک اہم روحانی عبادت۔
۱۰ حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

ان رسائل کا گجراتی، سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ انگریزی اور ہندی ترجمہ کا اہتمام ہو رہا ہے
یہ رسائل حسب ضرورت بلا قیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

- ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی
- جمعیت دہلی صدیقی برادری پاکستان ٹھٹھائی کمپاؤنڈ ایم اے جناح روڈ کراچی
- عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ) چہیک ملتان شہر فون نمبر ۷۶۷۵

اس پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں
نیز ہر پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں ——— شکریہ

آرٹ لنک نے پرنٹنگ سے
شہرہ ردی ...

نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو
گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ القرآن

عظمتِ قرآن اور آدابِ تلاوت

از جناب محمد منصور الزمان صاحب صدیقی

PUNJAB UNIVERSITY LIBRARY
1978
LAHORE

ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی

ایڈیشن دوسرا
تاریخ اشاعت ۷۸-۲-۱
تعداد ۲۰۰۰

Marfat.com

صدقہ جاریہ

جب ہم نے کتاب و سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک۔ بدعات و رسومات۔ خرافات
و اخشات کو ترجیح دینی شروع کی ہے۔ دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و تجارت
معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعار و اقدار کی بجائے غیر اسلامی تہذیب
کو اپنانا شروع کیا ہے۔ تب سے ہم گوناگوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کمی کی وجہ سے
ہماری اکثریت۔ معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے
اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے ان کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دُنیا و آخرت کی بہتری کیلئے
ان کا جاننا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزماں صاحب صدر جمعیۃ و صدر
صدیقی برادری (پاکستان) کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی
نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں۔ یا ہماری معرفت یہ طبع کرا کر تقسیم کرا سکتے
ہیں اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں۔ جس کے لئے سرور دو جہاں
صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی ہے کہ:۔

"اللہ اس آدمی کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یاد کی
پھر انہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا۔ جنہوں نے نہ سنی تھی"۔

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت
کا پورا انتظام ہے۔ اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد۔ بآسانی اور بارعایت چھپ سکتے ہیں

منشی عبدالرحمن خان ناصر العلماء عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ۔ چہنگ ملتان شہر

عظمتِ قرآن اور آدابِ تلاوت

(از جناب محمد منصور الزمان صاحب صدر جمعیۃ دہلی صدیقی برادری (پاکستان) کراچی)

قرآن کریم اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلامِ مجید ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اس امت پر جو خصوصی احسانات فرمائے ہیں۔ قرآن کریم بھی انہی کا ایک حصہ ہے۔

بعض مغربی مصنفین نے اپنے جہل کا ثبوت دیتے ہوئے قرآن کریم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور آنحضرتؐ کی تصنیف قرار دیا ہے۔ یہ قطعی غلط اور مسلمان کے لئے کفر کی بات ہے۔ قرآن کریم کلام الٰہی ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بصورت وحی نازل ہوا ہے۔

قرآن کریم ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور دین و دنیا کے جملہ امور میں رہنمائی کرنے والا ہے۔ یہ حضور اکرمؐ کا ایک معجزہ ہے۔ آنحضرت فداہ امی وابی، امی تھے۔ قرآن کریم کی فصاحت بلاغت رموز و معنیٰ اس کا اندازِ بیان تمام دنیا کے لئے آج بھی چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔

وحی کے تحت قرآن شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر گذشتہ اور قدیم ترین حکایات بھی نازل فرمائی گئیں جو قرآن کریم میں موجود ہیں اور مستقبل کا علم بھی ہے۔ مثال کے طور پر اصحاب کہف اور سابقہ پیغمبران کرام کے واقعات ہیں اور مستقبل کے حالات۔ مثلاً روم کی فتح کی خوشخبری بھی ہے۔ حیات بعد ممات اور روزِ حساب جنت و جہنم کی تفصیل بھی ہے۔ اصل میں قرآن کریم کا مقصد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت

اور حیات بعدِ ممات کا اظہار اور اقرار ہے۔ اس بنیادی عقیدہ کو جس نے تسلیم کیا۔ اس کے لئے مکمل ضابطۂ حیات اور زندگی گذارنے کا طریقہ ہے۔

محسنِ انسانیت فخرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان معنوں میں مجسّم قرآن تھے کہ آنحضرتؐ اس ضابطۂ حیات پر مکمل عمل پیرا رہے اور آج تک جو بھی مسلمان اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ حضورؐ کی ہی سنّت مبارکہ ہے۔

کلامِ الٰہی قرآنِ کریم اللہ جل جلالہٗ کا کلام اور اس کی جانب سے نازل ہوا ہے جیساکہ ارشادِ ربانی ہوا ہے :-

۱۔ یہ پروردگارِ عالم کی طرف سے نازل کی ہوئی کتاب ہے۔ اس میں دھوکہ نہیں ہے۔ (سورۃ السجدہ ۱/۲۱)

۲۔ تمہارے پاس اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے روشن اور واضح کتاب آئی ہے۔ (المائدہ ۳/۶)

۳۔ یہ خدائے زبردست و مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ (یونس ۲/۲۲)

۴۔ رسولؐ کے ذمّہ تو صرف (قرآن) پہنچانا ہے۔ (المائدہ ۱۳/۷)

۵۔ آپ کہہ دیجئے کہ میرا کام نہیں کہ اپنی طرف سے اس کو بدل دوں۔ میں وحی کی تابعداری کرتا ہوں۔ (یونس ۲/۱۱)

نبی امّیؐ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمّی تھے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے :-

۱۔ وہ نبی تو اُمّیؐ (ان پڑھ) تھے۔ (الاعراف ۲/۹)

۲۔ اے نبی اس سے پہلے آپ نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے داہنے سے لکھتے تھے۔ (العنکبوت ۵/۲۱)

۳۔ آپ نہ جانتے تھے کہ کتابِ خدا اور ایمان باللہ کیا چیز ہے۔ (الشوریٰ ۵/۲)

ان واضح اور صاف ارشادات سے ثابت ہے کہ کلامِ الٰہی اللہ جل شانہٗ کا کلام اور کتاب ہے اور حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیغمبر تھے کہ جن کے ذمہ یہ تعلیم مخلوقِ خدا تک پہنچانا تھا۔ اگر اس کے بعد بھی کسی کو یقین نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:-

"اگر تم کو اس کتاب کے متعلق جو ہم نے اپنے بندہ پر اتاری ہے۔ کچھ شک ہے تو خدا کے سوا اپنے تمام حمائیتوں کو بلا کر اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ، اگر تم سچے ہو۔" (البقرہ ۲/۳)

حفاظتِ قرآن

قرآن کریم کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود فرمائیں گے۔ اس کا ثبوت دنیا کے گوشہ گوشہ میں حفاظ کی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا کی ہر بستی میں حافظِ قرآن موجود ہیں۔ انتہا یہ کہ مستورات بھی حافظ قرآن ہیں۔

دنیا کی کوئی کتاب اس تعداد میں حفظ نہیں کی جاتی۔ جس تعداد میں قرآنِ کریم حفظ ہے۔ ظاہر ہے کہ ابتدائی عمر میں چھوٹے بچے تین چار برس میں بآسانی قرآن کریم حفظ کر کے جو ثبوت پیش کرتے ہیں۔ وہ اسی ارشاد باری کا اعجاز ہے۔ یہ قرآن کریم کی برکت اور معجزہ ہے۔ جو آج بھی الحمد اللہ جاری ہے۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے کہ:-

۱۔ ہم نے آپ پر یہ نصیحت اتاری ہے اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔ (الحجر ۱/۱۴)

۲۔ اس کو جمع کرنا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ (القیامۃ ۲۹/۱۷)

۳۔ بلکہ قرآن کی یہ صاف آیات ان کے سینہ میں ہیں جنکو علم عطا ہوا ہے۔ (العنکبوت ۵/۲۱)

Marfat.com

عظمتِ قرآن

قرآنِ کریم کی عظمت اور اس کا مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ اگر یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارا جاتا تو وہ خشیّتِ الٰہی سے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا صریح انعام اور اکرام ہے کہ انسان قرآنِ کریم کا حافظ اور اس کی تلاوت کرتا ہے اور اپنی نیّت کے مطابق فوائد بھی پاتا ہے۔

عمل اور احترام

قرآن کریم پر عمل کرنا ایک عمدہ بات ہے اور اس کی عزت و احترام کرنا دوسری چیز ہے۔ جس نے عمل کرلیا۔ وہ ہدایت یافتہ ہوگیا اور اس کا حق ادا کردیا اور جس نے عمل نہیں کیا۔ لیکن اس کی عزت کی اور احترام کیا۔ اس سے محبت کی۔ وہ بھی اپنی نیّت کے مطابق انعام پاتا ہے۔ ایسی لاتعداد مثالیں ہمارے معاشرہ میں رات دن سامنے آتی ہیں۔ کہ قرآن کریم کی عزت و محبت کے باعث مخلوقِ خدا کو عزت اور منصب ملے۔ اور تکالیف سے نجات ملی۔ اس انعام کے حاصل کرنے میں مسلمان اور غیر مسلم کی تمیز بھی نہیں ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم بھی اس کی عزت و اکرام کرے گا تو وہ بھی دنیا میں اپنا انعام پالے گا۔ کیونکہ یہ آخرت کا قائل نہیں۔ اس لیے اس کا انعام اسے دنیا ہی میں مل جاتا ہے۔

دوسری صورت میں خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ اگر قرآن پاک کی بے حرمتی کے جرم کا سزاوار ہوتا ہے تو اس کا خمیازہ بھگتتا ہے۔ اگر مسلمان ہے تو دنیا و آخرت دونوں میں تکلیف اٹھائے گا۔

اصل مقصد

دنیاوی خیر و برکت ایک اضافی چیز ہے۔ قرآن کریم کا اصل مقصد ہدایت اور دین و دنیا کے لیے انسانیت کا طریقہ ظاہر کرنا ہے۔ انسان کی پیدائش سے موت تک اس کا طریق متعیّن کردیا گیا ہے۔ تعلیم و تربیت

نکاح وطلاق ۔ تجارت و ملازمت ۔ معاشرت و معیشت ۔ صنعت و زراعت وصیت و وراثت ۔ غرض کہ ہر شعبہ میں ہدایت موجود ہے ۔ جس پر عمل کرنا مسلمان پر فرض ہے ۔ جس نے جس حد تک عمل کیا ۔ وہ اس کے مطابق فوائد حاصل کریگا ۔ اس کے علاوہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ۔ حساب وکتاب کا ہونا ۔ جنت و جہنم کا وجود اور اس کی تفصیلات ظاہر کرنا اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ۔

ہدایت یافتہ

قرآن کریم سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کرنا کس طرح ممکن ہے اور کون لوگ ہیں کہ جو اس سے پورا پورا استفادہ حاصل کر سکتے ہیں اس کی تفصیل قرآن میں موجود ہے ۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ کہلائیں گے ۔

سورہ البقرہ کی سب سے پہلی آیت یعنی ابتدأ قرآن کریم کی پہلی سطر اسی مضمون کی ہے ۔

الم ۔ یہ اللہ کی کتاب ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے ان پرہیزگار لوگوں کے لیے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں ۔ نماز قائم کرتے ہیں ۔ جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے ۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۔ جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے ۔ (یعنی قرآن) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں ۔ ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں ۔ ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں ۔ فلاح پانے والے ہیں ۔ (البقرہ ۱تا۵)

وضاحت

قرآن کریم کی پہلی سورۃ ، سورۃ فاتحہ یا الحمد شریف ہے ۔ سورۃ البقرہ دوسری سورۃ ہے ۔ لیکن الحمد شریف بندہ کی زبان سے اللہ تعالےٰ کی تعریف حمد وثنا اور دعا ہدایت و نجات ہے ۔ یہ سورۃ شریفہ بندوں کو تعلیم کی گئی

Marfat.com

ہے کہ اسطرح دُعا مانگا کرو۔ کیونکہ یہ مضمون مخلوق کی جانب سے خالق کی خدمت میں التماس کی صورت ہے۔ اس لئے سورۃ البقرہ وہ پہلی صورت ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے احکامات کا نزول فرمایا ہے۔ اور اس سورۃ میں سب سے پہلے جو مضمون ہے۔ وہ یہی ہے کہ کس کو فائدہ حاصل ہوگا۔ اور کس کو ہدایت حاصل ہوگی۔

مفہوم سورۃ بقر کی یہ ابتدائی آیات واضح کرتی ہیں کہ بلاشبہ قرآن کریم ہدایت اور رہنمائی کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ لیکن یہ ہدایت کس کو حاصل ہوگی اور کون اس سے خاطر خواہ استفادہ حاصل کر سکے گا۔ ظاہر ہے کہ ہر شخص یہ دولت حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ قرآن مجید عیسائی آریہ سماجی۔ مرزائی اور دیگر غیر مسلم بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن ان کا پڑھنا نعوذ باللہ اعتراض اور اغلاط تلاش کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ نہ کہ رہنمائی حاصل کرنے کے لیے کہ یہ لوگ قطعی ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔ بلکہ اعتراض کرنے والے ہیں۔ جسکا خمیازہ دنیا و آخرت میں انکو اٹھانا پڑے گا۔ یہی صورت نام نہاد مسلمانوں اور منافقوں کے لئے بھی ہے۔

ایک دوسرا گروہ اور ہے۔ جو قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا۔ اس پر عمل بھی نہیں کرتا۔ لیکن اس کی عزت و احترام کرتا ہے۔ اسطرح وہ تسلیم کرتا ہے کہ یہ الہامی کتاب ہے۔ یہ گروہ جس میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں، بلاشبہ قرآن کریم کے فیوض اور برکات سے مالا مال ہوں گے۔ لیکن ہدایت اور رہنمائی ان کا حصہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہدایت اور رہنمائی جن کو حاصل ہوگی۔ وہ لوگ قرآن کریم کے مطابق ان لوگوں کو حاصل ہوگی۔ کہ جو متقی ہوں۔ غیب پر ایمان رکھتے ہوں۔ نماز قائم رکھتے ہوں اور خیرات و زکواۃ ادا کرتے ہوں اور جو کتابیں مثلاً زبور۔ توریت

Marfat.com

انجیل وغیرہ پیشترانبیا علیہم السلام پر نازل ہوئی ہیں۔ ان پر ایمان رکھتے ہوں اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور آخرت پر یعنی یوم حساب اور اسکے بعد والی زندگی پر یقین رکھتے ہوں۔ یہی جماعت فلاح پانے والی ہے۔

کافرو منکر

رہے اعتراض اور اغلاط تلاش کرنے والے اور کافر اور منکر کہ جو ظاہر میں کفرو شرک کرتے ہوں یا منافق ہوں۔ ظاہر و باطن میں فرق ہو۔ ان کے لئے قرآن کریم میں کوئی ہدایت نہیں۔ الاّ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو توفیق عطا فرمائے اور وہ ایمان لے آئے۔ ارشادِ باری ہے:۔

جن لوگوں نے (ان باتوں کو تسلیم کرنے سے) انکار کر دیا۔ ان کے لئے یکساں ہے۔ خواہ تم انہیں خبردار کرو یا نہ کرو۔ بہر حال وہ ماننے والے نہیں ہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑگیا ہے۔ وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔ (البقرہ ۱/۱)

آداب تلاوت

قرآن کریم جس عزت و احترام کا مستحق ہے۔ وہ تو حقیقت میں صرف اس پر عمل پیرا ہو کر ہی ادا ہو سکتی ہے۔ لیکن ظاہری اطوار میں بھی اس کے آداب مقرر ہیں۔ مثلاً ناپاکی کی حالت میں اسے ہاتھ لگانا یا چھونا سخت گناہ ہے۔ بلکہ قرآن کریم کی تلاوۃ کے لئے باوضو ہونا ضروری ہے۔ جسم و لباس اور جگہ کی پاکی کے ساتھ ساتھ وضو بھی لازمی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے" اس کو بجز پاکوں کے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا"۔ (الواقعہ ۱۶/۴)

قرآن پاک پر جزدان اور چولی چڑھانا اسی احتیاط کی وجہ سے ہے کہ کسی وقت بغیر وضو ہاتھ نہ لگ جائے۔ واضح رہے کہ بغیر وضو ہاتھ لگانا منع ہے۔ تاہم حافظِ قرآن

Marfat.com

بغیر ہاتھ لگائے قرآن پاک کی تلاوت بغیر وضو بھی کر سکتا ہے۔ لیکن افضل یہی ہے کہ وضو کر لیا جائے۔

اس کے علاوہ قرآن پاک کی تلاوت کے لئے حسب ذیل ہدایات خود قرآن پاک سے ثابت ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

۱۔ سو جب آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ کیونکہ اس کا قابو ان پر نہیں چلتا۔ جو ایمان رکھتے ہیں اور اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (النحل ۱۳/۱۴)

۲۔ اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھیں۔ (المزمل ۲۹/۱)

۳۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (الاعراف ۹/۱۴)

یعنی جب تلاوۃ کا ارادہ ہو تو جسم و لباس کی پاکی کے ساتھ وضو کیا جائے اس کے بعد تلاوۃ سے قبل اعوذ باللہ پڑھنا چاہیئے۔ قرآن کریم مخارج کی ادائیگی کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر اور تسلی و اطمینان سے تلاوۃ کیا جائے۔ عجلت نہ کی جائے۔ آواز اوسط درجہ کی ہو نہ بلند ہو اور نہ پست ہو۔ تاکہ اگر کوئی دوسرا قریب ہے اور وہ مصروف ہے تو اسکا ہرج نہ ہو۔ کوئی سو رہا ہو تو اس کی نیند خراب نہ ہو۔ دوسرے کی راحت اور آرام کا خیال کرنا مومن پر واجب ہے۔

اور اگر کوئی دوسرا آدمی تلاوت کر رہا ہو تو کان لگا کر غور سے سنو اور کوئی بات چیت نہ کرو۔ خاموشی اور احترام کے ساتھ سنو تاکہ تم اللہ کریم کی رحمت کے مستحق قرار پاؤ۔

Marfat.com

احتیاطِ لازم: اس کے علاوہ ایسی مجلس اور اس قسم کے بے تماشئ لوگوں میں بیٹھنا منع ہے کہ جہاں قرآنِ کریم کا مذاق اڑایا جائے اس میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے ۔ ارشادِ باری سبحانہ و تعالیٰ ہے کہ

جب اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر استہزا اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو ۔ جب تک وہ کوئی اور بات نہ شروع کر دیں کہ اُس حالت میں تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں کو اور کافروں کو دوزخ میں ایک جگہ اکٹھا کریں گے ۔ (النساء ۱۴۰)

حفاظتِ کلام اللہ: اللہ رب العزت کا کلام بلاشبہ بنی نوعِ انسان کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے ۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے ۔ اب نہ کوئی نبی آنے والا ہے اور نہ کوئی کتاب نازل ہو گی ۔ سابقہ صحیفوں میں جو اب موجود ہیں ۔ کوئی بھی اپنی اصلی صورت میں نہیں ہے ۔ بلکہ سب میں تحریف ہے ۔ صرف قرآن کریم ہی ایسی کتاب ہے جو اپنی اصل حالت میں موجود ہے ۔ یہ اس لیے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے ۔

تراجم: قرآن کریم کے تراجم دنیا کی تقریباً ہر بڑی زبان میں ہو چکے ہیں اور کروڑوں انسان اس کے اصل متن کے ساتھ اپنی زبان میں اسکا ترجمہ پڑھتے ہیں ۔ خود اردو فارسی زبان میں تقریباً ایک ہزار سے زیادہ تراجم و تفاسیر ہیں ۔ جن کا ریکارڈ ہے ۔ ہندوپاک میں قرآن کریم کا پہلا فارسی ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ رح نے کیا تھا ۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۔ پھر حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ رفیع الدین رح نے

Marfat.com

اردو ترجمے کئے۔ یہ تراجم آج بھی ملتے ہیں۔ تراجم کا یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہیگا۔ انگریزی۔ ہندی۔ بنگالی۔ پنجابی۔ سندھی اور پشتو وغیرہ زبانوں میں بھی قرآن کریم کے ترجمے ہیں اور دنیا بھر میں تراجم ہوتے رہتے ہیں۔

تفاسیر تراجم کے علاوہ تفاسیر کی بڑی تعداد موجود ہے۔ جن میں عربی کی مشہور تفاسیر، تفسیر ابن عباس۔ تفسیر کبیر، تفسیر طبری۔ تفسیر ابن کثیر وغیرہ آج بھی ملتی ہیں۔ جبکہ یہ صدیوں قبل کی ہیں اور کچھ سات آٹھ صدی قبل کی ہیں جدید اردو تفاسیر میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا احمد رضا خان صاحبؒ، شاہ عبدالقادرؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ، مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی تفاسیر فی زمانہ سہل اور عام فہم ہیں۔ خصوصاً مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا ترجمہ قرآن اور تفسیر موسومہ تفہیم القرآن نہایت سہل اور مروّجہ اردو کے مطابق ہے۔ وقت کے ساتھ زبان میں تبدیلی فطری امر ہے۔ ایک صدی قبل کے تراجم آج کے ترجمہ سے قطعی جدا ہیں۔ خود انکے ترجمہ میں بنیادی فرق نہیں ہے۔ صرف اندازِ بیان اور الفاظ کے انتخاب کا فرق ہے۔

ان حضراتِ مفسرین پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے اور ان سب کے درجات بلند تر فرمائے کہ ان ہی حضرات کی خدمت و عقیدتِ قرآن کے باعث ہم فہم قرآن حاصل کر سکے ہیں۔ تفسیر کا کام صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے شروع ہوا اور انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

Marfat.com

ہر دور اور ہر زمانہ میں قرآن کریم کی خدمت اور اظہارِ عقیدت کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

حضرات مفسرین اور علماء کرام نے قرآن کریم کی ایک ایک آیت بلکہ ایک ایک لفظ حتیٰ کہ زیر زبر پر بھی اپنی عمریں لگائی ہیں اور ایک ایک حرف کی تعداد دریافت کی ہے۔ یہ تفصیلات اگلے صفحات میں پیش کی جارہی ہیں۔

تلاوت کا اجر

قرآن پاک کی تلاوت کا اجر اور ثواب بے حد و حساب ہے۔ قرآن کریم ناظرہ یعنی دیکھکر پڑھنا بھی اس درجہ ثواب کا موجب ہے کہ ہر حرف پر دس نیکیوں کا اجر ہے۔ یعنی الٓمٓ۔ اگرچہ ایک لفظ ہے لیکن یہ تین حروف کا مجموعہ ہے۔ صرف اسی ایک لفظ کی تلاوت پر تیس نیکیوں کا اجر ملتا ہے۔

انگلی رکھکر یعنی سطر پر انگلی پھیرتے ہوئے پڑھنا مزید ثواب کا موجب ہے۔ ایسا شخص جو لکنت یا ہکلاہٹ کا عادی ہو۔ اس کو مزید اجر و ثواب ملے گا۔ کیونکہ یہ خصوصی کوشش اور ذوق و شوق سے تلاوت کرتا ہے۔

حافظ قرآن کے درجات بے حد بلند ہیں۔ نہ صرف یہ شخص بلکہ اس کے والدین اور استاد بھی بلند مراتب کے حامل ہونگے۔ حافظ قرآن عام لوگوں سے پانچ صد برس قبل جنت میں داخل کیا جائیگا اور اس کو اختیار ہوگا کہ دس دوسرے افراد کو اپنے ہمراہ جنت میں داخل کرلے۔

احادیث شریفہ

قرآن کریم کی عظمت اور اکرام و احترام کے اظہار اور اسکے اجر و ثواب کے سلسلہ میں بے شمار احادیث ثابت ہیں۔ چند

Marfat.com

احادیث شریفہ درج ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

۱۔ قرآن کا ماہر ان ملائکہ کے ساتھ ہے۔ جو میر منشی ہیں اور نیک کار ہیں اور جو شخص قرآن شریف کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور دقت اٹھاتا ہے۔ اسکو دوہرا اجر ہے۔

۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ:- حسد دو شخصیتوں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔ ایک وہ جس کو حق تعالیٰ شانہ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہے۔ دوسرے وہ شخص جس کو حق سبحانہ تعالیٰ نے مال کی کثرت عطا فرمائی اور وہ دن رات اسکو (نیک کاموں میں) خرچ کرتا ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائیگا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ۔ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا۔ پس تیرا مرتبہ وہی ہے۔ جہاں آخری آیت پر پہنچے

قرآن پاک کے اجر و ثواب اور اس کی فضیلت کے علم کے لئے فضائل قرآن مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ یہ عام اور ہر جگہ باآسانی دستیاب ہے۔ یہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا صاحب مدظلہ کی تالیف ہے۔

تلاوت کا طریقہ قرآن پاک کی تلاوت کے بھی آداب اور طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رائج ہیں۔ محض نام کے لئے یا تعداد میں اضافہ کیلئے

جلد جلد پڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ بلکہ مخارج کی ادائیگی اور ترتیل کے لحاظ سے تلاوت کرنا ضروری ہے۔ خواہ وہ مختصر ہی کیونکہ نہ ہو۔ بعض اصحاب عام تلاوت میں بھی اور خصوصاً تراویح میں اس قدر تیز پڑھتے ہیں کہ نہ مخرج اور حروف کی ادائیگی ہوتی ہے اور نہ کوئی لفظ سمجھ میں آتا ہے۔ یہ تلاوت ہرگز تلاوت کے معنی میں نہیں ہے۔ تلاوت اگر احتیاط و آداب کے خلاف ہو تو نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق قرآنِ کریم اس پڑھنے والے پر لعنت بھیجتا ہے۔

قرآن کریم کا ایک پارہ روزانہ بعد نماز فجر تلاوت کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ کسی دیگر وقت بھی کر سکتا ہے۔ لیکن یہ بہتر ہے کہ ہر صبح کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے کلام سے ہو۔ جس قدر وقت ہو اس کی مناسبت سے تعداد کم و بیشی کی جا سکتی ہے۔ لیکن ہر صورت میں آداب اور ترتیل کا لحاظ لازم ہے۔ دورانِ تلاوت کوئی دیگر کام یا بات چیت نہ کرے۔ یکسوئی سے تلاوت کرنی چاہیئے۔

ترتیل کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:۔

ترتیل

۱۔ ترتیل لغت کی رُو سے صاف اور واضح پڑھنے کو کہتے ہیں اور شرع شریف میں کسی چیز کی رعایت کے ساتھ تلاوت کرنے کو کہتے ہیں۔ اول حروف کو صحیح نکالنا یعنی ان کے مخرج سے پڑھنا تاکہ "ط" اور "ت" "ص" اور "ث" اور "س" اور "ض" "د" "ظ" کا فرق واضح ہو۔

۲۔ وقوف کی جگہ پر اچھی طرح سے ٹھہرنا۔ تاکہ وصل اور قطع کلام کا فرق ظاہر ہو۔

۳۔ زیر، زبر اور پیش کو اچھی طرح سے ظاہر کرنا۔

۴۔ آواز کو اس قدر بلند رکھنا کہ قرآن کریم کے الفاظ زبان سے نکل کر کان تک

Marfat.com

پہنچیں اور وہاں سے دل تک پہنچیں۔

۵۔ آواز اسطرح درست ہو کر دل پر اثر انداز ہو۔

۶۔ تشدید اور مَد کو بخوبی ادا کرے۔

۷۔ آیاتِ رحمت اور عذاب کا حق ادا کرے۔ یعنی اگر معنی سمجھتا ہو یا ترجمہ والا قرآن شریف ہو تو آیات رحمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور دُعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس جماعت میں شامل فرمائے اور آیاتِ عذاب پر توبہ و استغفار کرے اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تلاوتِ کلام پاک کی اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن کی قسم

بعض افراد عادتاً قرآن کی قسم کھاتے ہیں واقعہ درست ہو یا غلط ہو۔ ہر صورت میں قسم نہیں کھانا چاہیئے۔ قسم اٹھانا یا قسم کھانا ہر صورت میں ناپسندیدہ ہے۔ تاہم جہاں واقعی ضرورت ہو تو صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا چاہیئے۔ قرآن کی قسم یا اپنے سر کی قسم یا جان کی قسم نہیں کھانی چاہیئے۔

قسم کا مفہوم اور مقصد گواہ کرنا ہے۔ یعنی اپنی بات کی دلیل میں گواہ پیش کرنا ہے۔ یہ گواہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہی ہو سکتی ہے کہ غیب کا علم صرف اسی ذاتِ واحد کو ہے۔ ورنہ کسی بھی دیگر شئے کو کیا علم کہ گواہی سچی ہے یا جھوٹ بولتاہے۔ واضح رہے کہ جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ ہے۔

یہی صورت حلف کی ہے۔ جھوٹا حلف اٹھانا یا جھوٹی بات پر قرآن کریم اٹھانا انتہا درجہ غلط اور سخت گناہ کا موجب ہے۔ حلف کا مقصد بھی اللہ کریم کو گواہ بنانا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

قرآنِ حکیم کے بارہ میں ضروری معلومات

قرآنِ کریم کی سب سے پہلی وحی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۔ غارِ حِرا میں نازل ہوئی۔

قرآنِ کریم کی سب سے آخری وحی اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ ۔ حج الوداع میں نازل ہوئی۔

تعداد و تفصیل کل آیات = ۶۶۶۶ کل تعداد کلمات = ۸۶۴۳۰
کل تعداد حروف = ۳۲۳۷۶۰ کل تعداد منزل = ۷
کل تعداد پارے = ۳۰ کل تعداد سورت = ۱۱۴ کل تعداد رکوع = ۵۴۰
کل تعدادِ سجدہ = (امام اعظمؒ کے نزدیک) ۱۴ ۔ آیاتِ سجدہ کی تلاوت پر سجدہ کرنا واجب ہے۔ خواہ نماز میں ہی تلاوت کی جارہی ہو۔

تفصیل حروف و اعراب

۱۔ حروف

				ص	۲۰۱۲	ک	۹۵۰۰
ا	۴۸۸۷۲	خ	۲۴۱۶	ض	۱۳۰۷	ل	۳۴۳۲
ب	۱۱۴۲۸	د	۵۶۰۲	ط	۱۲۷۷	م	۳۶۵۳۵
ت	۱۱۹۹	ذ	۴۶۷۷	ظ	۸۴۲	ن	۴۰۱۹۰
		ر	۱۱۷۹۳	ع	۹۲۲۰	و	۲۵۵۳۶
ث	۱۲۷۶	ز	۱۵۹۰	غ	۲۲۰۸	ہ	۱۹۰۷۰
ج	۳۲۷۳	س	۵۹۹۱	ف	۸۴۹۹	لا	۳۷۲۰
ح	۹۷۳	ش	۲۱۱۵	ق	۶۸۱۳	ی	۴۵۹۱۹

Marfat.com

ب ۔ اعراب ۔

زبر	۵۳۲۲۳	پیش	۸۸۰۴	تشدید	۱۲۷۴
زیر	۳۹۵۸۲	مد	۱۷۷۱	نقطے	۱۰۵۶۸۴

ضروری ہدایات

عا) قرآنِ مجید میں بیس مقامات ایسے ہیں کہ ذرا سی بے احتیاطی سے نادانستہ کلمۂ کفر کا ارتکاب ہو جاتا ہے۔ زیر، زبر اور پیش میں ردّ و بدل کر دینے سے معنی کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں اور دانستہ پڑھنے سے گناہِ کبیرہ بلکہ کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ذیل میں وہ تمام مقام درج کئے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	مقام	صحیح	غلط
۱	سورہ فاتحہ	اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ	اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡهِمۡ
۲	〃	اِیَّاکَ نَعۡبُدُ	اِیَاکَ (بلا تشدید)
۳	سورہ بقرہ ع ۱۵	وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ	اِبۡرَاهِیۡمُ رَبَّهٗ
۴	〃 〃 ۳۳	قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوۡتَ	دَاوٗدَ جَالُوۡتُ
۵	〃 آیۃ الکرسی ۳۴	اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط	آللّٰهُ (بالمد)
۶	〃 〃 ۳۶	وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ	یُضۡعَفُ
۷	〃 نسآء ۲۲	رُسُلًا مُّبَشِّرِیۡنَ وَمُنۡذِرِیۡنَ	مُبَشَّرِیۡنَ وَمُنۡذَرِیۡنَ
۸	〃 توبہ ۱	مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ وَرَسُوۡلُهٗ	رَسُوۡلِهٖ
۹	〃 بنی اسرآئیل ۲	وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ	مُعَذَّبِیۡنَ
۱۰	〃 طٰهٰ ع ۷	وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ	اٰدَمَ رَبُّهٗ
۱۱	〃 انبیآء ۶	اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ	اِنِّیۡ کُنۡتَ
۱۲	〃 شعرآء ۱۱	لِتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِیۡنَ	مُنۡذَرِیۡنَ

سعد پریس ملتان میں چھپا

Marfat.com

۱۳۔	سورہ فاطر ع ۴	یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا	اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُ ا
۱۴۔	" صافات ع ۴	فَسٰہَمَ فَکَانَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ	مُنْذَرِیْنَ
۱۵۔	" فتح ع ۲	صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہٗ	اللّٰہَ رَسُوْلَہٗ
۱۶۔	" حشر ع ۳	مُصَوِّرُ	مُصَوَّرُ
۱۷۔	" حاقہ ع ۱	اِلَّا الْخٰاطِئُوْنَ	اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ
۱۸۔	" مزمل ع ۱	فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ	فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلُ
۱۹۔	" مرسلت ع ۲	فِیْ ظِلٰلٍ	فِیْ ظَلَالٍ
۲۰۔	" والنزعت ۲	اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ	مُنْذَرُ

۲) رسم الخط عربی میں یائے مجہول نہیں ہے۔ لیکن قرآن مجید میں صرف ایک موقع پر آئی ہے مجرٖھا و مرسٰھا کو "مجرے ہا و مرسہا" پڑھیں گے۔ علاوہ ازیں قرآن مجید میں اکثر جگہ الف لکھا جاتا ہے۔ لیکن پڑھا نہیں جاتا۔ مثلاً علامت جمع کے لئے جو الف آتا ہے۔ اس کو نہیں پڑھتے۔ جیسے قالوا میں آخری الف نہیں پڑھا جائے گا۔ اَنا کو اَنَ پڑھتے ہیں، آخری الف نہیں پڑھا جاتا۔ اٹھارہ مقامات اور ہیں، جہاں الف نہیں پڑھا جاتا۔ نقشہ ذیل میں اس الف پر ٥ بنا دیا گیا ہے:-

آغاز سورۂ آلِ عمران	الٓمّٓ اللّٰہُ	سبحٰن[۱۵] الذی، ع ۱۲۔ آیۃ ۱	لِشَاْیْءٍ
لن تنالوا ع ۶۔ آیۃ ۱	اَفَاْئِنْ مَّاتَ	" " ع ۱۷۔ آیۃ ۷	لٰکِنَّاْ
" ع ۸۔ آیۃ ۲	لَاْ اِلَی اللّٰہِ	وقال[۱۹] الذین، ع ۱۰۔ آیۃ ۷	لَاْ اَذْبَحَنَّہٗ
لایحب اللّٰہ ع ۹۔ آیۃ ۲	تَبُوْٓءَاْ	سورہ حجرات، ع ۲۔ آیۃ ۱	بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ
قال الملا ع ۲۔ آیۃ ۴	مَلَاْئِہٖ	ومالی ۲۳، ع ۶۔ آیۃ ۲۷	لَاْ اِلَی الْجَحِیْمِ
واعلموا ع ۱۲۔ آیۃ ۵	لَاْ اَوْضَعُوْا	سورہ محمد، ع ۴۔ آیۃ ۲	نَبْلُوَاْ

Marfat.com

وما من[12] دابۃ ع ۶ ۔ آیۃ ۸	ثمودا
وما ابری[13] ع ۱۰ ۔ آیۃ ۴	تتلوا
سبحن[15] الذی ع ۱۲ ۔ آیۃ ۲	لن ندعوا

سورہ نجم، ع ۳ ۔ آیۃ ۱۹	ثمودا
سورہ دہر، ع ۱ ۔ آیۃ ۴	سلا سلا
" " ، ع ۱ ۔ آیۃ ۵	کانت قواریرا قواریرا من فضۃ

رموز اوقاف و رسم الخط

اوقاف لازمی اور ضروری :-

نمبر شمار	علامات	رموز
۱ ۔	م	وقف لازم
۲ ۔	ط	وقف مطلق
۳ ۔	سکتہ	علامت سکتہ ۔ یہاں اسطرح ٹھہر و کر سانس نہ ٹوٹے ۔ یہ علامت تمام قرآن مجید میں صرف چار مقامات پر آئی ہے ۔
۴ ۔	وقفہ	علامت وقف ۔ اس مقام پر سانس توڑ دو ۔
۵ ۔	○	ختم آیت کی علامت ہے ۔ دائرہ پر اگر کوئی اور علامت نہ ہو تو رُک جاؤ ورنہ علامت کے مطابق عمل کرو ۔
۶ ۔	۵	آیت کوفی ہے ۔ اسکا حکم بھی وہی ہے ۔ جو دائرہ کا ہے ۔

وصل یعنی وہ مقام جہاں ملا کر پڑھنا ضروری ہے :-

۱	لا	جب ○ ۵ کے بغیر ہو تو ملانا ضروری ہے ۔

Marfat.com

ذیل کی علامت میں وصل بہتر ہے:۔

نمبر شمار	علامات	رموز
۱	ز	وقف مجوّز
۲	ج ز	وقف جائز و مجوّز
۳	ق	وقف کا قول ضعیف ہے۔ "ق" قیل علیہ الوقف کا مخفّف ہے۔
۴	صلے	الوصل اولیٰ کا مخفّف ہے۔ یعنی وصل بہتر ہے۔
۵	صل	ملاؤ۔

جہاں وقف بہتر ہے:۔

۱	قف	وقف بہتر کی ایک علامت ہے، اس کے علاوہ قرآن مجید میں اکثر حاشیہ پر جو وقف النبیؐ، وقف جبریل، وقف غفران، وقف منزل لکھا ہوتا ہے تو وہاں بھی وقف بہتر ہے۔

وقف اور وصل مساوی ہیں:۔

۱	۵ لا	ان دونوں کو آیت لا کہتے ہیں، دونوں کے وقف یا وصل میں اختلاف ہے۔
۲	○ لا	مختصر یہ کہ دونوں جائز ہیں؛ کسی امر کو ترجیح نہیں دی جا سکتی، پڑھنے والا حسبِ معانی وقف یا وصل کر لے۔
۳	ج	وقف جائز۔
۴	ص	یہاں وقف کی رخصت ہے۔

Marfat.com

لامات متفرقہ :-

...ماز	علامات	رموز
	ك	کذالک کا مخفف ہے۔ اس سے مراد ہے کہ جو رمز اس سے پہلی آیت میں آ چکی ہے۔ اسی کا حکم اس پر بھی ہے۔
	معانقہ	حاشیہ پر لکھی جاتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ تین جملوں میں سے جن دو کو چاہو ملا لو۔
	∴	یہ معانقہ کی علامت ہے، حاشیہ پر مع ہوتا ہے۔ دو آیتوں کے مابین دو مقام پر ∴ دیئے جاتے ہیں۔

...وت کے متعلق ضروری اشارے

قرآن شریف پڑھنے سے پہلے حرفوں کی صحیح ادائیگی اشد ضروری ہے۔ یہ کوئی عام ...ب نہیں ہے کہ آپ اسے روا روی میں یا آرام سے کرسی پر بیٹھ کر بطور تفریح پڑھیں۔ ...ں کے لئے ضروری ہے کہ پڑھتے وقت آپ کو یا سننے والے کو معلوم ہو سکے کہ آپ ...ں کونسا لفظ پڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف کے کئی الفاظ مشتبہ الصوت ہیں۔ ...کر عام طور پر اسطرح پڑھا جاتا ہے کہ انکا فرق معلوم نہیں ہوتا۔ وہ مندرجہ ذیل حروف ہیں:-

...ت ۔ ط ۔ ث ۔ س ۔ ص ۔ ح ۔ ذ ۔ ز ۔ ض ۔ ظ ۔

جب تک ان حروف کو ان کے مخرج سے ادا نہ کیا جائے گا۔ ان کا فرق معلوم نہ ...گا۔ اس لئے تلاوت کرتے وقت مندرجہ ذیل امور کا خاص طور پر خیال رکھا جائے:-

...ھ: ابتدائے حلق سے۔

Marfat.com

ع ۔ح ، وسط حلق سے ۔

غ ۔ خ ، انتہائے حلق سے ۔

ق ، ابتدائے بیخ زبان اور اوپر کے تالو سے ۔

ک ، ابتدائے بیخ زبان اور اوپر کے تالو سے "ق" کے مخرج سے تھوڑا ہٹ کر

ج ۔ ش ۔ ی ، زبان کے درمیان اور اوپر کے تالو کے درمیان سے ۔

ض ، زبان کے کنارے اور دانتوں کے پاس سے یعنی سارے کنارے زبان کے لگانے سے ۔ بائیں طرف کے اوپر کی داڑھوں کی جڑ سے یا سیدھی طرف کی مگر بائیں طرف سے آسان ہے ۔

ل ، زبان کی نوک کے پاس سے اور اوپر کے تالو سے ۔

ن ، زبان کے سر اوپر کے دانتوں کے نیچے سے ۔

د ، زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے بعد نون کے مخرج کے ۔

ط ۔ د ۔ ت ، زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کی جڑ سے ۔

ظ ۔ ذ ۔ ث ، زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے کنارے سے ۔

س ۔ ص ۔ ز ، زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے درمیان سے ۔

ف ، نیچے کے ہونٹ کے اندر اور اوپر کے کنارے سے ۔

ب ۔ م ۔ و ، ہونٹوں کے بیچ سے ۔

ا ، فضائے دہن سے یعنی الف تو فقط ایک ہوا ہے کہ اندر سے نکلتی ہے ۔

فن تجوید یعنی تلاوت کے سلسلہ میں قرأت کی بہت سی کتابیں اور ان کی تر موجود ہیں اور قرآن پڑھانے کے بیسیوں ادارے پاکستان کے ہر شہر میں موجود ہ

Marfat.com

اس لئے اگر خدا توفیق دے تو کسی قاری سے متذکرہ بالا حروف کے مخارج کی مشق
کر لی جائے۔ کیونکہ قرآن پاک کی صحیح طریقہ سے تلاوت ضروری ہے۔ ورنہ مخارج
کے خلاف حروف کے نکلنے سے ان کے معانی بدل جائیں گے۔ اور بعض اوقات تو
گناہِ کبیرہ سے بھی بڑھ کر گناہ ہو جاتا ہے۔ معذوری۔ مجبوری۔ دوسری بات ہے۔
بشرطیکہ شوق غالب ہو۔

تذکار

تمام قرآن میں :-

- ۱۱ مقامات پر حضور سرور کائنات کو "یا ایّھا النبی" کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔
- ۱۲ مقامات پر لفظ "امام" آیا ہے۔
- ۷۰ سے زائد مقامات پر دعا مانگنے کی تاکید کی گئی ہے۔
- ۱۵۰ جگہ پر خیرات کی ترغیب و تاکید موجود ہے۔
- ۷۰۰ جگہ نماز پڑھنے پر زور دیا گیا ہے۔

اگر ہم نماز نہیں پڑھتے تو اس صورت میں ہم دیدہ دانستہ احکاماتِ قرآن کی
خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں اور پھر ایک مسلمان اور کافر کے درمیان کوئی
امتیاز باقی نہیں رہ جاتا۔ نماز پڑھنے سے صرف یہ فرق ہی نہ مٹے گا۔ بلکہ آپ کو قرآن
کی بعض سورتیں یاد ہو جائیں گی۔ نماز باجماعت پڑھتے وقت امام کی قرأت سننے
سے آپ کو تلاوت کے وقت صحیح مخارج سے قرآن پڑھنے میں آسانی ہوگی۔

قرآن فہمی

قرآن محض نظریات، تصورات، یا خیالات کی کتاب نہیں کہ آپ اسے بطور ناول یا افسانہ مطالعہ کریں۔ بلکہ یہ تو غور و فکر کی کتاب ہے۔ آپ اس کے مطالعہ کے وقت سب سے پہلے اپنے ذہن کو، پہلے سے قائم کئے ہوتے تصورات و نظریات سے یا موافقانہ اور مخالفانہ اغراض سے پاک کر لیں اور خدا کو، حاضر ناظر جان کر قرآن فہمی کی نیت و دُعا سے تلاوت کریں اور ترجمہ پڑھتے وقت اپنی عملی زندگی کا ساتھ ساتھ جائزہ لیتے جائیں کہ قرآن جن باتوں کے کرنے کا اور جن سے رُکنے کا حکم دے رہا ہے۔ آپ اس حکمِ ربّی کی کہاں تک تعمیل کر رہے ہیں؟ اگر نہیں کر رہے۔ تو آپ کو ان احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ بروز حساب آپ کو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خفت و ذلت نہ اٹھانی پڑے۔

منازلِ قرآن

قرآنِ کریم کی کل مدتِ نزول تقریباً ۲۲ سال اور ۵ ماہ ہے۔ اس کی سات منزلیں ہیں تقسیم منازل حسبِ ذیل ہے:۔

۱ ۔ سورۃ فاتحہ سے سورۃ نساء تک۔

۲ ۔ سورۃ مائدہ سے سورہ توبہ تک۔

۳ ۔ سورۃ یونس سے سورۃ نحل تک۔

Marfat.com

۴۔ سورۂ بنی اسرائیل سے سورۂ فرقان تک۔
۵۔ سورۂ شعراء سے سورۂ یٰسین تک۔
۶۔ سورۂ والصّٰفّٰت سے سورۂ حجرات تک۔
۷۔ سورۂ "ق" سے سورۂ الناس تک۔

اقسامِ آیات

آیاتِ وعدہ	=	۱۰۰۰
آیاتِ وعید	=	۱۰۰۰
آیاتِ نہی	=	۱۰۰۰
آیاتِ امر	=	۱۰۰۰
آیاتِ مثال	=	۱۰۰۰
آیاتِ قصص	=	۱۰۰۰
آیاتِ تحلیل	=	۲۵۰
آیاتِ تحریم	=	۲۵۰
آیاتِ تسبیح	=	۱۰۰
آیاتِ متفرقہ	=	۶۶

کل آیات = ۶۶۶۶

Marfat.com

قرآن سے وابستگی

اس امر کا اندازہ کہ آپ کو قرآن کریم سے کتنی وابستگی ہے۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ ان کی روشنی میں آپ خود بھی قرآن سے اپنی وابستگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں:۔

۱۔ کیا آپ پورا قرآن ناظرہ پڑھ چکے ہیں اور روانی سے صحیح پڑھ سکتے ہیں؟

۲۔ کیا تلاوتِ قرآن آپ کا معمول ہے؟ روزانہ؟ ہفتہ وار؟ یا گاہے گاہے، بے قاعدگی سے؟

۳۔ کیا آپ کو قرآن کا کوئی حصہ یا مکمل یاد ہے؟ مثلاً بڑی سورتیں؟ چھوٹی سورتیں؟ دعائیہ اور دوسری آیاتِ نصیحت؟

۴۔ کیا آپ قرآن کے مطالب سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں؟ بذریعہ ترجمہ، بذریعہ تفسیر یا بذریعہ درس؟

۵۔ کیا آپ اپنے اہل و عیال کو بھی قرآن اور قرآنی تعلیمات سے بہرہ مند کرتے ہیں۔

اگر ان سوالات کا جواب نفی میں ہے۔ تو اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے آج سے ہی قرآن سے تعلق پیدا کیجئے۔ کیونکہ ؎

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

Marfat.com

قرآنی رحمت

قرآن کریم کو کھولتے ہی تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم) کے ساتھ حسب
ذیل باتیں اگر خلوص دل سے ذہن نشین کر لیں تو قرآنی رحمت کے دروازے
فی الفور کھل جائیں گے :-

۱۔ مجھے اپنی زندگی کے لئے صرف اسی کتاب سے ہدایت و رہنمائی حاصل
کرنی ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ ہے۔ وہ غلط اور باطل ہے۔

۲۔ مجھے اس میں سے اپنے مطلب کی باتیں تلاش کر کے نفسانی خواہشات کی
راہیں استوار نہیں کرنی بلکہ ان پابندیوں کو معلوم کرنا ہے۔ جو اللہ نے میرے
لئے لازم کی ہیں۔ تاکہ میں غلط راستہ اختیار نہ کر سکوں۔

۳۔ قرآنی حقائق اور اوامر و نواہی کو مجھے بسر و چشم قبول کرنا ہے اور ان کو
تاویلات باطلہ کا ہدف نہیں بنانا۔

۴۔ اپنی ذاتی یا جماعتی زندگی میں جو چیزیں قرآنی ہدایات کے خلاف پائی جاتی
ہیں۔ ان کو غلط اور خلاف حق سمجھوں گا۔ اور ان کے لئے حجت یا
سند جواز تلاش نہ کروں گا۔

اگر

اس خلوص نیت سے آپ نے تلاوت کی اور خود کو بُرے اعمال سے بچایا
قرآن سے عزت و ادب سے پیش آتے رہے تو خود قرآن تمہاری مدد کرے گا
ورنہ قرآن مجید تمہارا مخالف ہو جائے گا۔ (امام غزالیؒ)

Marfat.com

واضح رہے کہ

رآن مجید ایسی کتاب نہیں ۔ جو عام طور پر مصنف اور مؤلف لکھتے ہیں ۔ جن
ب نوع کی ترتیب ہوتی ہے ۔ باب ہوتے ہیں اور ہر باب میں ضمنی عنوانات
ہیں اور دیگر ابواب شروع ہوتے ہیں ۔ اس لیے تلاوت یا ترجمہ کے وقت
ریم کو ہرگز ایک عام کتاب پر محمول کر کے اس کی آیات اور مضامین کو بے ربطی
س نہ کرنا ۔ سارے قرآن کریم میں انسان کو مختلف طریقوں یا آیتوں کے
رف اسی امر کی یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ :-

ہ تعالیٰ ہی اسکا خالق اور رازق ہے ۔

سان کو دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرنی چاہیئے ۔ جسطرح اللہ تعالیٰ کو
پسند ہے ۔

س دنیوی زندگی کے اعمال کی بنا پر آخرت میں جزا و سزا ملے گی ۔

رآن کریم کی ہر آیت اور مضمون انہی امور کی دعوت دے رہی ہوتی ہے ۔
د کر رہی ہوتی ہے ۔ اس لئے اسے بے ربط تصور کرنا ۔ قرآن نا فہمی کی دلیل

سوتے وقت خود اپنا
محاسبہ

کہ آج آپ نے کچھ تلاوت کی ؟
کسی درسِ قرآن میں شمولیت کی ؟
قرآن اور ترجمۂ قرآن سُنا ؟

قرآن کے متعلق کسی کتاب یا مضمون کا مطالعہ کیا ؟
قرآن کے کسی مضمون کے متعلق کسی سے کوئی گفتگو کی ؟
قرآن کی کوئی بات اپنے بچوں یا گھر والوں کو بتلائی ؟
قرآن
کے کس امر پر عمل کیا
اور کس نہی کو ترک کیا ۔
تاکہ
آپ کے تعلق بالقرآن کا پتہ چل سکے ۔

ضرورتِ احتیاط

قرآنِ کریم کی تلاوت کے سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و
ارشاد گرامی ہے کہ :-

زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ (ابوداؤد - ابن ماجہ)
قرآنِ کریم کو اپنی آوازوں سے مزین کرو

مراد یہ ہے کہ قرآنِ کریم کو حتی الامکان اچھے لہجے اور خوش آوازی سے
ایسے بے ڈھنگے طریقہ سے نہ پڑھو کہ سننے والا اس کی طرف کھچنے کی بجا
سے دور ہو جائے ۔ جیسا کہ حضرت سعدیؒ نے فرمایا ہے ؎

گر تو قرآن بدیں نمط خوانی
ببری رونقِ مسلمانی

Marfat.com

ذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

آن کو عربی لہجہ اور عربی آوازوں میں پڑھو اور دیکھو! خبردار!!

شق اور اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کے سے لہجے اختیار نہ کرو۔

نقریب میرے بعد ایسے لوگ آنے والے ہیں۔ جو قرآن کو گا گا کر

ے کے انداز میں پڑھیں گے۔ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے

ول ان کے بھی فتنے میں پڑے ہوں گے۔ اور ان لوگوں کے بھی،

ں کے طرزِ ادا کو پسند کرنے والے ہوں گے۔"

البیہقی فی شعب الایمان و رزینؒ فی کتابہ)

ربی لہجے یا عربی آواز سے پڑھنے کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح حضور

لی اللہ علیہ وسلم بروایت ترمذی و ابو داؤد و نسائی قرآن کو اس طرح

ر پڑھتے تھے کہ اس کے ایک ایک حرف کا پتہ چلتا تھا کہ وہ کونسا لفظ

ہیں۔ یعنی آرام آرام سے پڑھتے تھے اور اتنی تیزی نہ دکھاتے تھے کہ

ے کی سمجھ میں وہ الفاظ ہی نہ آسکیں۔ جو وہ تلاوت کر رہے تھے۔ آپ

ڑھنے کا طریقہ یہ تھا کہ قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پڑھا کرتے تھے۔ یعنی

زہ الگ الگ کر کے پڑھتے تھے۔ تاکہ قرآن سننے والے کے ذہن نشین

مثلاً آپ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھنے کے بعد ٹھہر جاتے تھے اور

ن الرَّحِیْمِ پڑھتے تھے۔ اور پھر توقف فرماتے تھے۔ ایک ہی سانس

د للّٰہ سے والضالین تک نہ پڑھتے تھے۔ جیسے ہم اردو کتابیں آرام

اور غور و فکر کے ساتھ پڑھتے ہیں یا جیسے عربی لوگ یا ایرانی لوگ اپنی

Marfat.com

مادری زبان میں سادہ اور فطری طریق سے بات کرتے ہیں ۔ اسے گا گا کر
جیسے بعض حضرات حسنِ قرأت کے مظاہروں میں انعام حاصل کرنے کی خا
کو عجیب عجیب دُھنوں سے اسطرح پڑھتے ہیں ۔ جیسے شاعر لوگ مشاعر
ہیں اور لوگ واہ واہ کے ڈونگرے برساتے ہیں ۔ قرآن کسی شاعر کا کل
اسے شاعروں کی طرح ترنم سے پڑھا جائے ۔

خوش الحانی سے قرآن پڑھنے اور گا کر قرآن پڑھنے کا فرق خو
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف میں واضح فرما دیا ہے کہ :-

حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْ
حُسْنًا ۔ (رواہ الدارمی)

قرآن کو اپنی (اچھی) آوازوں کے ذریعہ حسین بناؤ ۔ کیونکہ اچھی آواز قرآن کے حسن میں اضا
دارمی کی ہی ایک دوسری حدیث میں حسنِ قرأت کے سلسلہ میں مزید
یوں آتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون شخص قرآن
اور اچھے طریقے سے پڑھنے والا ہے ؟ تو آپ نے فرمایا :-

" اَنَّهُ يَخْشَى اللّٰهَ

یعنی وہ شخص کہ جب تم اسے پڑھتے ہوئے سنو تو تمہیں ایسا معلوم ہو
وہ اللہ سے ڈر رہا ہے "

خدا کے خوف سے پڑھنے والے کی کیفیت اور طرزِ ادا اس شخص سے بالکل
مختلف ہوتی ہے ۔ جو محض داد و تحسین یا انعام و اکرام حاصل کرنے کے
غنائیہ لب و لہجہ اختیار کرتا ہے ۔

سندھ پریس ملتان میں چھپا

Marfat.com

اس لیے قرآن کریم کی تلاوت میں متذکرہ بالا ارشاداتِ نبوی کو خاص طور پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ تاکہ یہ قرآن، پڑھنے والے کے لئے اُخروی نجات و فلاح کا ذریعہ بن جائے۔ جیساکہ اس ارشادِ نبوی سے عیاں ہے:۔

"اے قرآن پڑھنے والو! قرآن کو تکیہ مت بنالو، بلکہ اس کی تلاوت کرو۔ جس طرح سے کہ اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے۔ رات اور دن کے اوقات میں اور اسے علانیہ پڑھو۔ خوش آوازی کے ساتھ پڑھو اور جو کچھ مضامین اس میں ہیں۔ ان پر غور کرو۔ امید ہے تمہیں فلاح نصیب ہوگی اور اس کا ثواب جلدی سے (دنیا میں) حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ (آخرت میں) اس کا ثواب لازماً ہے۔" (بیہقی)

اہمیتِ تلاوت

- اگر آپ اس قدر اونچے مرتبے کے متمنی ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی آپ کی مجلس میں بیٹھنے اور شریک ہونے کا حکم ہو تو یہ بات بھی صرف کلام اللہ شریف میں ہی ملے گی۔
- اگر آپ اس قدر کاہل ہیں کہ کچھ کر ہی نہیں سکتے۔ تو بے محنت بے مشقت اکرام بھی آپ کو صرف کلام اللہ شریف میں ملے گا۔ کہ چپ چاپ کسی مکتب میں بیٹھ کر بچوں کا کلام مجید سنتے رہیں۔ اور مفت کا ثواب حاصل کریں۔
- اگر آپ کی سیہ کاریاں حد سے متجاوز ہیں اور مرنے کا آپ کو یقین بھی ہے۔ تو

پھر تلاوت کلامِ پاک میں ذرا بھی کوتاہی نہ کریں کہ اس درجہ کا سفارشی آپ کو نہ ملے گا۔

- اگر آپ علومِ انبیاء حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان کے گرویدہ و شیدائی ہیں تو قرآن شریف پڑھیئے اور جتنا چاہے کمال پیدا کیجیے۔
- اگر آپ زاہدوں کی اعلیٰ فہرست میں شمار چاہتے ہیں اور رات دن نوافل سے آپ کو فرصت نہیں تو کلام پاک سیکھنا اور سکھانا اس سے افضل ہے
- اگر کوئی عابد افضل العبادات کی تحقیق میں رہتا ہے اور ہر کام میں اس کا متمنی ہے کہ جس چیز میں زیادہ ثواب ہو۔ اسی میں مشغول رہوں۔ تو قرأتِ قرآن افضل العبادات ہے یعنی نماز۔ روزہ۔ تسبیح و تہلیل سب سے افضل ہے

ارشاداتِ نبوی

قرآن اللہ کی کتاب ہے۔

اس میں تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے حالات ہیں۔ تم سے بعد ہونے والی باتوں کی خبر ہے۔ اور تمہارے آپس کے معاملات کا فیصلہ ہے۔ اور یہ ایک دو ٹوک بات ہے۔ ہنسی دل لگی کی بات نہیں۔ جو سرکش اسے چھوڑے گا اللہ اس کی کمر توڑے گا۔ اور جو کوئی اسے چھوڑ کر کسی اور بات کو اپنی ہدایت کا ذریعہ بنائے گا۔ اللہ اسے گمراہ کر دے گا۔

یہی خدا کی رسی ہے۔ اور یہی بالکل سیدھی راہ ہے۔ جس نے اس پر عمل کیا۔ پائیگا جس نے اسکی بنیاد پر فیصلہ کیا۔ اس نے انصاف کیا۔ جس نے اسکی طرف دعوت دی نے سیدھی راہ کی راہنمائی کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آ

(سید پریس ملتان میں چھپا)

Marfat.com

خرابیوں کی جڑ

یہ ہماری سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مت سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام خرابیوں کی جڑ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزمودہ فن ہے، جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دنیا میں بھی سربلندی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے ——— اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی، عدل و انصاف امانت، عفو و درگزر، احسان، مساوات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آز، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اوصاف مذمومہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے ——— لیکن اسلام قومی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدّباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امتِ شاہد اور امتِ وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں ——— حالانکہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغربی مفکرین کی ایک بہت بڑی جماعت نوحہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگانِ تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر تو غور کریں۔ کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیر ملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اس پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں

نیز ہر پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں ——— شکریہ

Marfat.com

ہمارا اصلاحی تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کر چکا ہے جو پتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ جو ارباب خیر اپنی طرف سے تبلیغاً یہ لٹریچر خرید یا ہماری معرفت چھپوا کر عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ آخرت بن سکتا ہے اور صدقہ جاریہ بھی۔

۱۔ وقت کا تقاضا۔ (شادی بیاہ پر مسرفانہ اور مشرکانہ رسومات کی حقیقت)
۲۔ زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن۔
۳۔ وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام۔
۴۔ مال و دولت کا بہترین مصرف۔
۵۔ نماز کے فضائل اور احکام و مسائل۔
۶۔ دعاء مسنونہ کا طریقہ۔
۷۔ عظمت قرآن اور آداب تلاوت۔
۸۔ ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اس کی اہمیت)
۹۔ روزہ ایک اہم روحانی عبادت۔
۱۰ حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

ان رسائل کا گجراتی، سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ انگریزی اور ہندی ترجمہ کا اہتمام ہو رہا ہے یہ رسائل حسب ضرورت بلاقیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

- ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی
- جمعیت دہلی صدیقی برادری پاکستان ٹھٹائی کمپاؤنڈ ایم اے جناح روڈ کراچی
- عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ) چیچہ وطنی ملتان شہر فون نمبر ۲۶۷۵

Marfat.com

نیکی اور تقویٰ میں ایک ... القرآن

حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل

ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی

تعداد ۵۰۰۰

ایڈیشن پہلا

Marfat.com

صدقہ جاریہ

جب سے ہم نے کتاب و سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک ۔ بدعات و رسومات ۔ خرافات و فواحشات کو ترجیح دینی شروع کی ہے ۔ دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات، معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعار و اقدار کی بجائے غدا بیزار تہذیب کو اپنانا شروع کیا ہے تب سے ہم گوناگوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کمی کی وجہ سے ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے اُن کا جاننا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمعیۃ دہلی صدیقی برادری (پاکستان) کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تبلیغ نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں۔ یا ہماری معرفت یہ طبع کرا کر تقسیم کرا سکتے ہیں اور اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرضِ کفایہ ادا کر سکتے ہیں جس کے لئے سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دُعا فرمائی ہے کہ:۔

"اللہ اس آدمی کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سُن کر یاد کی
پھر انہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا۔ جنہوں نے نہ سنی تھی"۔

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت کا پورا انتظام ہے۔ اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد ۔ بآسانی اور بارعایت چھپ سکتے ہیں۔

منشی عبدالرحمن خان ناظم اعلیٰ عالمی ادارۂ اشاعتِ علوم اسلامیہ ۔ جھنگ ۔ ملتان شہر

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ

(از حاجی محمد منصور الزماں صاحب۔ صدر جمعیت دہلی۔ صدیقی برادری۔ پاکستان۔ کراچی)

میں حاضر ہوں۔ اے میرے اللہ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ یہ نعرہ بندگی اور اظہار عجز و انکسار اس راہِ طلب و شوق کے مسافر بلند کرتے ہیں کہ جس کو حج و عمرہ کہتے ہیں۔

سعادت حج کا حصول ہر مسلمان کی مراد ہے۔ دنیا کے گوشہ گوشہ سے اللہ کے بندے اپنے اللہ جل شانہ کے حکم کی تعمیل میں ننگے سر دو چادروں کے احرام میں لبیک اللّٰھم لبیک پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور بڑائی بیان کرتے۔ مکہ معظمہ کی طرف رواں دواں نظر آتے ہیں۔

ہوائی جہاز، بحری جہاز، دودخانی کشتیاں، بسیں، لاریاں، اونٹ، خچر غرض کہ ہر قسم کی سواری اور ہر راستہ سے کلمہ طیبہ کے اقرار کرنے والے اپنے آقا کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔

زیارت حرمین شریفین ایک ایسی نعمت ہے کہ جس کا حصول ہر مسلمان کے لئے لازم ہے۔ استطاعت نہ ہو یا معذوری ہو تب بھی اس کا شوق اور طلب ضروری ہے کہ یہ ایمان کی نشانی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جن کو یہ نعمت حاصل ہوئی۔ اور قابل مبارکباد ہیں وہ کہ جنہوں نے اس کی قدر کی اور استفادہ کیا۔ حج کو محض ایسی عبادت نہیں سمجھنا چاہیئے کہ واپس آئے اور جو کچھ سیکھا تھا۔ وہ سب ختم کر دیا۔ گویا حج کی عبادت حج کے ساتھ

Marfat.com

ہی ختم ہو گئی۔ حج بلاشبہ عبادت اور بنیادی رکن ہے۔ لیکن عبادت کے ساتھ اصلاح احوال اور تربیت انسانی کا ایک ادارہ ہے۔

حج مقبول ایسا ہے۔ جیسے یہ شخص آج ہی پیدا ہوا ہے۔ اور اس نے کوئی گناہ یا نافرمانی نہیں کی ہے۔ بلاشبہ درست ہے لیکن اس حج مقبول کے حصول کے لئے اللہ جل شانہٗ کی رحمت کے علاوہ تعمیل احکام کی بھی کوشش کرنی ضروری ہے۔

یہ احکام پوری زندگی پر حاوی اور محیط ہیں تاکہ صرف مسجد میں نماز کے وقت یا عرفات میں حج کے وقت پھر واپس آئے اور حسب سابق زندگی بسر کرنے لگے۔

حج کے ارکان پر شروع سے آخر تک صحیح طور پر عمل کرنے والا دراصل تربیتی دور سے گزرتا ہے۔ جس نے یہ سبق یاد کر لیا وہ پاس ہو گیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سفر حج میں جو تربیت حاصل ہو اس کو تمام زندگی کے لئے راسخ کر لے۔ اللہ تعالیٰ سب کو حج مقبول و مبرور عطا فرمائے۔

حج

حج کے معنی لغت میں قصد اور ارادہ کے ہیں اور اصطلاحاً احرام باندھ کر عرفات میں حاضر ہونے کے ہیں۔ حج اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے۔ لیکن اس کے لئے استطاعت ضروری ہے۔ استطاعت کے معنی یہ ہیں کہ سفر خرچ پاس ہو اور دوران سفر جو عرصہ گزرے اس کیلئے لواحقین کا خرچ ہو جو اسکے بعد گزر بسر کر سکیں۔ فی زمانہ جس شخص کے پاس کم و بیش آٹھ دس ہزار روپے ہوں۔ اس پر حج فرض ہے۔ ڈیک کلاس کا کرایہ اور کرنسی کی تبدیلی کے ساتھ آٹھ ہزار روپے کا ٹکٹ ہے۔ باقی رقم متعلقین کے اخراجات کے لئے چھوڑی جا سکتی ہے۔ واضح ہو کہ اس طرح ہر اس شخص پر حج فرض ہے۔ جس کے پاس اس قدر سرمایہ ہے۔ یہ رقم نقد، زیور، جائیداد کی

Marfat.com

شکل میں ہو یا تجارت میں لگی ہو ہر صورت میں حج فرض ہو جاتا ہے۔ یعنی زیور جائیداد فروخت کر کے حج ادا کرنا ضروری ہے۔ یہ نہیں ہے کہ نقد رقم ہو تب حج فرض ہو گا۔

غلط فہمی

بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ جوان لڑکی ہے۔ اس کی شادی کرنی فرض ہے۔ اس کے بعد حج فرض ہے۔ یہ غلط فہمی ہے یا اس قسم کی کوئی دیگر مصروفیت مانع ہو تو کچھ عرصہ ملتوی کی جا سکتی ہے۔ حج کو ملتوی نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ بات اس وقت کہی جا سکتی تھی کہ جب سفر حج دشوار طلب اور دیر طلب تھا کئی ماہ کے دشوار گزار سفر کے بعد ساحل مراد نظر آتا تھا۔ راستہ مسدود تھا۔ واپسی کی امید کم ہوتی تھی۔ اس وقت یہ صورت ہو سکتی تھی۔ لیکن فی زمانہ سفر حج آسان اور الحمدللہ ہر طرح محفوظ ہے۔ ہوائی جہاز سے دو تین ہفتہ میں حج کر کے واپس آ سکتے ہیں۔ بحری جہاز سے دو ماہ کا عرصہ لگتا ہے۔ فی زمانہ ایسے خیالات محض شیطانی وسوسہ ہیں۔ موجودہ حکومت نے جس قدر سہولتیں حجاج کے لئے مہیا کی ہیں وہ قابل تعریف ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جلد اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے۔

فانی زندگانی

زندگی کا اعتبار نہیں حج کا موقعہ سال میں ایک بار ملتا ہے۔ جس قدر جلد ممکن ہو فرض سے سبکدوشی حاصل کر لینا چاہئیے۔ [illegible] افراد اپنے ذاتی معاملات میں مبتلا رہنے کی وجہ سے حج اور زیارت مدینہ منورہ سے محروم رہے اور اسی عالم میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ہر سال یہی ہوتا رہا کہ آئندہ برس حج کو جائیں گے۔ ابھی یہ کام ہے اور اب کے یہ کام ہے۔ لیکن یہ دنیا کے کام تو آخر سانس تک رہیں گے۔ جب کہ خود زندگی کا اعتبار نہیں کہ کب ختم ہو جائے۔

مالی و جسمانی عبادت

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں واحد رکن ہے کہ جس میں جان اور مال دونوں لگانا پڑتے ہیں۔ نماز اور روزہ روزہ صرف جسمانی عبادت ہیں۔ اس میں کوئی روپیہ پیسہ خرچ نہیں ہوتا۔ زکواۃ صرف مالی عبادت ہے۔ اس میں کوئی جسمانی محنت نہیں ہوتی۔ حج میں دونوں نعمتیں اللہ تعالیٰ کے حکم میں لگانی ہوں گی۔ سفر حج ایک مجاہدہ ہے۔ اس مبارک سفر کو جس نے اسلامی تعلیم کے مطابق پورا کر لیا۔ اگر وہ اس عادت کو پختہ کر لے تو تمام زندگی وہ استفادہ حاصل کرتا رہے گا۔

ملکوتی صفات

حج کے مبارک سفر میں انسان ملکوتی صفات کا حامل ہو جاتا ہے۔ یعنی نہ کسی سے جھگڑا نہ فساد نہ دھوکہ دہی اور نہ بیہودہ کلمات نہ گالی نہ غیبت نہ کسی سے دشمنی نہ کسی کا حق مارتا ہے نہ کسی کو ایذا پہنچاتا ہے۔ نہ کسی کی طرف نگاہِ بد اٹھاتا ہے۔ بلکہ ہر طرح حج کی بنیادی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر حج کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو جو بنیادی مقصد لے کر یہ شخص سفر کر رہا ہے۔ وہی ناقص رہے گا۔ جب مقصد ہی حل نہ ہوا تو صعوبت سفر اور سرمایہ کا ضیاع ہی ہو گا۔ اس لئے قدم قدم پر بنیادی اصولوں کا خیال رکھنا پڑے گا۔

فطری تبدیلی

اس مبارک سفر میں ہر شخص اپنی عادتوں میں تبدیلی لا سکتا ہے۔ بلکہ ماحول کے اثر سے یہ تبدیلی ایک فطری امر ہے۔ مختصر تر ضروریات زندگی اور محدود سفری سامان کے ساتھ سفر حج کیا جاتا ہے۔ جو مل گیا کھا لیا اور جہاں جیسی جگہ ملی قیام کر لیا۔ منیٰ اور عرفات میں، خیموں میں قیام کر لیا۔ جدہ ایئر پورٹ یا بحری مسافر خانہ میں وقت گزار لیا۔ غرض کہ ہر طرح وقت

گزار لیا، پھر یہ کہ شکایت نہیں شکر ادا کیا۔ جب یہ صورت پیدا ہو جائے تو یہ ہی اصل تربیت ہے۔ اس طرح وقت گزار کے یہ احساس قوی ہو جائے گا۔ کہ بقایا زندگی بھی اس صورت میں بسر ہو سکتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ مقررہ وقت پر کھانا ملے۔ پسند ناپسند کا مسئلہ نہیں۔ غرض کہ ہر طرح گزر اوقات کر کے اپنے مقصد یعنی حج کا حصول حاصل کرنا ہے۔

تربیت

تین ماہ اس تربیتی کیمپ میں بسر کر کے حاجی جب واپس آتا ہے تو اگر وہ کوشش کرے تو اپنی بقایا زندگی بھی اسی طرح گزار سکتا ہے۔ یعنی اپنے گھر والوں، دوستوں اور متعلقین کے لئے ایک نیا آدمی جو نہ جھگڑا فساد کرتا ہے اور نہ کسی سے بے ایمانی اور دھوکہ دہی کرتا ہے۔ نہ کسی کی غیبت اور عیب جوئی کرتا ہے۔ نہ کسی کا حق مارتا ہے۔ ایک ایماندار صابر و شاکر انسان جو سب کے لئے عزت و محبت کا مستحق ہے۔

ملکوتی صفات

کیا یہ ملکوتی صفات نہیں ہیں؟ یہ صفات اور یہ خصائل عملی طور پر جس قدر آسانی سے سفر حج میں حاصل ہو سکتے ہیں اور کسی صورت میں ممکن نہیں۔ کیونکہ حج ایک ایسا اجتماع ہے۔ جس میں دنیا کے ہر ملک اور ہر گوشہ سے لاکھوں افراد شریک ہوتے ہیں۔ ہر رنگ و نسل کے لوگ شوق و محبت میں جوق در جوق لبیک اللھم لبیک پڑھتے منزل مراد کی جانب رواں دواں چلے آتے ہیں۔ ان سب کا مقصد فریضہ حج کی ادائیگی ہے۔ اس طرح لاکھوں انسان اپنی تربیت کی فکر میں غلطاں ہوتے ہیں اگر کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو بلا تخصیص ملک و نسل ہر شخص اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کو سمجھاتا ہے۔ اس طرح بہت جلد اصلاح

Marfat.com

ہو جاتی ہے۔

مقصد

اکثریت کا مقصد حصول رضا الٰہی ہی ہے۔ کلیۃً یہی ہے۔ مستثنات کا ذکر نہیں۔ وہ ہر جگہ ہوتے ہیں۔ ہر شخص جو مقصد اور مطلب لے کر آتا ہے۔ اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ اگر مقصد حج کے ساتھ تجارت ہے تو وہ بھی ہو جاتی ہے ملازمت ہے تو حج کے ایام میں ملازمت بھی مل جاتی ہے۔ اور مقصد صرف عبادت ہے تو وہ بھی حد درجہ ثواب کے ساتھ ہو جاتی ہے۔

حج کے سفر میں تجارت اور ملازمت جائز ہے۔ اس سے حج کے ارکان اور فرائض کی ادائیگی میں فرق نہ ہو تو حج میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ البتہ احتیاط ضروری ہے۔

احتیاط

احتیاط یہ ہے کہ پہلے فرض حج میں تجارت اور دیگر مصروفیات سے الگ رہے تو بہتر ہے۔ تاکہ خالصتاً پوری توجہ عبادت اور حرم شریف کی حاضری پر رہے۔ کیونکہ اکثر تجارت کی غرض سے جدہ وغیرہ کا سفر کرنا ہوتا ہے یا مکہ معظمہ میں ہی تجارتی مصروفیت میں حرم شریف کی نماز با جماعت سے محروم ہونا بہت بڑی غلطی ہے۔

حاجی مختصر وقفہ کے لیے قیام کرتا ہے۔ یہ وقت حرم شریف میں عبادت میں مصروف رہ کر گزارنا چاہیئے۔

ایک لاکھ

حرم محترم میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ملتا ہے۔ یہ نعمت مقامی باشندوں کو اکثر و بیشتر حاصل ہوتی رہتی ہے۔ لیکن عارضی طور پر مقیم حاجی کو پھر زندگی میں دوبارہ موقع ملے یا نہ ملے۔ اس لیے ضروری ہے کہ دیگر تمام ضرورتوں کو نظر انداز کر کے زیادہ سے زیادہ وقت نوافل

Marfat.com

اور طواف میں گزارے۔

طواف طواف بیت اللہ ایک ایسی نعمت اور عبادت ہے کہ صرف مسجد حرام میں ہی ممکن ہے اور کسی جگہ بھی نہیں ہو سکتی۔ نماز۔ روزہ۔ تلاوت قرآن شریف وغیرہ دنیا میں ہر شہر اور ہر جگہ ممکن ہے۔ لیکن طواف ایک ایسی عبادت ہے کہ جو صرف بیت اللہ شریف سے ہی منسلک ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ وقت طواف میں گزرے تو افضل ہے۔ اس کے بعد نفل نماز ادا کرنا بہتر ہے۔ یہ بھی نہ ہو تو بیت اللہ شریف کو صرف دیکھتے رہنا ہی عبادت ہے۔ اس کے لئے تلاوت کلام پاک عمدہ صورت ہے کہ تلاوت بھی ہو گئی اور بیت اللہ شریف بھی نظروں کے سامنے ہے یا ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جائے۔ بات چیت سے اجتناب کرے۔

احترام بیت اللہ شریف کا احترام واجب ہے۔ حرم شریف میں ادب اور قاعدہ کے ساتھ وقت گزارنا چاہیئے۔ چونکہ دنیا کے ہر ملک و نسل کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس میں جاہل اور گنوار بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے بہت سی ایسی حرکات نظر آتی ہیں کہ جو ادب کے منافی ہوتی ہیں۔ اس میں احتیاط لازم ہے۔

بیت اللہ شریف کی طرف پیر پھیلا کر لیٹنا بیٹھنا بہت بے ادبی ہے۔ قرآن کریم کو زمین پر رکھ کر تلاوت کرنا یا تلاوت کے بعد زمین پر رکھنا یا ایسی جگہ رکھ دینا کہ جہاں قریب میں جوتے رکھے ہوں۔ تہذیب اور ادب کے خلاف ہے۔

اکثر افریقی یا عرب باشندے ناواقفیت کی بنا پر اس قسم کی حرکات کرتے ہیں۔ ان کو مناسب طور پر سمجھانا چاہیئے تاکہ خود ایسا عمل اختیار کرے۔

احتیاط یہ ہے کہ اپنے مکان پر بھی حرم شریف کی طرف پیر کر کے نہ سوئیے۔

Marfat.com

اور نہ اس طرف منہ یا پشت کرکے حوائج ضروری سے فارغ ہو۔

یاد رکھیئے یاد رکھیئے کہ حرم میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے۔ اس کے ساتھ ہی گستاخی اور بے ادبی پر بھی پکڑ اتنی ہی سخت ہے۔ اس لئے بے حد احتیاط اور ادب کی ضرورت ہے۔

احرام حج اور عمرہ کے لئے سب سے پہلا کام احرام باندھنا ہے۔ احرام سفید کپڑے کا ہو تو بہتر ہے۔ احرام دو سفید چادروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ احرام فقیرانہ وضع اور کفن سے مشابہ ہے۔ ایک چادر تہبند کی طرح باندھ لی جائے۔ دوسری کاندھوں پر اوڑھ لی جائے۔ سر برہنہ ہو۔ پیر میں بھی چپل ایسی ہو کہ جو صرف تلوے اور ایڑی کو غلاظت اور موسم کی سختی سے محفوظ رکھے۔ اوپر پیر کھلا ہونا چاہیئے انگلیاں اور انگوٹھا چھپ جائے تو مضائقہ نہیں۔ لیکن اس سے اوپر کا حصّہ کھلا رہنا چاہیئے۔

احرام میں صابن لگا کر غسل کرنا یا ہاتھ منہ دھونا، کنگھی کرنا، بال اور ناخن کاٹنا منع ہے۔ گرمی کی وجہ سے جسم پر پانی ڈالا جا سکتا ہے۔ جس کو غسل بھی کہا جا سکتا ہے۔ وضو بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن گرد اور میل سے صفائی کی نیت نہیں ہونی چاہیئے خواتین کا احرام ان کا لباس ہی ہے۔ البتہ منہ پر کپڑا نہیں لگنا چاہیئے۔ پردہ کی حالت میں بھی نقاب کا کپڑا نہ لگے۔ اس کی احتیاط کریں۔

مقصد اصل مقصد فقیرانہ وضع اختیار کرکے خالق کائنات کے دربار میں حاضری اختیار کرنا ہے۔ دنیا کی ہر نسل اور ملک کے باشندے غریب امیر فقیر ہر عمر کے لبیک اللھم لبیک یعنی میں حاضر ہوں۔ اے میرے مولا میں حاضر ہوں، کہتے

بیت اللہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ سب کا ایک لباس یعنی سفید چادر سب برہنہ سر، سب کی ایک وضع، سب کا ایک مقصد اور سب کی زبان پر ایک ہی کلمہ یعنی میں حاضر ہوں اے میرے مولا میں حاضر ہوں۔

سبحان اللہ یہ نظارہ بلا شبہ ایمان افروز اور رحمت الٰہی کو متوجہ کرنے والا ہوتا ہے۔

احرام

احرام کے معنی ہیں کسی چیز کا استعمال خود پر حرام کرنا یعنی احرام میں چند چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ جنکی تفصیل درج ذیل ہے:-

۱۔ خوشبو کا استعمال کرنا۔
۲۔ مرد کو سلے ہوئے یعنی جسم کی ساخت کے مطابق کپڑے پہننا۔ یعنی روزمرہ کا لباس پہننا۔
۳۔ سر اور منہ ڈھکنا۔
۴۔ بال کاٹنا یا کترنا۔
۵۔ ناخن کاٹنا۔
۶۔ جماع کرنا۔
۷۔ خشکی کے جانور کا شکار کرنا۔
۸۔ احرام کے واجبات میں سے کسی کو چھوڑنا۔

وضاحت

۱۔ خوشبودار تمباکو اور الائچی بھی نہیں کھانا چاہیئے۔
۲۔ احرام کی چادر کے کنارے سلے ہوں تو مضائقہ نہیں ہے۔
۳۔ عورت موزہ بھی پہن سکتی ہے۔ مرد کو جائز نہیں ہے۔

Marfat.com

۴۔ عورت سر ڈھک سکتی ہے۔ یعنی برقعہ اوڑھنا۔ پردہ کرنا ضروری ہے۔ البتہ منہ پر کپڑا نہ لگے۔

۵۔ حیض و نفاس والی عورت بھی احرام کی نیت کرلے۔ البتہ نماز طواف اور مسجد حرام کی حاضری غسل پاکی تک ملتوی رہے گی بعد پاکی طواف کرے۔

فرائض احرام

احرام میں دو فرض ہیں:۔

۱۔ جس قسم کا احرام باندھے۔ اس کی نیت کرلے۔

۲۔ احرام باندھکر کوئی کلمۂ ایسا کہے جس سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور بڑائی معلوم ہو مثلاً لبیک پڑھے یا سبحان اللہ وغیرہ۔ یہ دونوں نہ ہونے کی صورت میں احرام درست نہ ہوگا۔

واجبات احرام

احرام میں دو واجبات ہیں:۔

۱۔ میقات سے احرام باندھنا۔ ۲۔ ممنوعات سے بچنا۔

تلبیہ

تلبیہ یعنی لبیک اللّٰھم لبیک احرام باندھ کر بلند آواز سے پڑھے اور تمام سفر میں پڑھتا رہے۔ جب پڑھے۔ تین بار پڑھے اور یہ خیال کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کی دعوت پر بیت اللہ شریف پر حاضری کے لیے جارہا ہوں۔ یہ تلبیہ عمرہ کا احرام ہو تو طواف کعبہ کے شروع کرتے پر حجر اسود کو بوسہ دینے پر ختم ہو جائے گا اور اگر حج کا احرام ہو تو حج کے بعد منیٰ میں دسویں ذالحجہ کو جمرہ عقبہ پر رمی کے بعد ختم ہوگا۔

Marfat.com

میقات

بحری جہاز سے یلملم کی پہاڑی کے قریب جہاز والے اطلاع کر دیتے ہیں۔ یہ میقات ہے۔ ہوائی جہاز کے مسافر جہاز روانہ ہونے پر نیّت کرلیں۔ اگرچہ احرام کے نفل گھر سے روانہ ہونے کے وقت پڑھ لیں احرام کی چادر باندھ لیں۔ احتیاطاً نیّت جہاز کی روانگی کے بعد کریں۔ بعض اوقات جہاز کی روانگی ملتوی ہو جاتی ہے۔ یا دیر ہوتی ہے۔ یا کسی بھی وجہ سے سفر آخر وقت پر ملتوی ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں احرام کی نیّت اگر کر چکا ہے تو پھر اسکو پورا کرنا ضروری ہے۔

وضاحت

کسی بھی وجہ سے احرام کی نیّت کے بعد سفر جاری نہ رکھ سکا۔ احرام کھول دیا تو اگر یہ نفلی عمرہ بھی ہے۔ تو اب فرض ہو گیا اور یہ لازم ہے کہ جلد از جلد احرام باندھکر دوبارہ عمرہ کر جائے اور عمرہ کر کے احرام کھولے۔

احرام کی اقسام

احرام کی چار قسمیں ہیں :-

۱۔ افراد ۲۔ قِران ۳۔ تَمتُّع ۴۔ عُمرہ

۱۔ اِفراد : صرف حج کا احرام باندھنا افراد کے احرام والے کو مُفرِد کہتے ہیں۔

۲۔ قِران : حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھنا۔ قِران والے کو قارِن کہتے ہیں۔

۳۔ تمتّع : حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کا اور اسکے بعد حج کا احرام باندھنا۔ اس احرام والے کو مُتمتّع کہتے ہیں۔

۴۔ عُمرہ : صرف عمرہ کا احرام خواہ حج سے پہلے ہو یا بعد میں اور تمام سال میں کسی وقت بھی ہو۔

احرام کی نیّت

یا اللہ میں عمرہ کے احرام کی نیّت کرتا ہوں۔ اسکو میرے لئے آسان فرما دیجئے اور اسکو قبول فرمالیجئے۔ اس کے بعد تلبیہ یعنی

لبیک اللھم لبیک پڑھے ۔ اسی طرح حج کے احرام کے لئے حج کا لفظ اور حج و عمرہ دونوں ہوں تو دونوں لفظ آئیں گے ۔ یعنی اس طرح کہ ۔۲ یا اللہ میں حج کے احرام کی نیت کرتا ہوں ۔ ۔۳ یا اللہ میں حج اور عمرہ کے احرام کی نیت کرتا ہوں ۔ اس کو میرے لئے آسان فرما دیجئے اور اسکو قبول فرما لیجئے ۔

احرام کا طریقہ غسل کر کے پاک صاف ہو کر احرام کی چادر باندھکر دوسری چادر سے سر اور جسم کو ڈھانک کر دو رکعت نفل پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ یہ سفر عافیت کے ساتھ پورا ہو اور یہ سفر توشہ آخرت ہو ۔ اس کے بعد احرام کی نیت کرے ۔ سر کھولے ۔ احرام کی حالت میں نماز بھی سر برہنہ پڑھے اور تمام پابندیوں پر کار فرما ہے ۔

وضاحت احرام کے واجبات چھوڑ دینے سے یا ممنوعات میں سے کوئی فعل سرزد ہو جانے کی صورت میں دم اور جزا دینی ہوتی ہے ۔ اسکی تفصیلات کتابوں میں مل جائیں گی یا علما کرام سے دریافت کی جائیں ۔

ستر احرام میں بے حد احتیاط کی ضرورت ہے اور تمام اصول و قوانین سے واقف ہونا ضروری ہے ۔ ستر کا چھپانا ضروری ہے ۔ ناف کے نشان سے گھٹنے کی نچلی ہڈی تک چھپانا ضروری ہے ۔ یہ مرد کا ستر ہے ۔ بعض لوگ ناف کے نیچے چادر باندھتے ہیں یا عادتاً چادر اٹھا کر گھٹنے سے اوپر تک لے جاتے ہیں ۔ یہ دونوں صورتیں حرام ہیں ۔ اس حالت میں نہ نماز ہوتی ہے ۔ نہ طواف ہوگا بلکہ سخت گناہ کا موجب ہے ۔ کیونکہ ایسا ہونا برہنہ ہونے کے مطابق ہے ۔ یہ صورت اپنے گھر میں بھی اور ہر حال میں ممنوع ہے ۔ چہ جائیکہ حرم شریف میں ستر

Marfat.com

کھلا ہو۔ اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

مسجد الحرام حرم شریف یعنی مسجد حرام میں داخلہ کے بعد بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑتے پر دعا کرے یہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ جو دل چاہے دعا مانگے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس ذات عالی نے اپنے درِ دولت پر حاضری کی سعادت بخشی۔ بہتر ہے کہ یہ دعا کرے کہ ہمیں بار بار حاضری کی توفیق عطا فرما اور ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔ اس کے بعد تحیۃ المسجد کے نفل ادا کرے۔

کعبہ شریفہ بیت اللہ شریف کو کعبہ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ عمارت مربع اور چوگوشہ ہے اور ہر چوگوشہ کو کعبہ کہتے ہیں۔ لغت میں کعبہ کے معنی بلند اور مرتفع کے ہیں۔ یہاں مراد بیت اللہ شریف ہے۔ جسکو قبلہ بھی کہا جاتا ہے۔

طوافِ کعبہ مطاف میں داخل ہو کر حجر اسود سے قبل کھڑے ہو کر نیّت کرے کہ میں بیت اللہ شریف کے طواف کی نیّت کرتا ہوں، سات چکروں کے ساتھ۔ اس کے بعد حجر اسود کو بوسہ دے اور اگر مجمع کثیر ہو تو دُور سے ہاتھ کے اشارہ سے بوسہ دے اور طواف شروع کردے۔

حجر اسود سے شروع ہو کر اسی مقام پر آ کر ایک چکر جسے عربی میں شوط کہتے ہیں۔ پورا ہو جائے گا۔ اسطرح سات شوط یعنی سات بار بیت اللہ شریف کے گرد چکر لگا کر طواف مکمل ہو جائے گا۔

طواف کے دوران عربی میں اردو میں یا کسی بھی زبان میں دعا کرتا رہے۔ جو بھی دعا کرنی ہو کرے یا درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی کے کلمات ادا کرے۔ طواف کے بعد دو رکعت نماز واجب ادا کرنا ضروری ہے۔

احتیاط طواف کے دوران سلام و کلام سے بچے نگاہ نیچی کر کے باادب اور مہذب پیرایہ میں میانہ روی سے طواف کرے۔ ۱۔ عورتوں سے دُور رہے۔ ۲۔ کسی کو دھکا نہ دے۔ ۳۔ کسی کو روک کر آگے نکلنے کی کوشش نہ کرے۔ بلکہ ہر ممکن کوشش یہ کرے کہ کسی کو ایذا نہ ہو۔ یہ بڑے ادب کا مقام ہے۔ یہ احساس رہے کہ ہم اللہ جل شانہٗ کے گھر کے چکر کاٹ رہے ہیں۔ اپنی ضرورت اور اپنی غرض کے تحت فقیرانہ انداز میں بھیک طلب کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

طواف کی اقسام ۱۔ طوافِ قدوم ۲۔ طوافِ زیارت ۳۔ طوافِ وداع۔ ۴۔ طوافِ عمرہ ۵۔ طوافِ نذر ۶۔ طوافِ تحیۃ ۷۔ طوافِ نفل

۱۔ طواف قدوم: جب کوئی شخص مسجدِ حرام میں پہلی بار احرام باندھکر داخل ہو۔ یہ طواف باہر سے آنے والے کیلئے سنت ہے جو حج اور قران کا احرام باندھ کر آئے۔

۲۔ طوافِ زیارت: اس کو طوافِ رکن اور طواف حج، طوافِ فرض بھی کہتے ہیں یہ حج کا رکن ہے۔ اسکے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔ اس کا وقت دس ذالحجہ کی صبح صادق سے بارہ تاریخ کی غروب سے پہلے تک ہے۔

۳۔ طواف وداع: یہ ہر اس شخص پر واجب ہے کہ جو مکہ معظمہ سے رخصت ہو کر اپنے وطن واپس جائے۔

۴۔ طوافِ عمرہ: یہ عمرہ کا احرام باندھنے والے ہر شخص کے لئے ہے۔

۵۔ طواف نذر: جو شخص طواف کی نذر یا منت مان لے اس پر واجب ہے۔

Marfat.com

۶۔ طوافِ تحیّہ : ہر شخص جو مسجد حرام میں داخل ہو اس پر طواف کرنا مستحب ہے اس کا نام طواف تحیّہ ہے۔ اگر کسی نے نفل طواف کیا تب بھی یہ ادا ہو جائیگا۔

۷۔ طواف نفل : یہ طواف ہر وقت ہر شخص کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ فرض نماز کی جماعت نہ ہو رہی ہو۔

شرائطِ طواف

۱۔ باوضو ہونا۔ ۲۔ ستر کا چھپا ہونا۔ ۳۔ جسم اور لباس کا پاک ہونا۔ ۴۔ عذر نہ ہو تو پیدل طواف کرنا۔ ۵۔ حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا۔ ۶۔ حجرِ اسود سے شروع کرنا۔

وضاحت حطیم

حطیم بیت اللہ شریف کا ہی حصّہ ہے۔ حطیم کے اندر فرض نماز باجماعت نہیں پڑھنی چاہیئے۔ یعنی جب حرم شریف میں جماعت ہوتی ہو، وہ فرض نماز حطیم کے باہر ادا کرنے چاہئیں۔ نفل پڑھ سکتے ہیں۔ قبولیّت کی جگہ ہے۔

احتیاط

مرد کا ستر ناف کے اوپر سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے۔ ناف کا نشان اور گھٹنے کی ہڈی ستر میں شامل ہے۔ اسکا چھپانا مرد پر واجب ہے۔

اکثر دیہاتی لوگ اور ناواقف شہری عام زندگی میں بھی احتیاط نہیں کرتے اور تہبند ناف سے بہت نیچے باندھتے ہیں جو مرد کے لئے حرام ہے۔

طواف میں خاص طور پر احرام میں چونکہ کرتا نہیں ہوتا اور تہہ بند ناف کے نیچے بندھا ہوتا ہے۔ اسلئے ستر کھلا ہونیکی وجہ سے طواف ہی درست نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ ستر کی پابندی ہوتی ہے۔ یہ سخت گناہ کی بات ہے۔

اس صورت میں حرم شریف میں داخل ہونا سخت گناہ کا موجب ہے۔ ستر کی پابندی ہر حال میں لازم ہے۔ ورنہ نماز بھی نہیں ہو گی اور طواف بھی نہیں ہوگا۔

Marfat.com

بلکہ بہت گناہ کا موجب ہوگا۔ شریعت کے رُو سے یہ شخص برہنہ ہے۔

استلام حجر اسود کو بوسہ دینا۔ ہاتھ سے چھونا یا اشارہ کرنا۔

اضطباع احرام کی چادر کا وہ حصّہ جو داہنے مونڈھے پر رہتا ہے۔ اس کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔ جس طواف کے بعد سعی کرتے ہیں۔ اس طواف کے ساتوں پھیروں میں اضطباع کیا جاتا ہے۔

رَمَل طواف کے پہلے تین پھیروں میں اکڑ کر مونڈھے ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر تیزی سے چلنا۔ یہ بھی اسی طواف میں کیا جاتا ہے۔ جس کے بعد سعی کرنی ہو۔

خواتین کے لئے رَمَل اور اضطباع نہیں ہے۔

حجرِ اسود جنت کا ایک پتھر ہے۔ جو بیت اللہ شریف کی عمارت میں نصب ہے۔ اسکو بوسہ دینا سنّت ہے۔

ملتزم بیت اللہ شریف کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیان کا حصّہ ہے۔ طواف کے بعد اس جگہ دو رکعت واجب طواف پڑھکر دُعا کرنی چاہیئے قبولیت دعا کیلئے یہ حصّہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔

بابِ کعبہ شریفہ بیت اللہ شریف کا دروازہ اس کی چوکھٹ پکڑ کر دعا کرنی چاہیئے۔ یہ بھی قبولیت دُعا کا مقام ہے۔

مقامِ ابراہیمؑ سیّدنا حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جس جگہ سے کھڑے ہو کر بیت اللہ شریف کی تعمیر کی تھی۔ وہ مقام بیت اللہ

Marfat.com

شریف سے ملحق ہے۔ یہاں کتبہ لگا ہوا ہے۔ لیکن اب مطاف کے باہر مقامِ ابراہیم کی جگہ ہے۔ یہاں بھی نفل پڑھنے چاہئیں اور دُعا کرنی چاہیئے۔

زم زم طواف سے فارغ ہوکر دو رکعت واجب طواف ملتزم پر ادا کر کے دُعا کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد زم زم کے کنویں پر پانی پینا اور دعا کرنی چاہئے یہ مقام بھی قبولیت دعا کیلئے مخصوص ہے۔

سعیٔ عمرہ اور حج کے احرام والے کو سعیٔ کرنا واجب ہے۔ صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگانا سعیٔ کہلاتا ہے۔ حج کے احرام میں حج سے قبل سعیٔ ہو سکتی ہے۔ طواف زیارت کے بعد سعیٔ ضروری نہیں ہے۔ جس طرح سہولت ہو۔ کرلے۔

حلق وقصر عمرہ اور حج کے احرام والے کو سعیٔ کے بعد سر کے بال مونڈانا یا کٹوانا ضروری ہے۔ سر مونڈوانے کو حلق کہتے ہیں اور یہی افضل ہے۔ بال کتروانے یا کٹوانے کو قصر کہتے ہیں کم از کم چوتھائی بال کٹوانے ضروری ہیں۔

اس کے بعد عمرہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اب وہ تمام ممنوعات جو احرام کر لی تھیں پھر اختیار کر سکتا ہے۔

قران والے کو احرام میں رہنا ہو گا۔ یعنی جس نے حج و عمرہ کا احرام باندھا تھا، وہ حج کے بعد طواف و سعیٔ کر کے احرام کھولے گا۔ اس وقت ممنوعاتِ احرام ختم ہونگی قربانی اور سر کے بال کٹوانے کے بعد احرام کی چادر تبدیل کر کے لباس پہن سکتا ہے۔ لیکن زوجہ سے صحبت طوافِ زیارت کے بعد جائز ہو گی یعنی قطعی طور پر ممنوعات کا خاتمہ طوافِ زیارت کے بعد ہو گا۔

Marfat.com

مستورات کے بال کٹوانے یا منڈوانے نہیں ہیں ۔ البتہ آخر میں چوٹی کے سرے پر تھوڑے سے بال کاٹنے ہونگے ۔ یہی قصر ہے ۔ کم ازکم ایک انگلی کے برابر کاٹے جائیں

نفلی عمرہ دوران قیام مکہ معظمہ مزید نفلی عمرہ کرنا ہو تو تنعیم جاکر مسجد حضرت عائشہؓ سے احرام باندھ کر لبیک پڑھتا ہوا بیت اللہ شریف آکر طواف کرے اسکے بعد سعی کرے اور حلق یا قصر کرا کے احرام کھولدے ۔ یہ نفلی عمرہ ہوگا ۔ ہر روز یا دن میں کئی بار بھی یہ عمرہ کیا جا سکتا ہے ۔

دوگونا ثواب نفلی عمرہ یا طواف اپنے مرحوم بزرگوں اور دوستوں کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے ۔ جس کا ثواب اس عمرہ یا طواف کرنے والے کو بھی ملے گا ۔ اور اس عزیز کو بھی ۔ جس کے ایصال ثواب کے لیے عمرہ یا طواف کیا جائے ۔

بہتر ہے کہ طواف و عمرہ حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خلفاء کرامؓ اور اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہما اور اپنے والدین استادان اور احباب کیلئے کئے جائیں ۔ اس میں دوگنا ثواب ملتا ہے ۔

ایک ثواب عمل کرنے کا دوسرا بغیر کسی کی ہدایت کے خود اپنی طرف سے ہدیہ ارسال کرنے کا ۔ اسی طرح سب کیلئے دعائیں کرنی چاہئیں ۔

مفید مشورہ جس شخص نے عمرہ کا احرام باندھا تھا ۔ اب وہ آزاد ہے ۔ اور حج کے انتظار میں مقیم ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام نمازیں حرم شریف میں جماعت کی پابندی سے ادا کرے ۔ طواف اور نوافل میں وقت گذارے ۔ اس وقت اور اس نعمت کی قدر کرنی چاہیئے ۔ بار بار یہ دولت

Marfat.com

نصیب نہیں ہوتی۔ قیام مکّہ معظمہ کے اوقات بازاروں میں خرید و فروخت میں ضائع نہیں کرنے چاہییں۔ یہ قیمتی وقت رضا الٰہی کے حصول میں خرچ ہونا چاہیئے۔ حرم شریف میں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔ حرم شریف کی حاضری ایک نعمت ہے۔ بیت اللہ شریف کی زیارت اللہ جل شانہٗ کی مہمانی ہے۔ اس سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

عمرہ کے ارکان اور طریقہ

تمتّع یعنی پہلے عمرہ کا احرام اور اس کے بعد حجّ کا احرام باندھنے والا جو طریق کار اختیار کرے اس کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ سلسلہ وار درج ہے:

۱۔ احرام عمرہ۔ شرط لازم ہے۔

۲۔ طواف عمرہ معہ رمل (رمل سنّت ہے) رکن ہے۔

۳۔ سعی عمرہ۔ واجب ہے۔

۴۔ سَر کے بال منڈانا یا کٹوانا (سعیَ کے بعد) واجب ہے (اب عمرہ کا احرام کھول دیا جائے)۔

۵۔ ۸ر ذالحجہ کو حج کا احرام باندھے۔ شرط لازم ہے۔

۶۔ ۹ر ذالحجہ کو وقوفِ عرفات۔ رکن ہے۔

۷۔ عرفات کے بعد شب کو وقوف مزدلفہ۔ واجب ہے۔

۸۔ ۱۰ر ذالحجہ کو عمرہ اُخریٰ کی رمی۔ واجب ہے۔

۹۔ قربانی (رمی کے بعد) واجب ہے۔

۱۰۔ سَر کے بال کٹوانا یا منڈانا (قربانی کے بعد) واجب ہے۔

Marfat.com

۱۱۔ طوافِ زیارت (سر کے بال صاف کرانے کے بعد) رکن ہے۔ اس طواف کا وقت ۱۲، ذالحجہ غروبِ آفتاب سے قبل تک ہے۔

۱۲۔ سعیؑ۔ (حج سے قبل یا بعد) واجب ہے۔

۱۳۔ ۱۱، ۱۲، ذالحجہ کو منیٰ میں تینوں جمرات کی رمی کرنا واجب ہے۔

۱۴۔ طوافِ وداع (جب مکہ معظمہ سے گھر واپس ہو) واجب ہے۔

یہ عمرہ اور حج کے احرام تمتع کا طریقہ ہے۔ اگر حج میں دیر ہو تو یہی طریقہ مناسب ہے۔ اگر حج قریب ہو اور چند یوم کی بات ہو تو قِران کا احرام بہتر ہے اسکا ثواب زیادہ ہے۔

قِران کا احرام اور طریقہ

حجِ قِران یعنی عمرہ و حج کے احرام کا طریقہ سلسلہ وار درج ہے:۔

۱۔ حج و عمرہ کا احرام ایک ساتھ۔	شرط لازم ہے۔
۲۔ طوافِ عمرہ مع رمل (رمل سنت ہے)	رکن ہے۔
۳۔ سعیٔ عمرہ۔	واجب ہے۔
۴۔ طوافِ قدوم حج معہ رمل (رمل سنّت ہے) آٹھ ذالحجہ کو ہوگا۔	سنّت ہے۔
۵۔ سعیٔ حج (۸، ذالحجہ کو حج سے قبل ہوگی)	واجب ہے۔
۶۔ وقوفِ عرفات (۹، ذالحجہ کو دن میں بعد زوال کسی وقت)	رکن ہے۔
۷۔ وقوفِ مزدلفہ (عرفات سے واپسی پر)	واجب ہے۔
۸۔ جمرۃ آخری کی رمی (دسویں ذالحجہ کو)	واجب ہے۔
۹۔ قربانی (رمی کے بعد)	واجب ہے۔

۱۰۔ سر کے بال منڈانا یا کٹوانا (قربانی کے بعد) واجب ہے۔

۱۱۔ طوافِ زیارت (بال کٹوانے کے بعد) رکن ہے۔

۱۲۔ ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذالحجہ کو (تینوں جمراۃ کو رمی کرنا) واجب ہے۔

۱۳۔ طوافِ وداع (مکہ معظمہ سے واپسی کے وقت) واجب ہے۔

طوافِ زیارت کے بعد احرام کھول دینا چاہیئے۔ اور تمام ممنوعات جائز ہو جائیں گی۔ حج کی سعیٔ اگر آٹھ ذالحجہ کو طواف کے ساتھ نہ کی ہو تو اب طوافِ زیارت کے بعد کر سکتا ہے۔

وضاحت جمرات یا جمرۃ عام طور پر شیطان کے نام سے مشہور ہیں۔ رمی کرنا یعنی جمرات پر کنکریاں پھینکنا ہے۔ بعض لوگ بڑے بڑے پتھر مارتے ہیں۔ بعض جاہل پرانے جوتے مارتے ہیں۔ یہ سب غلط ہے۔ نہ کنکری کا اس نشان پر لگنا ضروری ہے۔ جو نشان تعمیر ہے۔ وہ جگہ کی علامت کے طور پر ہے۔ کنکریاں اس نشان پر یا اس کے قریب گرنی چاہیئے۔ ایک ایک کنکری پھینکنی چاہیئے۔ یہ کنکریاں مزدلفہ سے لانی چاہئیں۔ استعمال شدہ کنکری دوبارہ استعمال نہ کی جائے۔ جوتے مارنا یا کوئی دیگر چیز پھینکنا غلط ہے۔

حج جو شخص حج کے انتظار میں ہے۔ آٹھ ذالحجہ کی شب میں احرام باندھ کر طواف قدوم اور سعیٔ سے فارغ ہو کر فجر کے بعد منیٰ روانہ ہو جائے۔

منیٰ منیٰ میں پانچ نمازیں یعنی آٹھ ذالحجہ کی ظہر سے نویں ذالحجہ کی فجر نماز ادا کرنا سنت ہے۔ اس کے بعد عرفات روانہ ہو جائے۔

Marfat.com

عرفات غروب آفتاب تک عرفات میں قیام کرے۔ عرفات میں قیام ہی حج ہے۔ اس دن کی کوئی خاص عبادت نہیں ہے۔ لیکن یہ دن بڑی فضیلت کا اور رحمت الٰہی کی بارش کا ہے۔ زوال آفتاب کے بعد توبہ استغفار اور تلاوتِ کلام پاک میں وقت گذارے۔ اگر ہمت ہو تو جبلِ عرفات پر جائے اور وہاں جاکر اللہ تعالیٰ کی بزرگی کا اقرار کرے۔ خصوصیت سے عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت خصوصی دُعاؤں اور حصولِ رحمت کا ہے۔ اس وقت نہایت عاجزی اور انکسار سے دعائیں کریں۔ اللہ جل شانہٗ کی رحمت سے امید ہے کہ سب کی دُعائیں قبول اور حج مقبول ہوگا۔ جہاں بھی قیام ہو۔ اسی جگہ مجمع کثیر کے ساتھ دُعائیں کریں۔ زوال آفتاب کے بعد عرفات میں کسی وقت بھی آسکے۔ حج ہو جائے گا۔ اس دن مغرب کی نماز عشاء کی نماز کے ساتھ مزدلفہ میں ادا کرنی چاہیئے۔ غروبِ آفتاب کے بعد عرفات سے روانہ ہوکر مزدلفہ جانا چاہیئے۔

مزدلفہ عرفات سے منیٰ آتے ہوئے راستہ میں مزدلفہ ہے۔ مسجد مشعر الحرام کے قریب قیام کرے۔ یہ رات عبادت میں گذاری جائے۔ تمام رات عبادتِ الٰہی میں مصروف رہے۔ اس رات کی بڑی فضیلت ہے۔

منیٰ دس ذالحجہ کی صبح صادق کے بعد نمازِ فجر سے فارغ ہوکر منیٰ روانہ ہو جائے منیٰ میں تین یوم قیام رہے گا۔ منیٰ میں سب سے پہلا کام جمری اُخریٰ یعنی آخری شیطان پر کنکری مارنا ہے۔ اس کے بعد قربانی کرے۔ پھر سر کے بال صاف کراکر طواف زیارت کے لئے بیت اللہ شریف جائے۔

طواف کے بعد اگر آٹھ ذالحجہ کو سعیٔ نہیں کی ہے تو اب سعی کرلے۔ سعیٔ

Marfat.com

کے بعد احرام کھول دے اور تمام ممنوعات ([redacted] کی پابندی ختم کردے اور روزمرہ کے کپڑے پہن لے (طواف زیارت دس ذالحجہ کو کرنا افضل ہے۔ کسی وجہ سے تاخیر ہوجائے تو دوسرے دن کرلے۔ لیکن ۱۲ر ذالحجہ آخری دن ہے) اس کے بعد واپس منیٰ جائے۔ جہاں ۱۱، ۱۲ر ذالحجہ کو تینوں جمرات پر رمی کرنا ہوگی۔ ۱۲ر ذالحجہ کی شام کو غروب آفتاب تک مکہ معظمہ آجائے۔

حج کے ارکان پورے ہوگئے۔ اسی کا نام حج ہے۔

طوافِ وداع اس وقت کرنا ہے۔ جب واپسی کا ارادہ ہو۔ اس تمام عرصہ میں جب تک قیام رہے۔ نفلی طواف کرتے رہنا چاہیئے۔ اور زیادہ سے زیادہ وقت حرم شریف میں گذارنا چاہیئے۔

حج کے فرائض

حج میں تین فرض ہیں :-

۱۔ احرام باندھکر حج کی نیت کرنا اور تلبیہ پڑھنا۔

۲۔ وقوفِ عرفات یعنی ۹ر ذالحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے دس ذالحجہ کی صبح صادق تک کسی بھی وقت میدانِ عرفات میں ٹھہرنا خواہ تھوڑی دیر ہی ٹھہرے۔

۳۔ طوافِ زیارت جسکا وقت دس ذالحجہ کی صبح صادق سے بارہ ذالحجہ غروب آفتاب تک ہے۔

ان تینوں فرائض میں سے کوئی فرض رہ جائے تو حج نہیں ہوگا۔

حج کے واجبات

حج میں چھ واجبات ہیں :-

۱۔ عرفات سے واپسی پر شب میں مزدلفہ میں وقوف کرنا۔

Marfat.com

۲۔ سعی کرنا۔

۳۔ جمرات پر کنکریاں مارنا۔

۴۔ قارن اور متمتع کو قربانی کرنا۔

۵۔ قربانی کے بعد سر مونڈانا یا بال کٹوانا۔

۶۔ مکہ معظمہ سے رخصت کے وقت طوافِ وداع کرنا۔

واجبات میں سے کوئی رہ جائے تو حج ہو جائے گا۔ البتہ جزا دینا لازم ہوگا۔

جزا اور دم ہر مسئلہ اور غلطی پر جدا ہے۔ اس کے لئے علماء کرام سے رجوع کریں یا کتابوں میں دیکھ لیں۔ مسئلہ سے واقفیت ضروری ہے۔

احرام سے طوافِ وداع تک ہر مرحلہ کی دعائیں حج کی کتابوں میں ہیں اس میں طواف کی دعائیں اور ملتزم۔ مقام ابراہیم علیہ السلام۔ زم زم۔ سعیٔ صفا و مروہ وغیرہ کی سب دعائیں ہیں۔ چونکہ عربی میں دعا کرنا افضل ہے۔ اس لئے یہ دعائیں پڑھ لینا چاہئیں۔ تاہم اپنی زبان میں دعا مانگنا بھی درست ہے۔ جس میں سہولت ہو، عمل کرے۔

زیاراتِ مکہ معظمہ غارِ حرا۔ غارِ ثور۔ جبل ابو قبیس۔ مسجدِ جن۔ قبرستان جنت المعلیٰ۔ مولد شریف حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور متعدد زیارات مکہ معظمہ میں ہیں لیکن ان کی زیارت میں یہ خیال رہے کہ حرم شریف کی نماز قضا نہ ہو جائے۔ کسی ایسے وقت جانا چاہیئے کہ جس کے درمیان نماز کا وقت نہ آ جائے۔ سب سے افضل خود بیت اللہ کی زیارت اور طواف ہے۔

Marfat.com

افضل عبادت

ویسے سب سے افضل عبادت طوافِ بیت اللہ شریف ہے۔ اور جو بھی وقت ہے اور جس قدر ہمت ہو، طواف کرے یہ ہی ایک نعمت ایسی ہے کہ جو حرم شریف کے باہر میسّر نہیں ہو سکتی۔ ہر حال میں نماز باجماعت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ نماز ایک ایسا فرض ہے جو دن میں پانچ مرتبہ فرض ہے اور یہ غریب امیر بوڑھا جوان عورت مرد سب پر فرض ہے۔ جبکہ حج عمر میں صرف ایک بار فرض ہے اور وہ بھی استطاعت والے پر۔ حج کے ارکان کی ادائیگی میں بھی نماز قضا نہ ہونی چاہیئے۔ چہ جائیکہ زیارات میں یا خرید و فروخت اور بازاروں کی سیر و تفریح میں نماز فوت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

قبولیتِ دُعا کے خاص مقامات

یوں تو مکہ معظمہ اور خصوصیت سے حرم شریف قبولیت دُعا کے لئے کافی ہے۔ تاہم چند خصوصی مقامات پر دُعا قبول ہوتی ہے۔ یہاں دعائیں کرنی چاہئیں۔ خاص اہتمام سے اس یقین کے ساتھ کہ انشاء اللہ دُعا قبول ہو گی۔ دل سے دعائیں کرے۔

۱۔ طواف کرنے کی جگہ مُطاف۔ ۲۔ ملتزم۔
۳۔ حجرِ اسود کے پاس۔ ۴۔ رکنِ یمانی۔
۵۔ حطیم۔ ۶۔ بیت اللہ شریف کے اندر۔
۷۔ بابِ کعبہ یعنی بیت اللہ شریف کے دروازہ پر۔ ۸۔ مقامِ ابراہیم کے پاس۔
۹۔ زم زم کے کنویں پر۔ ۱۰۔ صَفا اور مروہ پہاڑیوں پر۔

Marfat.com

۱۱۔ سعی کرتے وقت۔ ۱۲۔ منیٰ میں مسجدِ خیف میں۔

۱۳۔ مزدلفہ میں مسجد مشعر الحرام میں۔ ۱۴۔ عرفات کے میدان میں۔

۱۵۔ کعبۃ اللہ پر پہلی نظر پڑنے پر۔

گذارش التماس ہے کہ احقر مؤلف کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا خیر عطا فرمائے۔

زیارتِ مدینہ منورہ جو شخص حج کو جائے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ زیارۃ مدینہ منورہ کے لئے جائے۔ اور مواجہ شریفہ پر حاضر ہو کر حضور سرورِ کائنات محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں صلواۃ و سلام پیش کرے۔

بیت اللہ شریف کے بعد حرمِ نبوی کی نماز ہے۔ جس کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

ایک حدیث سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حج کیلئے آیا اور میری زیارت کو نہیں آیا، اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔

دوسری حدیث ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہو گئی۔

چالیس نمازیں مسجد نبویؐ میں چالیس نمازیں با جماعت بلا ناغہ ادا کرنے والا قیامت کے دن حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی شفاعت کا اہل ہو گا۔

کم سے کم قیام اتنا تو ہو کہ چالیس نمازیں باجماعت حرم شریف میں ادا کر

Marfat.com

سکے۔ اس سے زیادہ جس کی قسمت میں ہو۔ خوش نصیب ہے۔

مدینہ منورہ مدینہ منورہ کا چپہ چپہ بابرکت اور اسکا ہر ذرّہ اہل ایمان کے لئے سرمۂ چشم ہے۔ اس کے بازار اور گلیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمہات المؤمنین اور صحابۂ کرام کے قدم ہائے مبارک سے مشرف ہو چکے ہیں۔ ذرّہ ذرّہ آفتاب و مہتاب ہے۔

ادب و احترام اور احتیاط کا مقام ہے۔ اہلِ دل کے لئے اس شہر کی ہر چیز اور ہر ہستی پیاری ہے۔ کسی شخص یا کسی چیز کی برائی نہ کرے نہ عیب جوئی اور تنقید کرے۔ کیونکہ یہ زائر مہمان کی حیثیت میں ہے اور مہمان کا کام میزبان پر تنقید کرنا نہیں ہے۔

صلوٰۃ والسلام حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسجد نبوی میں جو سلام پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ میں خود وصول کرتا ہوں اور مسجد کے باہر تمام عالم سے جو پیش کئے جاتے ہیں وہ فرشتوں کے ذریعہ وصول ہوتے ہیں۔

قیام مدینہ منوّرہ کی عبادت مواجہہ شریفہ پر حاضر ہو کر سلام پیش کرنا ہے۔ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے وقت نگاہ نیچی رہے، آواز بلند نہ ہو اور عاجزی وانکساری کے ساتھ آہستہ آہستہ پیش کرے۔

یہ خیال رہے کہ آج دنیا میں اسلام اور مسلمان قرآن کریم اور کعبۃ اللہ شریف جیسی نعمتیں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور ان ہی کے ذریعہ ملی ہیں۔

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں۔ اُستاد ہیں۔ ہادی و رہبر اور پیشواؤں سے بڑھکر ہیں۔ کائنات کا وجود آپ ہی کا صدقہ ہے۔ جب یہ خیال پیشِ نظر ہوگا تو اپنی کمتر حیثیت کا احساس ہو جائے گا۔ اس عالم میں جس طرح ادب اور قاعدہ سے حاضری ہونی چاہیئے۔ اس کے مطابق مواجہہ شریفہ پر حاضری دے اور سلام پیش کرے اور اس کے بعد حضورؐ کے طفیل اور صدقہ میں اللہ تعالیٰ سے خاتمہ بالخیر اور دین و دنیا کی ضروریات کی دُعا کرے۔

حاضری کا طریقہ

مدینہ منورہ میں حاضری کے بعد غسل یا وضو کر کے صاف ستھرے لباس پر خوشبو لگا کر سب سے پہلے حرم شریف کی حاضری دے۔ مسجد نبوی میں داخلہ کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اس کے بعد بابِ جبریل علیہ السلام کی جانب سے آہستہ آہستہ ادب کے ساتھ درودِ شریف پڑھتا ہوا مواجہہ شریفہ پر حاضر ہو۔ جہاں جگہ ملے، ادب کے ساتھ نگاہ نیچی کر کے کھڑا ہو جائے اور زیرِ لب سلام و صلوٰۃ پیش کرے۔ بلند آواز ممنوع ہے۔ مستورات ہوں تو الگ ہو کر کھڑا ہونا چاہیئے۔

بعد صلوٰۃ و سلام اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے۔ یہی قبولیت کا مقام ہے۔ اور جس کے طفیل سب سے کچھ ملا ہے۔ اسی کے روبرو حاضری ہے۔ اب ان کے ہی صدقہ اور طفیل جو بھی طلب ہے۔ اپنے مولا سے مانگ لے اور یقین کرے کہ سب کچھ مل جائے گا۔ انشاء اللہ سب ہی مرادیں پوری ہونگی۔ الحمدللہ۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت

میں سلام پیش کرے۔ پھر حضرت عمر خلیفہ دوم رضؓ کی خدمت میں سلام پیش کرے۔ یہ دونوں حضرات خلفاء بھی اسی حجرہ میں آرام فرما ہیں۔ سلام کے بعد الٹے پاؤں مقامِ جبرائیل علیہ السلام پر آکر (یہ وہ مقام ہے جہاں سے جبرائیل علیہ السلام وحی لیکر نازل ہوتے تھے) مقرب فرشتوں پر سلام پیش کرے۔ پھر قبلہ رخ ہوکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور جو طلب ہے، مانگے۔

ریاض الجنّۃ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حجرہ مبارک سے منبر شریف تک کا حصّہ ریاض الجنۃ یعنی جنت کی زمین کا ایک ٹکڑہ ہے۔ اس حصّہ مسجد میں نوافل کا اہتمام کرے اور یہاں زیادہ وقت گذارے۔

ستون ہائے رحمت ریاض الجنۃ میں حسب ذیل ستون ہیں۔ ان پر خطِ طغریٰ میں انکا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ یہ ہر ستون قبولیت دعا کی جگہ ہے۔ یہاں نفل پڑھے اور دعا کرے۔

۱۔ اُسطوانہ حنّانہ یہ ستون کھجور کے اس تنہ کی جگہ قائم ہے۔ جس کے پاس کھڑے ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے جو آپ کے منبر پر منتقل ہونے کی وجہ سے رویا تھا۔

۲۔ اُسطوانہ حرس یہ اس جگہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولت خانہ میں تشریف لے جاتے تو کوئی صحابی محافظت کا شرف حاصل کرنے اس جگہ بیٹھ جاتے۔

۳۔ اُسطوانہ وفود باہر سے جو وفد حاضر ہوتے۔ وہ اس جگہ شرف ملاقات حاصل کرتے یا کوئی قبول اسلام کیلئے حاضر ہوتا تو اس مقام پر مشرّف بہ اسلام ہوتا اسی کے قریب باب الوفد ہے۔ اسی دروازہ سے

Marfat.com

حضورؐ وفود سے ملاقات کرنے تشریف لاتے تھے۔

۴۔ اُسطوانہ سریر | اعتکاف کے وقت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ پر تشریف فرما ہوتے تھے۔

۵۔ اُسطوانہ ابی لبابہؓ | یہ وہ مقام ہے کہ حضرت ابی لبابہؓ نے غلطی ہو جانے کے بعد خود کو اس درخت سے باندھ لیا تھا کہ جب تک حضورؐ خود نہ کھولیں گے میں اسی طرح جکڑا رہوں گا۔ آخر وحی کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھولا۔ اسطرح انکو معافی مل گئی۔

۶۔ اُسطوانہ جبریل علیہ السلام | جب حضرت جبریل علیہ السلام وحی لیکر حضرت دحیہ کلبیؓ کی شکل میں تشریف لاتے تو اس جگہ بیٹھے نظر آتے تھے۔

۷۔ اُسطوانہ حضرت عائشہؓ | حضرت عائشہ صدیقہ اُم المؤمنینؓ کے نام منسوب ہے۔ حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کا ثواب معلوم ہو جائے تو ترجیح کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت آئے گی۔ اس وقت سے صحابہ کرام کو یہ جگہ معلوم کرنے کی فکر تھی۔ بعدِ وصال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ جگہ بتلائی۔

یہ ستون ہائے رحمت، دعائیں کرنے اور نوافل کیلئے مقبول ہیں۔ ان سب کے قریب نوافل ادا کرے اور خاتمہ بالخیر کی دعائیں کرے۔

Marfat.com

محرابُ النبیؐ اسی ریاض الجنّۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محراب مبارک ہے۔ کہ جہاں حضور والا نماز کی امامت فرمایا کرتے تھے۔ اس محراب شریف کے قریب نفل پڑھے اور دعائیں کرے۔

صُفّہ اصحابِ صُفّہ جس مقام پر اپنی تعلیم و تربیت کے دوران قیام کرتے تھے۔ یہ جگہ اب ایک چبوترہ کی صورت میں ہے۔ جس کو اصحابِ صفّہ کا چبوترہ کہا جاتا ہے۔

یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اسلامی تعلیم کے حصول کے لیے اپنے گھر بار چھوڑ کر اللہ کے توکل آپڑے تھے۔ ان کے لباس اور خوراک کا بھی کوئی انتظام نہیں تھا۔ لیکن یہ شمع رسالتؐ کے پروانے ہر حال میں آفتاب نبوتؐ کے قریب اور زیرِ تربیت رہنا چاہتے تھے۔

اس جگہ پر نفل ادا کرے اور تلاوت کلام پاک کرے۔ دُعائیں کرے خصوصی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضراتِ صفّہ کے جذبہ عشق و طلب میں سے ہم کو بھی بہ طفیل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حصّہ عطا فرمائیں۔ ہم بھی حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی والے کام انجام دیں۔ آمین۔

زیارت ہائے مدینہ منوّرہ مدینہ منوّرہ کا ہر چپّہ زمین زیارت گاہ ہے۔ جدید تعمیرات نے ہر دو حرمین شریفین میں بہت سی قیمتی یادگاریں اور زیارتیں ختم کر دی ہیں۔ تاہم اب بھی مدینہ منوّرہ میں بہت سی زیارتیں باقی ہیں۔ چند خاص مقامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ہر حال میں حرم شریف میں نماز باجماعت کا خیال رکھ کر زیارتوں کو جانا

Marfat.com

چاہیئے۔ یوں بھی سب سے بڑی زیارت تو خود حرم نبویؐ ہی ہے۔

مسجد قبا یہ ہی وہ مسجد ہے کہ جس جگہ سب سے پہلے ہجرت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ مبارک ٹھہرا تھا۔ اسی مقام پر اسلام کی پہلی مسجد تعمیر ہوئی اور اسی مسجد میں نزول وحی ہوئی۔ جس میں اس مسجد کی تعریف بیان ہوئی۔ اس مسجد کی زیارت بروز ہفتہ بعد نماز اشراق کرنا افضل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ مسجد بہت پیاری تھی اور حضورؐ اکثر تشریف لے جاتے تھے۔ اس مسجد کی زیارت کا ثواب عمرہ کی طرح ہے۔ اس مسجد میں نوافل ادا کرنا چاہیئے۔

شہدائے اُحد کوہِ اُحد کے دامن میں شہدائے اُحد کے مدفن ہیں۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا حمزہؓ کا مزار مبارک بھی ہے۔ سید الشہداء حمزہؓ عنہا کا مزارِ مبارک الگ ہے۔ اس کے قریب ہی دیگر شہدا رہیں۔ یہاں فاتحہ اور ایصال ثواب کرنا چاہیئے۔ جنگِ احد اسلامی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ اس کے شہدا کرام کے بڑے درجات ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید اضافہ فرمائے۔

مسجد قبلتین یہ وہ مسجد ہے کہ جس میں عین نماز کی حالت میں تبدیلی قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ یہاں تحیۃ المسجد کے نفل ادا کرنا چاہئیں۔ بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔

خمسہ مساجد غزوۂ خندق کے موقعہ پر جس مقام پر جس صحابی کا خیمہ نصب تھا۔ اس مقام پر مسجد تعمیر کردی ہے۔ یہ پانچ مسجدیں قریب قریب ہیں۔ تحیۃ المسجد کے نفل ادا کرنا چاہئیں۔ بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔

Marfat.com

بیرِ عثمان رضؓ سیدنا حضرت عثمان خلیفہ سوئم رضؓ نے مدینہ منورہ کے مسلمانوں کے لیئے یہ کنواں اس کے مالک سے خرید کر وقف کر دیا تھا۔ آجکل یہاں ایک باغ محکمہ زراعت کے تحت ہے۔ کنواں اور اس کے قریب مسجد ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا باغ یہ باغ آج بھی کھجوروں کا باغ ہے۔ اس میں دو درخت کھجور کے ہیں۔ جن کے لئے مشہور ہے کہ یہ وہی درخت ہیں کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لگائے تھے۔ ان دو درختوں کی کھجوریں زائرین لاتے ہیں۔

جنت البقیع مشہور قبرستان اور زیارت گاہ ہے۔ اسی قبرستان میں خلیفہ سوئم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ اسی قبرستان میں اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت فاطمہ زہرا رضؓ اور دیگر بنات النبیؐ۔ حضرت امام حسن رضؓ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے سیدنا ابراہیمؓ اور اماں حلیمہ رضؓ مدفون ہیں۔ اہلِ بیت کے علاوہ شہداء احد کے وہ ساتھی جو جنگ میں زخمی ہوئے اور بعد میں انتقال کیا۔ وہ بھی یہاں آرام فرما ہیں۔

غرض کہ چودہ سو برس سے یہ قبرستان حضرات اہلِ بیت۔ صحابہ کرام۔ تبع تابعین اور دنیا کے اولیاء کرام کا امین ہے۔ حضرت سیدنا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ بھی یہاں مدفون ہیں۔

یہاں حاضر ہو کر ایصالِ ثواب ضرور کرنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اکثر اس قبرستان میں تشریف لے جاتے تھے۔ حرم شریف کے قریب ہے۔ اس لئے کثرت سے حاضری کا موقعہ مل سکتا ہے۔

بیرِ خاتم وہ کنواں جس میں حضرت عثمان غنیؓ سے انگوٹھی خلافت گر گئی تھی۔ کچھ عرصہ قبل تک مسجد قبا کے پاس تھا۔ اب لاپتہ ہے۔ اس جگہ تعمیرات ہو گئی ہیں۔

بیرِ طلحہؓ بیر طلحہ بھی اب بند ہو چکا ہے۔ یہ کنواں باب مجیدی کے سامنے مدینہ ہوٹل کے قریب تھا۔ ابتدائی دور میں یہ سب علاقہ باغات کا تھا۔ اور یہ کنواں بھی حضرت طلحہؓ کے باغ میں تھا۔

بیتِ ابو ایوب انصاریؓ حضرت ابو ایوب انصاریؓ وہ خوش قسمت صحابی ہیں کہ جن کے مکان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ منورّہ تشریف لا کر مقیم ہوئے۔ یہ مکان حرم شریف کی پشت پر باب جبریل کے قریب ہے۔

مسجد جمعہ یہ مسجد۔ مسجدِ قبا کے قریب ہے۔ پہلی بار جمعہ کی نماز اسی مسجد میں ادا کی گئی۔ اس جگہ قبیلہ بنو سالم کی آبادی تھی۔ اب یہ علاقہ باغات کا ہے۔

مسجد غمامہ شہر میں کھجور بازار کے قریب ہے۔ مدینہ منورّہ کی پرانی فصیل کے باہر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عیدین کی نماز یہاں ادا فرماتے تھے۔ اب شہر کے وسط میں ہے۔ ابتدائی دور میں شہر کے باہر تھی۔ اس کے قریب پرانی فصیل کے آثار بھی نظر آتے ہیں۔

Marfat.com

مساجد ان کے علاوہ قدیمی مساجد میں حسب ذیل مساجد ہیں۔ جن میں کچھ کے آثار باقی ہیں اور کچھ معدوم ہو چکی ہیں۔ مسجد ابوبکرؓ اور مسجد علیؓ شہر کے اندر مسجد غمامہ کے قریب ہیں۔ مسجد سجدہ بھی قریب ہے۔

۱۔ مسجد سُقیا۔	۲۔ مسجد ذباب۔	۳۔ مسجد بنی حرام۔
۴۔ مسجد ابوبکرؓ۔	۵۔ مسجد علیؓ	۶۔ مسجد ابراھیمؓ۔
۷۔ مسجد الفضیخ	۸۔ مسجد بنی قریظہ	۹۔ مسجد بنی ظفر
۱۰۔ مسجد الاجابہ	۱۱۔ مسجد السجدہ	۱۲۔ مسجد ابی

وضاحت جب کسی بھی مسجد کی زیارت کریں تو تحیۃ المسجد کے دو نفل ادا کرنا چاہیئے۔ بشرطیکہ نماز کا وقت ہو۔

الوداع مدینہ منورہ سے رخصت کے وقت دو رکعت نفل مسجد نبویؐ میں ادا کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد مواجہہ شریفہ پر حاضر ہو کر رخصتی سلام پیش کرنا چاہیئے۔ نیز دستور کے مطابق خلفاکرام کو بھی سلام پیش کرے اور یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ حضورؐ کے طفیل اور صدقہ میں بار بار حاضری کی توفیق عطا فرمائے اور تمام عالم کے مسلمانوں کو یہ سعادت و توفیق عطا فرمائے۔ احقر مؤلف کو بھی صلوٰۃ و سلام پیش کرتے وقت یاد فرمائیں اور اس عاجز کا سلام بھی پیش کریں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

شہدائے بدرؓ مدینہ منورہ سے ایک منزل قبل بدر کی بستی ہے۔ مکہ معظمہ کے راستہ میں اب جدید سڑک کے ذریعہ بدر کی بستی راستے میں آتی ہے۔ پیشتر یہ راستہ نہیں تھا۔

جنگ بدر اسلامی تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہے۔ اور شہدائے بدر کا یہ احسان

Marfat.com

رہتی دنیا تک عالم اسلام پر رہے گا۔ اگر وہ بے سرو سامانی کے عالم میں اپنے گھروں سے دور آکر صرف اسلام کی سربلندی کے لئے یہ جنگ نہ لڑتے تو آج دنیا کا نقشہ تبدیل شدہ ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جنگ بدر کے موقعہ پر دُعا فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ یا اللہ اگر آج تیرے یہ بندے کامیاب نہ ہو سکے اور جنگ میں کام آگئے تو پھر اسلام کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ (مفہوم)

سڑک سے کچھ فاصلہ پر شہدائے بدر اُسی میدانِ جنگ میں آرام فرما ہیں۔ جہاں جنگ ہوئی تھی۔ ان شہداء کرام کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایصال ثواب ضروری ہے۔ ٹیکسی ڈرائیور سے پیشتر معاملہ طے کر لیا جائے تو وہ راستہ میں آتے جاتے کسی وقت بھی زیارت شہداء بدر کے لئے میدانِ بدر لے جا سکتا ہے۔ یہ بڑی سعادت ہوگی کہ زیارت حاصل ہو جائے۔

اگر یہ صورت ممکن نہ ہو تو پھر بدر کی موجودہ آبادی جو لب سڑک ہے۔ اس مقام سے گذرتے ہوئے شہدائے بدر کے لئے فاتحہ خوانی کرے اور ایصالِ ثواب کرے ان شہداء کا بڑا اونچا مقام ہے۔ ان کے طفیل خاتمہ بالخیر کی دعا کرے۔ انشاء اللہ شرفِ قبولیت حاصل ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

احتیاط کی ضرورت

فریضہِ حج کی اہمیت کا اندازہ صرف اسی امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ یہ فریضہ ہر وقت ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ عمر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ اور اس کی تلافی اور قضا بھی نہیں ہے۔ دوسری عبادات کی طرح اس کی ادائیگی اتنی آسان نہیں جتنی تصور کی جاتی ہے۔ اسلئے صحیح طریق پر مناسکِ حج ادا کرنے کے لئے تعلیم و تربیت کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ کوئی رکنِ حج ادا ہونے سے رہ نہ جائے یا اس کی ادائیگی میں کوئی غلطی سرزد نہ ہو۔

ہمارے ہاں فریضہِ حج کی ادائیگی کے متعلق لٹریچر تو مل جاتا ہے۔ مگر حیدرآباد دکن کی طرح مناسکِ حج کی ادائیگی کی تربیت کا اور کہیں خاطر خواہ انتظام نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے بسا اوقات اس فریضہ کی ادائیگی میں نادانستہ طور پر ایسی لغزشیں۔ کوتاہیاں اور غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں۔ جو نہ صرف قابلِ مواخذہ ہوتی ہیں۔ بلکہ حج کی قبولیت پر بھی اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ اسلئے حج مبرور و مقبول کے لئے مندرجہ ذیل غلطیوں سے بچنے کی اشد ضرورت ہے:۔

(۱) خلوص نیت سے سفرِ حج کا ارادہ کیا جائے۔ نام و نمود یا حاجی کہلانے کی خواہش کو ہرگز دل میں جگہ نہ دی جائے اور نہ ہی اسکا بطور اشتہار تذکرہ کیا جائے۔ نہ ہی جلوس نکال کر یا اخبارات میں اشتہار دے کر سفرِ حج شروع کیا جائے۔ اور نہ ہی وہاں کی خیرات و صدقات یا دیگر فاضل اخراجات کی، اور اپنی واپسی کی یا حاجی بننے کی تشہیر کرنی چاہیئے۔ نہ اسکا فخریہ اظہار

Marfat.com

کرنا چاہیئے۔ اپنے نام کے ساتھ بھی حاجی لکھنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ سلف صالحین نے کبھی اپنے نام کے ساتھ لفظ حاجی استعمال نہیں کیا۔ کیونکہ اس سے بھی نمائش کا پہلو نکلتا ہے۔

(۲) تکالیف سفر کا بھی اظہار نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے ایک تو اجرِ صعوبت متاثر ہوتا ہے۔ دوسرے ایسے واقعات سن کر بعض ہمت توڑ بیٹھتے ہیں اور ارادہ حج ملتوی کر دیتے ہیں۔ البتہ اگر ان تکالیف کا ان کے سامنے ذکر کیا جائے۔ جو اسکی تلافی کی قدرت رکھتے ہوں تو اس میں مضائقہ نہیں۔ تاکہ حجاج کو آرام ملے۔

(۳) سفر حج کے دوران بعض حضرات نماز پنجگانہ کا اہتمام قائم نہیں رکھتے۔ یہ بہت بُری بات ہے۔ دورانِ سفر فرائض کا ترک کرنا یا ان میں غفلت برتنا بہت بڑی کوتاہی ہے۔ حالانکہ خدا کے گھر میں حاضر ہوتے وقت تو ان کا زیادہ اہتمام اور خشوع و خضوع ہونا چاہیئے۔

(۴) عورت کے لئے بلا شوہر یا محرم حج کے لئے جانا جائز نہیں۔ گناہ ہے۔ اگر محرم نہیں تو ہرگز حج کو نہ جائے اور وصیّت کر دے کہ اگر میں حج نہ کر سکوں تو میری طرف سے حج کرا دیا جائے۔ اسکے مرنے کے بعد وصیت کی شرائط کے مطابق اس وصیّت کا پورا کرنا ورثاء کے ذمہ ہوگا۔ اگر وہ اسے پورا نہ کریں گے۔ تو گنہگار ہوں گے۔ مگر وصیّت کرنے والی فریضہ حج ادا نہ کرنے پر قابلِ مواخذہ نہ ہوگی۔ اگر وصیت نہ کریگی تو مواخذہ ہوگا۔

(۵) دورانِ سفر کسی سے لڑائی جھگڑا یا زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی گناہ کرے۔

Marfat.com

(۶) احرام کی نیت کرنے سے پہلے جو نفل پڑھے جاتے ہیں۔ وہ سر ڈھانک کر پڑھنے چاہیئیں۔ بلا عذر سر کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن احرام کی نیت کر لینے کے بعد سر ڈھانک کر نماز پڑھنا منع ہے۔

(۷) طواف کے دوران ہجوم کی وجہ سے حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے لئے زور آزمائی کرنا جائز نہیں۔ زور سے استلام کر لینا چاہیئے۔

(۸) طواف کرتے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ حجرِ اسود کے استلام کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کی حالت میں پاؤں بھی بیت اللہ شریف کی طرف ہوں۔ ترچھے کھڑے نہ ہوں۔ ورنہ مکروہِ تحریمی کا ارتکاب لازم آئے گا۔ اور گناہ ہوگا۔ اگرچہ طواف باطل نہ ہوگا۔ مگر ترک واجب کی وجہ سے اعادہ واجب ہوگا۔

(۹) بعض لوگ سورج غروب ہونے سے قبل ہی عرفات کی حدود سے اژدھام کے خوف سے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ حالانکہ سورج غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے۔ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات سے نکلے گا تو اس پر دم واجب آئے گا۔ یعنی اس غلطی کے کفارہ کے لئے ایک بکری ذبح کرنی ہوگی۔

(۱۰) مزدلفہ میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر صبح صادق تک ٹھہرنا سنت ہے۔ اور صبح صادق کے بعد مزدلفہ کا وقوف واجب ہے۔ خواہ تھوڑی دیر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے ہی مزدلفہ سے نکل جائے گا تو اس پر دم واجب ہوگا۔ البتہ بوجہ ہجوم، عورت، مریض اور کمزور

آدمی یا بچے اگر پہلے نکل جائیں تو ان پر دم واجب نہ ہوگا۔

(۱۱) جو جانور کسی جنایت کے بدلے میں ذبح کیا جائے۔ اس میں سے خود نہ کھانا چاہیئے اگر غلطی سے کچھ کھا لیا تو جتنا کھایا ہے۔ اسکی قیمت صدقہ کرنی واجب ہے۔ کیونکہ وہ جانور فقراء کا حق ہوتا ہے۔

(۱۲) مصارفِ حج کے لئے نقد روپیہ کی موجودگی شرط نہیں۔ اگر کسی کے پاس اتنی جائیداد ہے یا اور کوئی مال ہے کہ اگر اس میں سے کچھ حصہ فروخت کر دیا جائے تو اس سے حج کے مصارف اور اہل و عیال کے خرچہ کے علاوہ اتنی جائیداد یا مال باقی بچ جائے گا۔ جس سے آئندہ بسہولت گزر اوقات ہو سکے۔ تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کو کسی ضروری حاجت یا ظالم بادشاہ یا مرض شدید نے حج سے نہیں روکا۔ اور بلا حج مر گیا تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے۔ یا نصرانی ہو کر مرے۔

(۱۳) مسائل اور دم و کفارہ کے لئے مسائل کی کتابیں ساتھ ہوں یا کسی عالمِ دین سے استفسار کرنا چاہیئے۔ بہتر یہ ہے کہ کسی عالم دین یا سابقہ تحریر رکھنے والے ہمراہی کے ساتھ حج کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حج مبرور اور زیارتِ مقبول کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

خرابیوں کی جڑ

یہ ہماری سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مت سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام خرابیوں کی جڑ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزمودہ فن ہے' جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دُنیا میں بھی سربلندی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے ——— اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضاجوئی کے لیئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی، عدل و انصاف امانت، عفو و درگزر، احسان، مساوات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آز، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اوصاف مذمومہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے ——— لیکن اسلام قومی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امت شاہد اور امتِ وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں ——— حالانکہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغربی مفکرین کی ایک بہت بڑی جماعت نوحہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگان تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر تو غور کریں۔ کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیر ملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اسے خود پڑھنے کے بعد دوسروں کو بھی پڑھائیں (شکریہ)

آرٹسٹک پرنٹنگ پریس
شہر و روڈ ملتان

Marfat.com

ہمارا اصلاحی تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کرچکا ہے۔ جو پتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بکلہ جو ارباب خیر اپنی طرف سے تبلیغاً یہ لٹریچر خود یا ہماری معرفت چھپوا کر عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ آخرت بن سکتا ہے۔

۱- وقت کا تقاضا - (شادی بیاہ پر مسرفانہ و مشرکانہ رسومات کی حقیقت)

۲- زکوٰۃ - اسلام کا بنیادی رکن

۳- وصیت - وراثت - تقسیم میراث کے احکام

۴- مال و دولت کا بہترین مصرف

۵- ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اسکی اہمیت)

۶- نماز کے فضائل اور احکام و مسائل

۷- ولیمہ مسنونہ کا طریق

۸- عظمت قرآن اور آداب تلاوت

۹- روزہ ایک اہم روحانی عبادت

۱۰- حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل -

ان رسائل کا گجراتی - سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہوچکے ہیں -

حسب ضرورت بلا قیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں

ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبہار ۲ کراچی

جمعیت دہلی صدیقی برادری پاکستان عثمانی کلیپاؤنڈ ایم اے جناح روڈ کراچی

عالمی ادارۂ اشاعتِ علومِ اسلامیہ (رجسٹرڈ) چہلیک ملتان شہر۔ نون نمبر ۲۶۷۵

(صرف سرورق عثمانیہ آرٹ پریس ملتان میں چھپا)

Marfat.com

رجسٹرڈ ایل نمبر

مجلہ نمبر ۱۳۳

۷۶۹۱

وقت کا تقاضا

منجانب عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ) چہلیک۔ ملتان

Marfat.com